بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبات شیخ الاسلام

سیریز ۱

حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ

بضمن تاج پوشی

قرۃ العین شیخ الاسلام حضور سید حمزہ اشرف اشرفی جیلانی حفظہ اللہ تعالیٰ

مرتب: مولانا اصغر علی شاہ اشرفی

ناشر
محدث اعظم مشن، بلگام

نام کتاب : **خطبات شیخ الاسلام (سیریز اول)**
خطیب : حضور شیخ الاسلام امام الہمام علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی دام ظلہ علینا
مرتب : **مولانا اصغر علی شاہ اشرفی** خلیفۂ حضور شیخ الاسلام
سن اشاعت : برموقع جشن تاج پوشی حضور سید محمد حمزہ اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ 2015
تعداد : ۱۰۰۰
ناشر : محدث اعظم مشن بلگام
کمپوزنگ : یوسف اشرفی نظامی، غلام ربانی فدآ، 09741277047
قیمت : 125 روپئے
نظرثانی : مولانا نعیم الدین اشرفی

ملنے کے پتے:
☞ محدث اعظم مشن بلگام
☞ مدنی فاؤنڈیشن بنکاپور چوک ہبلی
☞ محدث اعظم مشن احمد آباد گجرات
☞ مکتبہ شیخ الاسلام احمد آباد گجرات
☞ اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن حیدر آباد

(جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں، بغیر اجازت کے اشاعت وغیرہ
قانونی واخلاقی شرعی جرم ہے)

پتہ مرتب؛

☞ **اصغر علی شاہ مکاندار اشرفی**
ASGARALI SHA ALAUDDIN SHA MAKANDAR
At,Post: Horlikoppi, Tq; Savanoor, Dis: Haveri-581118
Mobile:09886165692,07411878692

فہرس

انتساب		4
خراجِ عقیدت		5
احوال واقعی	علامہ قاسم اشرف صاحب اشرفی جیلانی	6
حرفِ آغاز	مولانا اصغر علی اشرفی	8
حضور شیخ الاسلام کے رخِ حیات کے چند تابندہ نقوش		10
عبد کامل	خطاب حضور شیخ الاسلام	16
مقام انسانیت	خطاب حضور شیخ الاسلام	34
مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	خطاب حضور شیخ الاسلام	49
علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	خطاب حضور شیخ الاسلام	63
رضائے مولیٰ	خطاب حضور شیخ الاسلام	81
شکرِ خدا ادا کرو	خطاب حضور شیخ الاسلام	97
صاحب کوثر	خطاب حضور شیخ الاسلام	127
اللہ کی مدد	خطاب حضور شیخ الاسلام	142
محمد الرسول اللہ	خطاب حضور شیخ الاسلام	162
اللہ کی رحمت	خطاب حضور شیخ الاسلام	186

انتساب

میری اس حقیر کاوش کو
حضور محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ
اور
سیدی و مرشدی حضور شیخ الاسلام
علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی
دام ظلہ علینا
کی خدمتِ اقدس میں پیش کرنے کی جرات کر رہا ہوں
گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکپائے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اصغر علی اشرفی

خراج عقیدت

میرے والد بزرگوار

مرحوم علاؤالدین شاہ مکاندار

اور والدہ معظمہ

کے نام ہدیہ کرتا ہوں۔

جن کے دعائے صبح گاہی کی بدولت خاکسار شعور پایا

احوال واقعی

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ

غازی دوراں حضرت علامہ الشاہ سید محمد قاسم اشرف اشرفی جیلانی

پرنواسہ حضور محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف یوپی

خطبات شیخ الاسلام دس خطبات پر مشتمل ہے جو حضرت شیخ الاسلام رئیس المحققین مفسر قرآن علامہ مفتی سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی جانشین مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند کی متعدد موضوعات پر کی گئی تقریروں کا مجموعہ ہے جسے سی ڈی کیسٹس سے عزیز گرامی مولانا اصغر علی اشرفی فاضل مدنی میاں عربک کالج ہبلی کرناٹک نے بڑی محنت سے سطح قرطاس پر منتقل کیا ہے اور محبّ گرامی مولانا سیف خالد اشرفی اور محب رفیق مولانا نعیم الدین اشرفی صاحبان نے بعجلت اس کی پروف ریڈینگ کی ہے۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے کی کسیٹس بہت صاف نہ ہونے کے باعث کہیں کہیں اندازے سے بھی کام لیا گیا ہے ۔ حضرت شیخ الاسلام کے دیگر خطبات کو بھی جلد منظر عام پر لانے کا ارادہ ہے ۔ خطبات برطانیہ کے طرز پر یہ خطبات بھی علمی اور تحقیقی ہیں اس مجموعہ میں (''۱) عبد کامل ۲) مقام انسانیت ۳) مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴) علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵) رضائے مولیٰ ۶) شکرِ خدا ادا کرو ۷) صاحبِ کوثر ۸) اللہ کی مدد ۹) محمد الرسول اللہ ۱۰) اللہ کی رحمت) دس خطبات پر مشتمل ہیں۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ رسمی خطبات نہیں بلکہ ایسے علمی وفکری خطبات ہیں جو اہل سنت کے عقائد ومعمولات اور افکار ونظریات کی ترسیل کا اہم ذریعہ ہیں خطبات برطانیہ نے برطانیہ کی سرزمین میں اشاعت سنیت کا وہ اہم کردار ادا کیا اور نقلی وعقلی دونوں پیمانوں پر ترویج دین وسنت کا فریضہ انجام دیا وہ اہل علم ونظر سے مخفی نہیں بالخصوص عصری تعلیم یافتہ اور شکوک وشبہات میں پڑے لوگوں کے سامنے صحیح

عقائد وافکار کو آسان مگر علمی انداز میں کیسے پیش کیا جائے؟ اور ان کے ذہن میں اسلامی نقطۂ نظر کو کس طرح واضح کیا جائے؟ لفاظی اور غیر ضروری گفتگو سے احتراز اور مقتضائے حال کے مطابق موضوع کا انتخاب، موضوعاتی تنوع، ادیبانہ چاشنی، فکری حسن، صوتی آہنگ اور نقلی و عقلی طرز استدلال حضرت شیخ الاسلام کی خطابت کے اہم عناصر ہیں اور کیوں نہ ہو کہ وہ ایسے فاضل علوم اسلامیہ ہیں کہ بیک وقت مفسر، محدث، فقیہ، مناظر، متکلم، اصولی، ادیب، شاعر، صاحب قلم، اور خطیب ہیں جو سچے وارث نبی ہیں متدین عالم و مستند فقیہ ہیں جن کی دینی خدمات نہ صرف ملکی بلکہ عالمی سطح کی ہیں۔ خیال تھا کہ ایڈیٹنگ کے بعد یہ خطبات منظر عام پر لائی جائیں یہی مشورہ محبّ گرامی فقیہ اہلسنت مفتی آل مصطفٰے صاحب مصباحی خلیفہ حضور شیخ الاسلام استاد جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی کا بھی تھا مگر وقت کی قلت دامن گیر تھی کہ اراکین محدث اعظم مشن بیلگام کی خواہش واصرار تھا کہ اسے عرس محدث اعظم ہند میں عزیز القدر مولانا سید حمزہ اشرف جانشین شیخ الاسلام کی دستار فضیلت کے حسین موقع پر منظر عام پر لایا جائے۔ اس لئے بعجلت اسے شائع کر دیا گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ طبع دوم میں مزید تحقیق وایڈیٹنگ کے ساتھ شائع کیا جائے گا اگر مطبوعہ خطبات میں کوئی خامی نظر آئے تو یہ جلد بازی کا نتیجہ ہوگا امید کہ قارئین کرام ہمیں خامیوں سے مطلع فرما کر متشکر فرمائینگے ہمارے اس علمی سفر میں جن لوگوں نے بھی تعاون کیا ہے بالخصوص اراکین محدث اعظم بیلگام۔ ہم دل کی گہرائیوں سے شکر گذار ہیں اور دعا گو ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ دارین کی دسعادتوں سے سرفراز فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

فقیر اشرفی وگدائے جیلانی

سید محمد قاسم اشرف الاشرفی الجیلانی

پرنواسۂ حضور محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف

یکم رجب المرجب ۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۱ اپریل ۲۰۱۵

نزیل حال ہبلی

حرفِ آغاز

تمام تعریف رب قدیر کے لئے جس نے ہمیں اپنے محبوب کی امت میں پیدا فرما کر محبوب کی آل سے محبت وعقیدت کا جذبہ عطا کیا، انسانوں کو اشرف المخلوقات بنا کر سارے انسانوں کو ''اشرفی'' بنایا۔ بے شمار درود وسلام کے گل نچھاور ہوں اہل بیت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کی طہارت کی قسم خود رب نے کھائی۔

حضور شیخ الاسلام ایک نابغۂ روزگار شخصیت ہیں بیک وقت مفسر، محقق، مدبر، مفکر، فقیہ، مفسر، محدث، شاعر، صوفی ودیگر علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ حضور شیخ الاسلام کی خطابت سے علم وفضل کے سوتے پھوٹتے ہیں اور بے شمار لوگوں نے حضرت کی فرمودات وارشادات سن کر گناہوں سے تائب ہوئے، بدعقیدہ خوش عقیدہ ہوئے، راہِ ہدایت پر عمل پیرا ہوئے، کافر مسلمان ہوئے۔ غرض کہ یہ مخدومی فیضان ہے۔ اور ہمیں بشکل ''حضور شیخ الاسلام'' مخدومی سہارا ملا۔ حضور شیخ الاسلام کے اندازِ خطابت نے ناچیز کو نہایت متاثر کیا۔ اور گرویدہ بنا دیا۔ حضور شیخ االاسلام میرے پیرِ طریقت ہیں اور اس پر مجھے فخر ہے۔

عرصۂ دراز سے خواہش تھی کہ حضور شیخ الاسلام کے تقاریر کا مجموعہ شائع کریں۔ اسی لئے کئی سال پیشتر راقم الحروف نے حضور شیخ الاسلام کی دس تقاریر کیسٹ سے سن سن کر الفاظ ومعنی، رشد وہدایت کے گل بوٹے سجائے۔ مگر اس کو پیش کرنے کا سلیقہ ناچیز کو حاصل نہیں تھا اسی لئے شائع نہ ہوسکی۔ خطبات کی ترتیب کی خبر سن کر حضور حمزہ میاں، حضور حسن عسکری میاں، حضور قاسم بابا صاحبان دامت فیوضہم نے مجھے کار آمد احکامات ودعاؤں سے نوازے۔

کئی اہل علم وقلم کے در کی ٹھوکریں کھاتا رہا۔ کہیں سے امید بنتی نظر آتی تو کچھ لمحوں میں ٹوٹتی نظر آتی، ایک روز ناچیز نہایت ہی افسردگی کی حالت میں نورِ عین شیخ الاسلام حضرت

العلام سید محمد حمزہ اشرفی جیلانی طال اللہ عمرہ سے دل کی روداد بیان کرر ہا تھا۔ حضرت نے فرمایا ''مولانا اصغر علی صاحب آپ اطمینان رکھیں، کام آپ کا نہیں آپ کے مرشدِ گرامی وقار کا ہے، وہ جب چاہیں گے لے لیں گے'' اس جملے نے ڈھارس بندھی۔ میں اورتندہی کے ساتھ مصروفِ کار ہوگیا۔ حضور شیخ الاسلام ہی کا فیضان ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میری کم علمی و بے بضاعتی کی بنا پر ان خطبات میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو ناچیز کو آگاہ کریں۔

ان تمام کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میرے اس کام کو سہرایا اور دعاؤں سے نوازا۔ خصوصاً مولانا قاضی سید شمس الدین، مولانا سید یوسف، مولانا اکبر علی اشرفی، حافظ سراج الدین اشرفی، ڈاکٹر غلام ربانی فدؔا، مولانا نعیم الدین اشرفی، مولانا عبدالقادر سر قاضی، مولانا سید شبیر اشرفی، مولانا یوسف اشرفی نظامی (حیدر آباد) الحاج گھوڑو صاحب تحصیلدار، الحاج محبوب باشاہ ملا، سید محمد عرف باباجان قاضی، الحاج یاسین صاحب تحصیلدار، جملہ اراکین و منتظمین تنظیم کمیٹی حضرت بدرالدین شاہ مسجد بلال کمیٹی ویربھدرانگر بلگام وغیرہ کا۔

میں انتہائی ممنون و مشکور ہوں محدث اعظم مشن بلگام کے تمام ممبران کا جنہوں نے صرف اس کتاب کی اشاعت ہی کی ذمہ اری نہ لی بلکہ میرے ہر مشکل وقت میں سہارا بنے۔ اپنے مفید مشوروں سے نوازے۔ جو میرے دکھ کو اپنا دکھ اور میری خوشی کو اپنی خوشی تصور کئے۔

یہ ممکن ہی نہیں کہ اس پر مسرت موقع پر میں اپنے بھائی اور بہنوں اور شریک حیات کو فراموش کر جاؤں، جن کی محبتیں وتعاون نے مجھے پورے قد سے کھڑے ہونے کا شرف بخشا۔

ایک بار اور عرض کرنا چاہوں گا اگر خطبات میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو سمجھیں وہ میری بے علمی کی وجہ سے ہے برائے کرم غلطی کی نشاندہی فرما کر ناچیز کی اصلاح کریں۔

حضور شیخ الاسلام کے رُخِ حیات کے چند تابندہ نقوش

(یہ مضمون ”حضرت شیخ الاسلام: حیات وخدمات سے ماخوذ ہے)

علم وعرفان اور طریقت ومعرفت کی سرزمین کچھوچھہ شریف میں 28/اگست 1938ء کو رئیس المحققین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب کی ولادت ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد کچھوچھوی اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت ونگہداشت میں مکتب جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف سے حاصل کی۔ والد محترم نے اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے دار العلوم اشرفیہ مبارک پور کا انتخاب فرمایا اور حافظ ملت حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ جیسے مخلص استاد کے سپرد کیا۔ آپ نے جنوری 1963ء میں مبارک پور اشرفیہ سے سند فراغت حاصل کی۔ زمانۂ طالب علمی کی زندگی بھی طلبہ کے لیے بلاشبہ قابل تقلید اور نمونہ عمل ہے۔ علمی ریاضت اور اوقات کی قدردانی نے شیخ الاسلام کو آبروئے علم وفن بنا دیا۔ آپ کی علمی گہرائی، وسعت مطالعہ اور عمیق نظری کے طلبہ ہی نہیں اساتذہ بھی قائل تھے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب کی حیات کا ہر گوشہ اور ہر پہلو تابندہ اور تابناک ہے۔ مختلف اعتبار سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب کی حیات نمایاں اور گوناگوں خصوصیات کی حامل ہیں۔ جس پہلو سے دیکھا جائے آپ بے مثل ومثال نظر آتے ہیں۔ دین پر استقامت، شریعت مطہرہ پر ثابت قدمی، فقہ میں بلند مقام ومرتبہ، علم حدیث میں مہارت اور مسند درس وتدریس میں دسترس غرضیکہ ہر پہلو اچھوتا اور منفرد ہے۔ یوں تو خانوادۂ کچھوچھوی ہر طرح کے علوم وفنون کا گہوارہ رہا، فضل و شرف اور خاندانی نجابت میں آج بھی امتیاز حاصل ہے۔ یہ خانوادہ کئی علوم وفنون میں اپنی نظیر آپ ہے، تمام خوبیوں پر مستزاد سب سے عظیم صفت جو نمایاں رہی وہ ہے تفقہ فی الدین۔ دینِ متین کی خدمت واشاعت اس خاندان کا طرۂ امتیاز تھا اور الحمد للہ آج بھی ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب کی شخصیت کو سمجھنا مجھ جیسے کم علم کے بس کی بات نہیں۔ ان کی عظمت کو سمجھنے کے لیے ان کی عظیم خدمات کا تعارف ہی کافی

ہے جو ہر شعبے میں بے مثال، نادر روزگار و نایاب ہے۔ حسن اخلاق، مومن کا جوہر ہے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب اس جوہر سے متصف ہیں اور فرائض و واجبات و سنن پر عمل میں منفرد المثال۔ اور آپ نے اپنی حیات طیبہ سے اسی کا درس بھی دیا۔ آپ کی زندگی کا ہر گوشہ شریعت اسلامی کی پاسداری کا اعلیٰ نمونہ ہے، آپ کی ایمانی جرأت کسی بھی قسم کی مصلحت کوشی اور چشم پوشی سے مبرا ہے۔ آپ نے معرفت الٰہی کے لیے فکر سازی اور عملی زندگی میں دینی احکام کی جلوہ گری پر زور دیا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب کی شخصیت علم و فن کے باب میں نیر درخشاں اور شعر و سخن کی فصل میں بدر کامل بن کر طلوع ہوتی ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب جہاں زندگی کے ہر پہلو میں فقید المثال، نادر روزگار اور نازش باغ و بہار ہیں وہیں شعر و سخن کے آئینے میں بھی دیکھئے تو شعر کی زلف برہم سنوارتے اور سخن کے عارض پر غازہ ملتے نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی قندیل شعور و آگہی سے ظلمات فکر و نظر کے دبیز پردہ کو چاک کیا اور گم گشتگان راہ کو نشان منزل اور شمع ہدایت عطا کی۔ ہر بڑے مفکر کی طرح آپ نے بھی اپنے اصول اور ایقان کی روشنی میں ایک فصیح و بلیغ وجدید کلام دنیا کو پیش کیا ہے اور اپنی بانکی طبیعت سے گلشن شعر و سخن میں جذبۂ محبت اور ولولۂ عقیدت کا ایسا کشادہ منفرد اور پر شکوہ تاج محل تعمیر کیا ہے جس کی خوبصورتی، فنکاری، نئے نئے نقش و نگار اور انوکھے گل بوٹے دیکھ کر لوگ غرق حیرت ہیں۔ آپ کی شاعری میں طلاقت لسانی، سلاست زبانی، طرز ادا کی دلآویزی، اسلوب بیان کی دلکشی اور مضامین کی روانی و شگفتگی بدرجۂ اتم موجود ہے۔ 254 صفحات پر مشتمل آپ کا مجموعۂ کلام ''تجلیات سخن'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ باران رحمت کے عنوان سے حمد و نعت اور منقبت پر مشتمل ہے جب کہ دوسرا حصہ پارۂ دل کے نام سے غزلوں اور نظموں پر آپ کی مذہبی شعری شریعت و شعریت کے امتزاج کی حسین شہ کار ہے۔

باران رحمت کا آغاز حمد الٰہی کے ان چار مصرعوں سے ہوتا ہے ؎

ذرّے ذرّے سے نمایاں ہے مگر پنہاں ہے

میرے معبود! تری پردہ نشینی ہے عجیب
دور اتنا کہ تخیل کی رسائی ہے محال
اور قربت کا یہ عالم کہ رگِ جاں سے قریب

حضور شیخ الاسلام موروثی شاعر ہیں۔ آپ کی نازک خیال شاعری سے ملک ہندو پاک اور افریقہ و برطانیہ کے بہت سے علماء و شعرا خوب اچھی طرح سے واقف ہیں۔ حضرت شفیقؔ جونپوری اردو شعریات میں اپنا ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ جب آپ کی خدمت میں حضور شیخ الاسلام نے اپنا کلام بغرض اصلاح پیش کیا تو انہوں نے فرمایا: ”ایسے ٹھوس اور جامع اشعار کی اصلاح نہیں ہوا کرتی۔“ (ہمارے شیخ الاسلام، ص 19: از: سید شوکت علی اشرفی)

حضور شیخ الاسلام ”اخترؔ“ تخلص فرماتے۔ حضرت کی شاعری اپنی انفرادی شان رکھتی ہے۔ ان کی شاعرانہ طبیعت کا مرکز و محور عشق رسول ﷺ ہے جو آپ کے اشعار سے واضح ہوتا ہے ؎

صرف اسی کو ہے ثناءِ مصطفی لکھنے کا حق
جس قلم سے روشنائی میں ہو شامل احتیاط

ایک جگہ یوں اظہار فرماتے ہیں ؎

فقط تمہاری شفاعت کا آسرا ہے حضور
ہمارے پاس گناہوں کے ماسوا کیا ہے؟

آپ کو غریبوں سے بڑی محبت ہیں۔ کسی سیٹھ ساہوکار کے ہاں قیام نہ فرماتے، غریبوں کی کٹیا کو رونق بخشتے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر طارق سعید صاحب ”محدث اعظم ہند نمبر“ میں اپنا ذاتی واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ”سید عبدالرحمن مرحوم کی جھونپڑی قابل ترجیح ہے۔ ہبلی کے دوسرے چاہنے والوں کی پکی چھتوں کے مقابلے میں۔ خاکسار خود بھیگتی برسات میں ٹپکتی بلکہ بارش زدہ اس جھونپڑی میں حضرت مدنیؔ کے ساتھ پٹی لگا کر کئی راتیں

گزار چکا ہے۔ لاکھوں چاہنے والوں کا یہ فقیر منش انسان، جسے دنیا مدنی میاں کے نام سے جانتی ہے، احد اور صمد پروردگار نے اسے دنیا سے بے نیاز اور مستغنی کر دیا ہے۔ جہاں بسیرا ڈال دیا وہی جگہ اس کا گھر اور مکان ٹھہرا۔ خدا اپنے نیک بندوں پر مہربان ہوتا ہے تو یہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی کہ:

مرے خدا تو مجھے اتنا معتبر کر دے   میں جس مکاں میں رہتا ہوں اس کو گھر کر دے

(جام نور، ص: 174، اپریل 2011ء)

تبلیغ دین اور رشد و ہدایت کے لئے آپ نے بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کیں۔ ملک کے گوشہ گوشہ کا دورہ کیا۔ کوردہ علاقوں میں پیدل بھی راستہ طے کیا۔ آپ کے لئے تو لوگ نگاہوں کو فرش راہ کئے رہتے، آپ کے اشارے پر لوگ جان و دل نچھاور کرنے کو تیار رہتے۔ مگر آپ نے کبھی اپنے لئے کچھ نہ چاہا اور نہ اپنے آرام کا خیال کیا۔ حضرت شیخ الاسلام اپنی اہلیۂ محترمہ کے آخری ڈھائی تین سالہ علالت کے عالم میں بھی دین مبین کی تبلیغ و تشہیر میں زمین کے طول و عرض کی پیمائش کر رہے تھے۔ حضور شیخ الاسلام نے مدرسے میں منعقد ہونے والے ہفتہ واری مشقی پروگرام میں کبھی کوئی تقریر نہیں کی۔ اس بات کا علم جب قاری محمد یحییٰ صاحب کو ہوا تو آپ نے حضور محدث اعظم ہند سے شکایت کی کہ شہزادے مشقی جلسہ میں شرکت نہیں کرتے جس کا مجھے دکھ ہے۔ محدث اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: ”میاں مچھلی کے بچے کو تیرنا نہیں سکھاتے۔“ (جام نور، ص: 174، اپریل 2011ء) غور کیا جائے تو اس ایک جملے میں جہاں اعتماد، اپنائیت اور والہانہ سرپرستی کی رنگارنگی موجود ہے، وہیں اس میں تبلیغ دین اور شیخ الاسلام کے مسند خطابت کی بلندیوں کی پیشین گوئی بھی عکس ریز ہے۔ ہند اور بیرونی ممالک میں حضرت شیخ الاسلام کے تبلیغی خطابات سے ہزاروں افراد کو رب قدیر جل شانہ نے ہدایت عطا فرمائی ہے۔ فکر و نظر اور کردار و سلوک کے اصلاح و تزکیہ کا ایک تحریکی نظام آپ کی بدولت برطانیہ و دیگر مغربی ممالک میں آباد مسلمانوں کو میسر آیا ہے۔ لندن، برمنگھم، مانچسٹر، بولٹن، بلیکبرن، پریسٹن، لنکاشائر، بریڈفورڈ، ڈیوزبری، نیویارک، نیوجرسی، شکاگو، ہیوسٹن، کناڈا، ہالینڈ اور فرانس وغیرہ وغیرہ مقامات پر تبلیغی دورے فرمائے جس کے نتیجے میں ہزاروں افراد کو دیارِ غیر میں عقیدے کی سلامتی حاصل ہوئی، نیز انہیں

اخلاقی وروحانی اعتبار سے صراطِ مستقیم پر چلنے کا حوصلہ ملا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب کی تصانیف علوم ومعارف کا گنجینہ اور تحقیق وتدقیق کا خزینہ ہیں۔ ورق ورق میں محبت وخشیت الٰہی مسطور ہے تو سطر سطر سے عشق وادب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نور بیز کرنیں دلوں کو منور ومجلّا کرتی ہیں۔ طرز تحریر سادہ سلیس، عمدہ اور رواں دواں ہے۔ آپ نے جس مسئلے پر قلم اٹھایا اُس کی توضیح کا حق ادا کر دیا اور اپنا موقف قرآن وحدیث کی روشنی میں اس انداز سے تحقیق کر کے مبرھن کیا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور شک وشبہہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ (۱) فریضۂ دعوت وتبلیغ (۲) دین کامل (۳) مسئلہ حاضر وناظر (۴) اشتراکیت (۵) التحقیق البارع فی حقوق الشارع (۶) تفہیم الحدیث شرح مشکٰوۃ شریف (۷) اسلام کا تصور الٰہ اور مودودی صاحب (۸) اسلام کا نظریۂ عبادت اور مودودی صاحب (۹) دین اور اقامت دین (۱۰) تعلیم دین وتصدیق جبریل امین (۱۱) انما الاعمال بالنیات (۱۲) نظریۂ ختم نبوت اور تحذیر الناس (۱۳) مقالات شیخ الاسلام (۱۴) محبت رسول روحِ ایمان (۱۵) الاربعین الاشرفی (۱۶) امام احمد رضا اور اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ (۱۷) مسلم پرسنل لا یا اسلامک لا؟ (۱۸) پیغمبر اسلام ﷺ ایک بے مثال انسان کے روپ میں (۱۹) ٹی وی ویڈیو کا شرعی استعمال (۲۰) کتابت نسواں (۲۱) رسول اکرم ﷺ کے شرعی اختیارات کی شرع، حاشیہ اور تکمیل (۲۲) لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کا فتویٰ (۲۳) چاند دیکھنے کی خبر پر تحقیق بھرا فتویٰ (۲۴) صحیفۂ ہدایت (۲۵) تفسیر والضحیٰ (۲۶) سید التفاسیر معروف بہ تفسیر اشرفی اور (۲۷) شعری مجموعہ تجلیات سخن آپ کی تصنیفات کا گراں قدر ذخیرہ ہے۔ شیخ الاسلام کی دور بین نگاہوں اور نفیس علمی وتحقیقی نکات کو بہت سارے جہاں دیدہ، زمانہ شناس اور دور اندیش اہل علم نے خوب سمجھا اور سراہا۔ پاکستان کے معروف عالم دین غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد کاظمی علیہ الرحمہ نے آپ کی معرکۃ الآرا تصانیف دیکھ کر آپ کو ''رئیس المحققین'' کا خطاب عطا فرمایا۔

دنیاوی مفاد کی خاطر دین میں بے جا مداخلت علمائے کرام نے نہ کل برداشت کی

تھی اور نہ آج۔ دورِ حاضر میں اسلام کے روحانی نظام کو مسخ کرنے کی مسلسل کوشش ہو رہی ہے اور خانقاہی نظام زوال پذیر ہے، ایسے عالم میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب نے اسلام کے روحانی نظام اور خانقاہی مراسم کو نئی زندگی دی اور لاکھوں افراد کو گمراہی اور ضلالت کے اندھیرے سے نکالا۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب ہر محفل میں وعظ و تلقین اور نصیحت فرماتے۔ آپ کی ہر مجلس بذاتِ خود ایک تبلیغی ادارہ ہوتی۔ آپ کی محفل میں زندگی اور ربندگی کا سلیقہ عطا ہوتا۔ بیعت وارادت کا فریضۂ خاندانی ادا کرنے کے لیے آپ نے اپنے نیازمندوں کو ہمیشہ شفقت و محبت کے سلوک سے بہرہ ور فرمایا۔ اس راہ کے آداب و نصاب کو اولوالعزمی اور شائستگی سے برت کر ایک مثالی کردار پیش کیا۔ اپنے سلسلہ سے وابستہ لوگوں کو دینی کاموں، مساجد کی خدمت، علمی پروگراموں میں جاں فشانی سے حصہ لینے کی ترغیب دی۔ اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ کے بعد سلسلۂ اشرفیہ کی اشاعت کا بین الاقوامی سطح پر وسیع کارنامہ آپ نے انجام دیا۔ آج اس روحانی سلسلہ سے برصغیر اور مغربی ممالک میں ہزاروں افراد وابستہ ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام آل انڈیا الجمیعۃ الاشرفیہ کی نشاۃ ثانیہ میں پیش پیش رہے، آپ آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی، آل انڈیا تبلیغ سیرت اور آل انڈیا سنّی جمیعۃ العلماء کے نائب صدر ہیں۔ آپ نے ۱۸/اگست ۱۹۸۰ء کو ''محدث اعظم مشن'' قائم فرمایا، دستور مرتب فرمایا، جس کی سترّ شاخیں ہندوستان میں اور دو سو سے زائد شاخیں مغربی ممالک میں موجود ہیں۔ صوبۂ گجرات میں آپ کی سرپرستی میں آپ کے نام سے منسوب ''مدنی اسلامک اسٹڈی سینٹر'' کے معرفت اینٹر کالج اور لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے مدرسہ و ہوسٹل کا انتظام ہے، جہاں نونہالان قوم اپنی علمی تشنگی بجھا رہے ہیں۔ ساتھ ہی 25/بیڈ کا شاندار مدنی جنرل ہاسپٹل مخلوقِ خدا کی خدمت کے لیے موجود ہے۔

راقم الحروف (عطاء الرحمٰن) مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆

(1)

عبد کامل

آیت کریمہ:

اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

ذرّے ذرّے سے نمایاں ہے مگر پنہاں ہے
میرے معبود تیری پردہ نشینی ہے عجیب
دور اتنا کہ تخیّل کی رسائی ہے محال
اور قربت کا یہ عالم کہ رگ جاں سے قریب
چشمِ اعمٰی میں خورشید دیجور ہے
دیدۂ صاحب دید میں نور ہے
آنکھ والوں سے اے بے بصر پوچھ لے
میرے سرکار نورٌ علیٰ نور ہے

یہ چار مصرعے ہیں جس کا عنوان ہے مومن کامل:

جو بات سچ ہے عیاں اس کو صاف صاف کرے
میرے مقام کی رفعت کا اعتراف کرے
دل و نظر میں خدا کا حبیب رہتا ہے
کہو زمانے سے آ کر میرا طواف کرے

اس مقام پر جب آدمی پہنچتا ہے تو مومن کامل بن جاتا ہے اسی لیے ان مصروں کا عنوان ہے مومن کامل

اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہو گیا محدود

بارگاہ رسالت میں درود شریف کا نذرانۂ عقیدت پیش فرمائیں۔ اللھم صل وسلم۔۔۔

ابھی مجھ سے پہلے فاضل جلیل مولانا تنویر ہاشمی صاحب جو خطاب فرما رہے تھے اس کا آغاز تو انہوں نے کر دیا باقی بات میرے لئے چھوڑ دی اس میں تحریک پیدا کی کہ میں اس آیت کریمہ کو آج کے لئے سرنامۂ بیان قرار دوں آپ مولانا ہاشمی کو نہیں جانتے تعارف کرانے والے نے یہ تعارف کرایا ہے سچی بات تو یہ ہے کرناٹک سے آئے نہیں گجرات سے گئے قطب گجرات شیخ وَجِیہُ الدّین علوی گجراتی کے حقیقی بھتیجے حضرت ہاشم پیر دستگیر یہیں سے بیجاپور گئے تھے تو یہ آئے نہیں ہیں بلکہ یہیں سے گئے تھے واپس لوٹے ہیں۔ تو ان کی بھی آواز یہیں کی آواز ہے اسی آستانے کی آواز ہے جس کے سایے میں آپ سانس لے رہے ہیں۔

قرآن کا چیلنج:

یہ شکّی لوگ ہمیشہ رہے، یہ شک کی بیماری جو ہے نا، اگر مگر کرنے والوں کی نئی نہیں ہے۔ ہمیشہ رہی ہے اور ان شک کرنے والوں نے کیا شک کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کلام کو پیش کر رہے ہیں جو کتاب لائے ہیں یہ خدا کی کتاب نہیں ہے تو ان شک کرنے والوں کو قرآن چیلینج کر رہا ہے کہ اگر تمہیں اس بات میں شک ہے کہ جو ہم نے اپنے مخصوص بندے پر نازل کیا یہ میرا کلام نہیں ہے تو اس کی مثل لے آؤ پورے قرآن کی نہیں ایک سورے کی مثل لے آؤ ایک بات میں سمجھا دوں جو چیز منجاب اللہ ہوتی ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے اللہ کی جانب سے اور بندوں کی جانب سے کوئی بھی چیز ہو اس کی مثال لائی جاسکتی ہے اگر میں آپ سے کہوں کہ آپ راکٹ بنایئے سارے سامان آپ کو مُہیّا ہو جائے اس ٹکنیک سے آپ واقف ہو جائیں بنا کے دیکھا دیں گے۔ جہاز بنایئے آپ بنا دینگے ٹرین بنایئے آپ بنا دینگے بڑی سی بڑ عمارت بنایئے آپ بنا دینگے لال قلعہ بنا دینگے شیش محل

بنا دینگے سنگ مرمر کے ایوان بنا دینگے جو بھی ہم کہیں گے آپ بنا دینگے کچھ نہ کچھ بنانے والے ہیں بناتے ہیں بناتے رہینگے ہم نے کہا اتنا بڑا جہاز تم بنا لیتے ہو تو ایک چھوٹی سی مکّھی بنا لو جب اتنا بڑا راکٹ بناتے ہو تو ایک مچھر بنا دو ایک کھٹمل بنا دو ایک معمولی چیز بنا دو اور یہ بھی تو دیکھو کہ تمہارا راکٹ کسی برقی طاقت سے اڑ رہا ہو پیٹرول سے اڑ رہا ہو مگر تمہارے خدا نے جس مکّھی کو بنایا نہ اسے تیل کی ضرورت ہے نہ پٹرول کی نہ کسی چلانے والے کی ضرورت ہے۔ بنا کے دو اس کی مثال، آپ وہاں عاجز آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دلیل ہے کہ اس کا خالق خدا ہے مثال نہ لانا، دلیل ہے کہ اس کا خالق خدا کے سوا کوئی نہیں اسی طرز پر قرآن نے کہا کہ اگر یہ بندوں کا کلام اگر کسی بندے کا کلام ہو تو بندہ جواب لا سکتا ہے اور اگر تم جواب نہ لا سکو ایک بات سنو یہ بھی چیلینج کسے کیا گیا تھا؟ جو اپنی فصاحت و بلاغت کے آگے دوسروں کو گونگا سمجھتے تھے عرب والے جو ہیں اپنے ہی کو تو بولتا سمجھتے تھے باقی سب گونگے ہیں تو ان کو جو فصیح و بلیغ اونچے درجے کی فصاحت و بلاغت والے تھے تو ان کو چلینج کیا اور یہ چیلینج جو ہے قرآن میں موجود ہے کب تک کے لئے قیامت تک کے لئے تو اب اسلام کو مٹانے کے لئے محنت کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی اسلام کو ختم کرنے کے لئے نہ تلوار چلانے کی ضرورت نہ نیزہ اٹھانے کی ضروت نہ بدر و حنین کی منزلوں سے گزرنے کی ضرورت نہ غزوۂ احزاب سے گزرنے کی ضرورت نہ کسی کو تکلیف دینے کی ضرورت نہ کسی کا گھر اجاڑنے کی ضرورت اگر اسلام کو تمہیں باطل قرار دینے کا آسان کام لو قرآن کا جواب لے آؤ مگر وہ سمجھے ہر کام آسان ہے یہی کام مشکل ہے ٹکرانا مشکل جنگ کرنا اپنے بیویوں کو بیوہ کرنا آسان اپنے بچوں کو یتیم کرنا آسان مگر قرآن کی تین آیتوں کا جواب لانا مشکل صرف سورۂ کوثر کا جواب لانا مشکل ورنہ اگر قرآن کے چالینج کے جواب میں جواب لاتے قرآن باطل ہو جاتا یہ نہ سمجھو کہ جواب لانے کی کوشش نہ کی بہت کی اور جب جواب نہ لا سکے تو عیب نکالنے کی کوشش کی اور اس کے بعد عیب نکالا تو

نکتہ:

کیا چھ ہزار چھ سو چھیا سٹھ آیتیں اس کتاب میں انہیں تین لفظ ملے جو فصیح نہیں ہے ابھی جواب نہیں لا رہے ہیں فصاحت پر اعتراض کر رہے ہیں تین لفظ ایک ایک لفظ ہے قُبًّا قرآن میں ایک لفظ آیا ہے عُجَارُ اور لفظ آیا ہے خُضُوَا یہ فصیح نہیں میٹنگ کیا تھا جماعتیوں نے تلاش کیا تین لفظ کو اور جب سرکار تک بات پہنچی تو سرکار نے کہا فیصلہ کون کرے تو سب سے زیادہ فصیح خراٹ بوڑھا سن رسیدہ جس کی فصاحت کا سب لوہا مانتے تھے اس کو بلایا گیا فیصلہ وہ کریگا اس کو جب بلایا گیا اس کو پتہ نہیں تھا کہ مجھ کو کیوں بلایا گیا تو سرکار اس سے کہتے ہیں بیٹھ جاؤ تو بیٹھ گئے کہا کھڑے ہو جاؤ تو کھڑا ہو گیا کہا بیٹھ جاؤ تو پھر بیٹھ گیا پھر کہا کھڑے ہو جاؤ تو اس کو غصّہ آ گیا مجھ بوڑھے آدمی کے ساتھ تو کہا اَتتخِذُنِی خضُوَا وَاَنَا اَشرَفُ القُبًّا وھذَا مِن کُلِّ شَیِیءِ عُجَارَ کیا آپ نے میرا مذاق بنالیا میں بوڑھا آدمی ہوں شیخ ہوں اور آپ جیسوں سے تو یہ بات عجیب لگتی ہے تب سرکار مسکرانے لگے کہا یہی تین لفظ کے بارے میں پوچھنا تھا کہ یہ فصیح ہے کہ نہیں کہا اس سے زیادہ فصیح تو کوئی لفظ ہے ہی نہیں یہ آیت کا کیا جواب لاتے!

قرآن انسان کا کلام نہیں:

صحابہ کرام کو بھی ایک بات سوجھی وہاں جو عربی شاعر ہوتے تھے کوئی قصیدہ لکھتے تھے تو کعبے کی دیوار پہ لٹکا دیتے تو وہ جو بہت بڑا فصیح بلیغ انسان ہوتا تھا وہ آتا تھا دیکھتا تھا اور کوئی اصلاح طلب بات ہوتی تو اس پر نوٹ لگا دیتا تھا یہ جو ہمارے یہاں سبع مُعلَّقہ پڑھائی جاتی ہے یہ بھی وہی لٹکے ہوئے قصیدے ہیں یہ بھی وہیں لٹکائے گئے تھے اور نہایت فصیح و بلیغ قصیدے مانے گئے ہیں۔ تو صحابہ اکرام نے سوچا اچھا ایسا کریں ایک تختی ہم بھی لٹکا دیں! تو لٹکا یا گیا انہوں نے سورۂ کوثر اور اس طرح لکھا جس طرح مصرعے لکھے جاتے ہیں

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ﴿۱﴾
فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ﴿۲﴾

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

اب دیکھیں چوتھا مصرعہ کیا لگاتے ہیں یہ چوتھا مصرعہ کیا لگاتا ہے یہ سوچ کر انہوں نے لٹکا دیا اب یہ لوگ دور سے تماشہ دیکھ رہے ہیں، وہ آیا ہر تختی کو دیکھتا گیا کچھ لکھتا گیا بڑھتا گیا جب یہاں آیا تو ٹھہر گیا وہ بوڑھا یہاں آکر ٹھہر گیا اور کچھ دیر سوچتے سوچتے کچھ لکھ کے چلا گیا ان کے دل میں بھی تشویش پیدا ہوئی کیا لکھ کے گیا مگر جانتے ہو کیا لکھ کے گیا انہوں نے تو یہ لکھا تھا اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انۡحَرۡ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

اس نے کہا هذا لَیسَ من كَلَامِ البَشَر یہ بشر کا کلام ہی نہیں ہے ذرا سا آپ دیکھیں ایسے کلام میں بھی شک کرنے والوں نے شک کیا تو کہا مثل لاؤ اور آج تک کوئی مثال نہ لا سکا یہ قرآن کا معجزہ ہے رَبِّ کریم نے جس کو اپنی حفاظت میں لے لیا دیکھو۔

انبیا سابقین کی زبان عربی تھی:

ایک روایت کی روشنی میں جس کو علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی ذکر کیا ہے سابقہ انبیاء اکرام یہ جو آسمانی کتابیں نازل ہویں وہ سب عربی زبان ہی میں تھیں۔ وہ انجیل ہو کہ توریت ہو، صحیفے جتنے ہیں وہ انبیاء اکرام پر سب عربی میں نازل ہوئے ہیں۔ مگر انبیاء اکرام نے اس کو اپنی قوم کی زبان میں پیش کیا تو کہیں عبرانی کہیں سریانی کہیں وہ تو کلام خدا کا زبان نبیوں کی تو انہوں نے دیکھا اور یہ بھی بڑا اعجاز ہے کہ نبی پرورش پائے کسی قوم میں اور عربی داں ہوا اعجاز دیکھو کہ عربی بول رہا ہے عربی سمجھ رہا ہے مگر عربی بولا نہیں اس لئے کہ اُس اپنی زبان میں یاد ہے اپنی قوم کی زبان اسے دی گئی اور اسی قوم کی زبان میں اس نے اللہ کے کلام کو پیش کیا مگر قرآن کی یہ خصوصیت ہے کہ کلام بھی خدا کا زبان بھی خدا کی حالانکہ وہ منہ اور زبان سے پاک ہے، میں زبان کی جو بات کر رہا ہوں وہ لانگویج کی حیثیت سے ہے۔ تو کلام اسی کا ہے نبی نے اس کا ترجمہ نہیں کیا نبی نے اپنی قوم کے سامنے ترجمہ نہیں کیا اور

کلام دو، منہ ایک:

یہ کتنے اعجاز کی بات ہے کہ ایک ہی منہ سے دو کلام نکلا ایک کو آپ نے خدا کا کلام کہا ایک کو رسول

کا کلام کہا اور دونوں کلام کے مرتبے اور اعجاز میں بھی فرق ہے اچھا دوستو لوگ یہی تو کہہ رہے تھے نا کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہے سرکار کے منہ سے نکل رہی تھی بات خدا کا کلام نہیں تو اگر رسول یہ کہہ دیتے یہ میرا کلام ہے تو انکار کرتے ، وہ خدا کا کلام کہا جبھی تو انکار کیا، خدا کا کلام کہا جبھی تو مصیبت جھیلی ، خدا کا کلام جبھی تو بدر و حنین کی منزلوں سے گذرے، امین ہو تو ایسا ہو مصیبت بھی جھیلے مگر خدا کے کلام کو اپنا نہ کہے مصیبتیں تکلیفیں اٹھائے۔

لطیفہ:

آج تو لوگ دوسروں کی غزلیں خود ہی پڑھ لیتے ہیں ارے بھئی جگر مراد آبادی کے ساتھ بھی ایک واقعہ ہو گیا وہ تو رئیس المتغزلین تھا سمجھا وہ ذرا سا دیکھیئے کہ کلام لکھ کے گیا لوگوں نے اس کے ساتھ مذاق کرنا چاہا اس کی شیروانی سے اس کا کلام نکال لیا اور نقل کر کے پرچہ جیب میں ڈال دیا اور کہا کہ جگر صاحب! پہلے میرا کلام ہو تو ظاہر ہے کہ جگر صاحب سے پہلے ہی سب پڑھتے تھے اب جگر صاحب کا کلام وہ پڑھ رہا ہے اپنا کہہ کے اور جگر صاحب سے: استاد غور کیجئے گا! اب وہ بہت سنجیدہ آدمی تھے سن رہے تھے نکال کے دیکھا پھر رکھ دیا یہ تو میرا ہی کلام پڑھ رہا ہے اب اس کے بعد سنجیدہ طبیعت تھی جب ان کا وقت آیا تو اتنا انہوں نے کہا میں اس مشاعرے کے لئے جو غزل لکھ کے لایا تھا وہ فلاں سے آپ سن چکے اب دوسری غزل پیش ہے تو وہ صاحب بول پڑے جگر صاحب ایسی بات کیوں کرتے ہیں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہمارا کلام آپ کے کلام سے ٹکرا جائے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سائیکل ہوائی جہاز سے ٹکرا جائے! لوگ نقلیں کرتے ہیں مگر غالبؔ کی طرز کو اپنانا اقبال کی طرز کو اپنانا جس کی جو اپنی طرز ہوتی ہے یہ بہت مشکل کی بات ہے مگر ملانے والے ملانے کی کوشش کرتے ہیں اسی میں نیک نامی سمجھتے ہیں مگر اللہ کا رسول کتنا امین ہے کہ خدا کا جو کلام ہے اسے کلام خدا کہتا ہے اور اپنی جو بات ہے اپنی بات کہتا ہے اپنی جو بات وہ ہم حدیث کے نام سے جانتے ہیں اور خدا کا جو کلام ہے ہم قرآن کے نام سے جانتے ہیں۔

غلامانِ رسول کبھی نہیں مٹیں گے:

فَاتُوابِسُورَةٍمِن مِّثلِهِ لاؤاس کے مثل ہم اس کی حفاظت قرآن کی حفاظت خدا نے ذمّہ لیا ہے نا تو کیا مطلب قرآن کی حفاظت جہاں قرآن رہے گا وہ محفوظ، جس دماغ میں قرآن وہ محفوظ، جس دل میں قرآن وہ محفوظ، جس کتاب میں قرآن وہ محفوظ، جس کے علم میں قرآن وہ محفوظ، قرآن کی حفاظت کس طرح ؟ یہ جونقوش آپ دیکھتے ہیں کتاب بیچ میں نا یہ قرآن پر دلالت کرنے والی چیز ہے نقوش اور چیز ہے یہ نقوش جو آپ دیکھتے ہیں لکھے ہوئے قابل احترام ان کی دلالت ہوتی ہے اصل قرآن کی طرف مگر قرآن دماغ دل کے اندر جہاں جہاں قرآن وہ محفوظ اور خدا نے اپنے ذمّہ کرم میں لیا۔ اب بولو قرآن کس کے سینے میں رہے گا قرآن کس کے دماغ میں رہے گا یہ اسی کے دل ودماغ میں رہے گا جو صاحب قرآن کی غلامی کا پٹّہ گلے میں ڈالے رہے گا تو اے رسول کے غلامو تمہیں بشارت ہے نہ تم مٹو گے نہ قرآن مٹے گا۔۔۔

دورد پاک: اللّٰھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔۔۔۔

لفظ عبد کی تحقیق:

اور ایک بات بتا تا جاؤں یہ مٹنے والی چیز نہیں ہے۔ نہیں دیکھا کس پر میں نے نازل کیا۔ لاؤ جواب قرآن کا یہاں ایک تفسیر اور میں آپ کے سامنے رکھ دوں اور چونکہ یہاں اہل علم حضرات بیٹھے ہوئے ہیں تو ایسی جگہ ایسی باتوں کو اس لئے بھی سنا تا ہوں کہ اصلاح کے موقع حاصل ہوتے ہیں۔ وَاِن کُنتُم فِی رَیبٍ مِّمَّا نَزَّلنَا عَلٰی عَبدِنَا فَاتُوا علیٰ رسولنا نہیں کہا بات وہ بھی صحیح تھی مگر عَبدِ نَا قرآن کا نزول ہے۔ عَبدَ پڑھو عَبدُ قرآن کس پر نازل عَبدُ پر، یہ نہیں کہا رسول پر اگر کہتے رسول پر تو سوچتے رسالت کی ابتداء کہاں سے ہے یہ سوچو گے جب عَبدُ ہ کی بات آئیگی تو عَبدِیَت کی ابتداء کہاں سے ہے ذرا سوچو ان اللّٰہ التخذ نی عبدا قبل ان ایتخذ نی نبی اللّٰہ نے مجھے بندہ بنایا ہے نبی بنانے سے پہلے۔ اور نبی کب بنایا؟

نبی حضرت آدم کے وجود سے پہلے یعنی بشریت کے وجود سے پہلے نبی نبوت سے پہلے عَبدۂ چالیس سال کے بعد رسول، نبوت حضرت آدم سے پہلے رسالت حضرت عیسیٰ کے بعد ذرا سا آپ دیکھتے رہیں ترتیب کو تو پہلے عَبدَ پھر نبی پھر بشر پھر رسول تو اگر کہا جاتا کہ ہم نے اپنے رسول پر نازل کیا تو جب عبد تھے تب نبوت کی شان بھی تھی عبدیت بھی تھی یاد رکھو قرآن کے جو معنی تھے وہ نبی لیکر آئے لفظ حضرت جبرائیل لیکر آئے درود پاک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا مطلب قرآن کے معنی اور مفاہیم کا نزول رسول کی عبدیت پر ہوا اور قرآن کی کلمات کا نزول رسول کی رسالت پر ہوا درود پاک۔۔۔۔۔۔

اچھا صاحب تو یہ عبد نازل کیا لاؤ نزلنا علیٰ عبدہ فَاتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهٖ اب اس کا دو ترجمہ ہے کہ قرآن کے مثل کوئی لاؤ یعنی مرجع کیا تو علما کہتے ہیں مرجع جو ہے قریب ہوتا ہے اگر قریب بنے تو اولیٰ اور کوئی اشتحالہ ہے تو بعید بھی لے سکتے ہیں مگر اگر قریب بنے اب قریب کون ہے مَا نَزَّلنَا قریب ہے یا عبدہ قریب۔ اِن کُنتُمْ فِی رَیبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا پھر عَبدِ نَا اور مِثلِہٖ اس کے مثل عَبدَ کے مثل یا مَا نَزَّلنَا کے مثل چالینج کرتا ہے اگر تجھے خدا کی کتاب ہونے میں شک ہے تو میرے اس بندے کے مثل لا کے دیکھلاؤ درود پاک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قرآن کے مثل کے لئے رسول کا مثل لاؤ:

پہلے لاؤ محمد عربی جیسا تو انکار کرے خدا کا کلام کون کہہ رہا ہے محمد عربی کہہ رہے ہیں ایسے ہی کسی کو لاؤ جو انکار کرے خدا کی کتاب کا تم نہ لاسکو گے نہ کوئی منکر مل سکے گا میں نے اپنے بندے پر اپنے بندے کا لطف ہی کچھ اور ہے۔ بندے تو سبھی خدا کے بندے ہیں کون ہے جو خدا کا بندہ نہیں ہے؟

مگر وہ بندہ کتنا خوش نصیب جو خدا اپنا بندہ کہے

عبد چیز عبدہٗ چیز دیگر وہ سراپا انتظار وہ منتظر

بندہ ہونا اور ہے اپنا بندہ ہونا اور ہے یہ وہ خصوصی مقام ہے اپنا بندہ اور ویسے سبھی بندے ہیں

ارے بھئی بندے اور اپنے بندے کا فرق جانتے ہو! عبدہ اپنے رب کی رضاء چاہے ایک عبد کامل کی آواز قرآن محفوظ ہے عجلت الیك رب لترضیٰ اے رب تیری بارگاہ میں ہم حاضر ہوئے ہیں تاکہ تو راضی ہوجائے بندہ کی آواز عبد کامل کی آوز ذرا سا آپ دیکھو محفوظ ہے تو بندہ وہ ہے جو رب کی رضا چاہے اور اپنا بندہ وہ ہے جس کی رضا رب چاہے۔

رضائے مصطفیٰ رضائے خدا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى عبد وہ ہے جو خدا کی رضا چاہے اور عبدہٗ وہ ہے خدا جس کی رضا چاہے عبد اور ہے عبدہ اور ہے فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا اور دوسری بات یہ ہے بندہ وہ ہے وہ جو ناز کرے کہ میں کیسے مالک بندہ ہوں بندہ کیا کہتا ہے بندہ ناز کرے اپنی عبدیت پر ناز کرے وہ بندہ ہے اور جس کی عبدیت پر رب ناز کرے وہ عبدہ ہے درود پاک۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بندہ وہ ہے جو اپنی عبدیت پر ناز کرے ہم کیسے آقا کے غلام ہیں مگر عبدہ وہ ہے کہ آقا ناز کرے ہم کیسے بندے کے آقا ہیں درود پاک۔۔۔۔۔

یہ عبدہ کی بات ہے ایک بات اور بھی ہے بندہ وہ ہے جو رب کی شان ظاہر کرے جو رب کی تمجید، توحید کی شان ظاہر کرے تو جو رب کی شان ظاہر کرے وہ بندہ ہے جس کی شان رب ظاہر کرے وہ عبدہ ہے درود پاک۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عبد اور عبدہ کا فرق:

یہ اور بات ہے بندہ وہ ہے جو بنے اور عبدہ وہ ہے جو جس کے لئے بنے۔ جس کے لئے بنے وہ عبدہ جو بنے وہ بندہ تو سنو تم کس لئے بنے ہو۔ لقد خلقت الدنیا واھلھا لعرفھم منزلك لولاك لما خلقت الدنیا اے محبوب ہم نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ تیری عزّت کو سمجھے تیری کرامت کو پہچانے تیری عظمت کو پہچانے تو ان کے لئے نہیں یہ تیرے لئے ہیں ذرا سا اور بھی سمجھتے جاؤ بندہ وہ ہے جو اپنے رب کے قریب ہونا چاہتا ہے اس کی آرزو ہے اس کی تمنّا

ہے ہم رب کے قریب ہوں عبدہ وہ ہے کہ رب کی آرزو ہے وہ میرے قریب ہو درود پاک۔۔۔۔۔۔۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا دیکھو بندے نے جب خواہش کی تھی رب کے قریب ہونے کی تو وہ خود ہی گیا تھا جب پہنچا تھا تو اس سے یہ کہا گیا تھا کہ اپنے جوتے کو اتارلو یہ مقدس وادی ہے بندہ ایک ترس لیکر پہنچا اور پہنچنے کے بعد وہاں پر اس نے جب کتاب چاہی تو اس کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا گیا یہ ساری منزلیں تنہا گیا بندہ جذبہ تھا جو لے گیا آرزو تھی جو لے گئی تڑپ تھی جو لے گئی۔ مگر جب خدا نے بلایا تو عبد نہیں عبدہ ہے اپنی کوئی لگن نہیں اپنی کوئی خواہش ارے اتنا بھی نہیں کہ جانے کے لئے جاگ رہا ہوتا آرام سے سو رہا ہے ارے جسے بلانا ہوگا وہی جگائے گا درود پاک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور دیکھو جگا ڈالا بلانے والا بلا رہا ہے، رب جانے بلانے والا بلا رہا ہے تو سواری بھی آرہی ہے، ملائکہ کی جماعت بھی آرہی ہے، حضرت جبرائیل بھی آرہے ہیں، ہر طرف استقبال بھی کر دیا جارہا ہے، بیت المقدس میں امامت بھی کرائی جارہی ہے آگے چل کر کے عالم ارواح سے گذر کر کے عالم سمٰوٰت سے جب گذرتے ہیں ہر دروازے پر پہردار کھڑے ہوئے منتظر ہیں انتظار ہے سارے عالم کو سجا دیا گیا ہے اس لئے کہ یہ عبد نہی جارہا ہے عبدہ جارہا ہے۔

ذرا سا دیکھو کیا شان شوکت کے ساتھ وہاں بلایا گیا کچھ دیدیا کچھ بات یہ سمجھنے کی بات نہیں ہے سمجھانے کی بات نہیں ہے اس لیے کہ جب دیا تھا نا کس کو دیا تھا عبد کو دیا تھا کیا دیا فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی دیدیا اپنے بندے کو جو دیدیا تجھے سمجھنے کی کیا پڑی ہے درود پاک۔۔۔۔۔۔

تو کیوں فکر میں پڑا ہے کیا دیدیا ارے انہیں جو دیدیا اس کے سننے کی بھی طاقت نہیں رکھتا وہ جتنا تجھے دینگے سمجھ لو اتنا ہی ان کو تیرے لئے دیا گیا ہے درود پاک۔۔۔۔۔

معراجِ مصطفیٰ

اور پھر شان دیکھو ایک مرتبہ تو بلا کر گئے واپس آئے واقعہ بار بار سنتے ہیں حضرت کلیم بار بار واپس

کررہے ہیں کیا مصلحت تھی حضرت کلیم کی؟ وہ سمجھیں۔ مگر انسانی ذہن کی پہنچ جہاں تک ہوسکتی ہے وہیں تک اس کی پرواز ہے بار بار جارہے ہیں اور بہانہ بڑا اچھا حضرت کلیم کو مل رہا ہے واپس کرنے کا سمجھتے ہیں کہ اُمّت پر یہ نہایت ہی رَوف الرحیم ہیں شفیق ہیں امت کی تکلیف انہیں گوارا نہیں ہے جب امت کی تکلیف کا ہم حوالہ دینگے یہ لیجائینگے اوپر اسی لئے نہیں کہا کہ اے اللہ کے رسول جو پچاس نماز آپ لائے ہیں وہ آپ نہیں پڑھ سکتے یہ آپ پر بھاری ہوگا نہیں کہا کیا کہا "ان امتک لاتطع" آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی اچھا تو وہ تجربہ کار نبی تھے بنی اسرائیلیوں سے پالا پڑتا رہا کتنی سرکش وہ قوم تھی یہودیوں کی تو اس تجربے کی روشنی میں بات بڑی پکی کہی اور پھر حضور اب منتظر نہیں ہیں کہ خدا بلائے تب جائیں پھر پہنچ گئے پہنچے معرضہ پیش کیا پانچ کم خدا نے اپنے کرم سے پانچ کم کردیا پھر آئے 'ان امتک لاتطع' اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی پھر گئے مختصر یہ نو بار گئے تو پنیتالیس نماز معاف پنیتالیس وقت کی پچاس وقت کی تھی نہ پنیتالیس وقت کی معاف پھر بھی حضرت کلیم کا تجربہ 'ان امتک لاتطع' اس پانچ کی بھی طاقت نہیں سچ بتاؤ انہوں نے صحیح کہا تھا نا نبی اور صحیح نہ کہے ہم اپنے حالات کو دیکھتے ہیں نا تو سمجھتے ہیں حضرت کلیم نے صحیح کہا تھا آج ہم کو بھی کہنا پڑتا ہے۔

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے
مسجد تو بنالی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

مسجد تو بنالی....

مسجد بنانے کا ذوق وشوق بہت ہے۔ جب بنانے پر آتے ہیں تو قریہ قریہ دیہات دیہات رسید لے کر درخواست لے کر سفارش لے کر گاؤں گاؤں لوگ پھرتے ہیں۔ مسجد بن رہی ہے مسجد بن

رہی ہے اللہ کا گھر بن رہا ہے اور دیکھو گھر بن گیا سب معاملہ تیار ہو گیا تو مسجد کو الگ شکایت ہے کہ بنانے والے غائب ہیں میرے بنانے والے کدھر چلے گئے! میرے مصلّٰی کے لئے چندہ لینے والے کدھر چلے گئے! مسجد کو شکایتیں اور یہ لوگ کیا کرتے ہیں؟ بنانے والے آپس میں جھگڑ رہے ہیں میں متولی میں سیکریٹری میں کیشیر میں چیرمن۔ جب تک بنا تھا سب خادم تھے جب بن گیا حاکم ہو گئے ہیں۔ جھگڑے ہوتے ہیں کہ نہیں مجھے تو انگلینڈ کا ایک دل چسپ واقعہ یاد آ گیا واقعہ یہ وہاں ایک بات عام مشہور ہے کہ مسجد کا پورا کام ہو گیا تو لوگوں میں جھگڑا شروع ہو گا لہذا کچھ کام باقی رکھو دو چار لاکھ کا قرضہ اس پہ رہے گا تو کوئی نہیں آئے گا مگر جب دیکھا کہ اب کوئی کام نہیں سارے پیسے ادا ہو چکے اب ایک سے ایک خیر خواہ اترتے ہیں۔

لطیفہ:

ایک صاحب گئے کہیں چندہ لینے کے لئے تو انہوں بیٹھا یا اور بیٹھا کے ان چندے میں دو چیز دی۔ بیس پونڈ اور ایک چھرا۔ کہا یہ نیا چندہ؟ کہا نہیں اس کو بھی لے جایئے چندہ بھی لے جایئے یہ چھرا بھی لے جایئے یہ پونڈ بھی لیجایئے کہا۔ کیوں؟ کہا جب تک مسجد بنے گی اس وقت تک پونڈ کی ضرورت جب بن جائیگی تو چھرے کی ضرورت۔۔۔۔۔ درود پاک۔۔۔

شب معراج اور کلیم:

'ان امتک لاتطع' تیری امت طاقت نہیں رکھتی صحیح بات کہی مگر سرکار رُک گئے تو مطلب یہ جانا بھی اپنی مرضی سے تھا یہ رُکنا بھی اپنی مرضی سے ہے اس لئے سرکار نے دیکھ لیا تھا کہ سنت الہیہ یہ ہے جب گیا تو پانچ کم جب گیا تو پانچ کم اب جانے کا مطلب یہ ہے پانچ بھی صاف ہو جائے تو یہ بالکل کفران نعمت ہو جائیگا تو سرکار ٹھہر گئے اپنی مرضی سے گئے۔ کلیم وہ دیدار الٰہی کا شوق رکھنے والے جمال الٰہی کی آرزو رکھنے والے انہوں نے کہا کہ ایسا ہے کہ جب طُور پر تجلّی پڑی تھی تو میں پوری طور سے تاب نہیں لا سکا اب ان کو بار بار جانے دو، آنے دو، جانے دو آنے دو ان کی آنکھوں

میں حُسن جمال الٰہی کی تجلیاں ہونگی بار بار مجھے زیارت کا موقع ملے گا دیدار الٰہی کا چاہنے والا بار بار نگاہ مصطفیٰ کی زیارت کرر ہا ہے۔ اور واقعی دوستو ہمیں یہ مسئلہ معلوم ہوگیا کہ وہاں جو رسول گئے تھے وہ کسی غیر جگہ نہیں گئے تھے غیر جگہ وہ ہوتی ہے جہاں بغیر بلائے نہیں جاتا مگر جہاں بلانے سے بھی جائے بغیر بلائے بھی جائے وہ اپنی جگہ ہوتی ہے۔ وہیں سے تو آئے تھے اس لئے وہیں چلے گئے ذرا سا آپ خیال کرتے چلیں تو یہ عبدہ کی شان ہے کہ آقا خود چاہتا ہے عبدہ وہ ہے جو خدا کی رحمت تلاش کرے اور عبدہ وہ ہے جسے خدا کی رحمت تلاش کرے اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ

شانِ عبدیت:

عبدہ وہ ہے اس کی شان یہ ہے کہ رحمت اور دوسری بات اور بتا دیں عبدوہ ہے جو کام وہ کرے تو کرنا بھی اُس کا کام بھی اُس کا مگر عبدہ وہ ہے کہ کرنا اس کا کام خدا کا، عبد اپنے معاملات کا خود ذمہ دار عبدہ وہ ہے جس کے معاملات اس کا مالک اپنے ذمۂ کرم لے لے اسی لئے دوستو ہمیں جو کلمہ بھی دیا گیا اس میں شان عبدیت کو واضح کرنے کے لئے واضح لفظوں میں یہ ارشاد فرمایا گیا

اشهدان لااله الاالله وحده لاشريك له و اشهدان محمداعبده ورسوله۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود کوئی الٰہیت والا، کوئی اور الوہیت والا، اللہ کے سوا اور ہم اس بات کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں۔

نبی کی عبدیت:

عبدہ کا لفظ اتنا اہم کہ رسولہ پر مقدم اسی لئے صوفیا نے کہا ہے الحقیقت المحمدیہ میں شیخ گجراتی نے بھی فرمایا ہے اور تفسیر روح البیان میں بھی صوفیا کے اس قول کو نقل کیا ہے۔ **العبودیۃ افضل من الرسالۃ۔**

کیا مطلب! نبی میں دو صفت ہیں ایک عبدیت ایک رسالت۔ نبی ہی کے صفت کی بات ہو رہی

ہے ہماری آپ کی عبدیت قابل ذکر ہی نہیں۔ دو صفت ہیں ایک ہے عبدیت ایک ہے رسالت تو نبی کی عبدیت جو ہے نبی کی رسالت پر افضل ہے۔ نبی کی صفت عبدیت نبی کی یہ صفت رسالت پہ افضل ہے۔ معاملہ بھی بہت صاف ہے کیوں کہ عبد ہوتا ہے معبود کا اور رسول ہوتا ہے مخلوق کا عبدیت کا رُخ اُدھر ہے رسالت کا رُخ اِدھر ہے اسی لئے جب خدا بلاتا ہے تو کہتا ہے **سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ** پاک ہے ذات جو لے گئی اپنے بندے کو اور جب بھیجتا ہے تو یہ کہتا ہے **هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ**۔ رسول کہہ کے بھیجتا ہے اور عبد کہہ کے بلاتا ہے اور دوستو اسی لئے بڑا اچھا ہوا فرق رہ گیا تا کہ تم سمجھ لو سب سے سچے موحد توحید والے ہم ہی لوگ ہیں عبدہ کہنے والے یاد رکھو جو رسول کو عبدہ عبدہ کہے گا وہ کبھی ابنہ نہیں کہہ سکتا۔ تو جو رسول کو بندہ کہے گا وہ کبھی خدا نہیں کہہ سکتا، غلام بیٹا نہیں ہوتا بندہ آقا نہیں ہوتا، تو جب ہم رسول کو بندہ بندہ کہیں گے تو خدا نہیں کہہ سکتے اور ہم اس بندے کو رسول رسول کہیں گے تو اپنا جیسا نہیں کہہ سکتے درود پاک ۔۔۔۔۔

بشریتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

یہاں پر ایک بہت بڑا دھوکہ لوگ دیتے ہیں اپنا جیسا کہنے کی کوشش کرتے ہیں تو بڑا دھوکہ ہے کہ بھئی ہم مرتبے اور مقام اور منزل میں اپنا جیسا نہیں کہتے، سمجھا، مقام اور منزل میں نہیں کہتے نفس بشریت میں دیکھیئے بشریت کے ساتھ جب تک نفس نہ لگے یہ نکتہ سمجھ میں نہیں آئیگا نفس بشریت میں اپنا جیسا ہم کہتے ہیں تو علی الاعلان یہ بات چیلینج کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ سرکار صفت بشریت میں بھی ہماری آپ کی بشریت سے افضل وممتاز ہیں اس کی دو دلیل میں دونگا تو وہ آپ کو عقلی طور پر سمجھاؤں، اگر ہماری بشریت یا کسی کی بھی بشریت، ہماری بشریت نبی کی بشریت عقلی طور پر تین ہی شکل ہوسکتی ہیں چوتھی نہیں بنتی، پہلے کیا کہ ہماری بشریت اور نبی کی بشریت بالکل ایک جیسی ہو دوسری شکل یہ ہے کہ نبی کی بشریت افضل ہو ہماری بشریت اس سے ادنیٰ ہو اور تیسری شکل یہ کہ نبی کی بشریت معاذ اللہ ادنیٰ ہو ہماری بشریت افضل ہو، چوتھی شکل بنتی ہے تو سوال یہ ہے؟ پوچھنا کہ

جب تیری بشریت نبی کی بشریت کے بلکل ایک جیسی ہے تو تجھے کیوں نہ نبی بنایا خدا نے؟ جب چنا تو تو کہاں چھپ کے بیٹھا تھا؟ اور اگر تو یہ کہدے کہ نبی کی بشریت سے تیری بشریت اعلیٰ ہے ایسا کفر بول رہا ہے پھر پوچھوں گا جب اعلیٰ تھا تو ادنیٰ کو کیوں بنایا اور اگر کوئی کہتا ہے نہیں نبی کی بشریت اعلیٰ ہے تو ہماری ادنیٰ ہے تو ہمسری کا خواب کیوں دیکھتا ہے درود پاک۔۔۔۔۔

بھائی بھائی کا قانون:

ذرا سا آپ سوچو دوسری بات یہ ہے کہ جو دھوکہ دیتے ہیں نا۔ **یخادعون اللّٰہ والذین اٰمنو وما یخدعون الا انفسھم** یہ اللہ کو، ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ مگر قرآن کہتا ہے یہ اپنے کو دھوکہ دے رہے ہیں انہیں پتہ ہی چل رہا ہے قانون بنا رہے ہیں کسی کے اور کٹ رہے ہیں خود ہی ایسے سمجھئے۔ ایک صاحب نے قانون بنایا اور قانون یہ کہ قوت و مروت کی فضا ہموار کی جا رہی ہے۔ قانون کیا ہے۔ سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ یہ اور بڑھا تو ہر قوم بھائی بن گئی۔ اس بات کو آپ نے مان لیا ہاں! بڑی اچھی بات کہی، سب انسان بھائی بھائی اور اس کے بعد کہا کہ 'ہم بھی انسان' تو کون کہتا ہے 'تم جنات ہو' یہ بھی لوگ مان لیں گے اور پھر کہا کہ نبی بھی انسان کون کہتا ہے کہ نبی انسان نہیں تھے تو پہلے قانون بنایا سب انسان آپس میں بھائی بھائی پھر کہا ہم انسان، نبی بھی انسان، تو سب باتیں مان لیں گے آپ چاہتے ہوں کہ خدا نے خود ہی ان کے مکر میں ان کو پھنسا دیا یہ اپنے ہی جال میں خود پھنس رہے ہیں نا! میں نہیں مانتا آپ کا قانون مگر تم کو تو ماننا ہے تو مولوی صاحب سے پوچھنا کہ بتاؤ یہ فرعون انسان ہے کہ نہیں؟ یہ نمرود انسان ہے کہ نہیں یہ شداد و ہامان انسان ہیں کہ نہیں یہ ابو جہل اور ابولہب انسان ہے کہ نہیں یہ عتبہ و شیبہ انسان ہے کہ یہ یزید انسان تھا کہ نہیں؟ اور مولوی صاحب آپ کیا ہیں؟ آپ بھی انسان۔ اب اپنا ضابطہ لگاؤ سب انسان آپس میں بھائی بنا دیا اسی قانون نے تجھے یزید کا بھائی بنا دیا اسی قانون نے تجھے عتبہ و شیبہ کا بھائی بنا دیا گردن کٹ جائے اچھا دوسری بات اور میں بتا دوں اسی کو کہتے ہیں کہ اللہ و رسول کو تم

دھوکہ دینا چاہ رہے تھے تم خود دھوکے میں آ گئے تم اس کی قانون کی پکڑ میں خود ہی آ گئے ۔

اچھا اب آپ آگے آئیے یہ جو ہے یہ غلط ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نفس انسانیت اور نفس آدمیت کے اعتبار سے بھائی، کہتے ہیں نا، یہ جھوٹے ہیں ۔ ان کی تشریح کی روشنی میں گذروں میں، یہاں سارے علماء بیٹھے ہیں نا، نفس انسانیت کے لحاظ سے نہ کوئی چھوٹا ہوتا ہے نہ کوئی بڑا ہوتا ہے یہ کلی متواطی ہوتا ہے ۔ یہ انسان نہ چھوٹا ہوتا ہے نہ بڑا ہوتا ہے، نہ بچہ ہوتا ہے نہ بوڑھا ہوتا ہے، نہ جوان ہوتا ہے ، بچے کے اندر بھی وہی انسانیت ہے جو جوان کے اندر ہے ، جوان کے اندر بھی وہی انسانیت ہے جو بوڑھے کے اندر ہے، بوڑھے کے اندر وہی انسانیت ہے جو عورتوں کے اندر ہے، کہنے کا مطلب یہ بحیثیتِ انسان نہ کوئی چھوٹا ہوتا ہے نہ کوئی بڑا ہوتا ہے اگر بحیثیت انسان تم سب کو ایک کہو گے تو سب کو بڑا بھائی نہیں کہہ سکتے چھوٹا بھائی نہیں کہتے یہ رشتے کی وجہ سے ہوتا ہے یہ بڑائی چھوٹائی انسانیت کے لحاظ سے نہیں ہے رشتے کے لحاظ سے ہے

درود پاک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رشتے والے بھی رشتہ نہیں لگاتے:

تعجب کی بات ہے تیرا کوئی رشتہ نہیں ہے تو رشتہ لگاتا ہے اور رشتے والے تھے وہ ادب کرتے ہیں بولو ہے حدیث کی کتابوں میں؟ مولانا سے پوچھو حدیث کی کتاب پڑھاتے ہیں کبھی فاطمہ زہرا نے کوئی بھی حدیث اسطرح روایت کی قَالَ اَبِی میرے باپ نے کہا، کیا حضرت فاطمہ نے کہا؟ کیا حضرت علی نے کہا؟ قَالَ اَخِی میرے بھائی نے کہا، کیا حضرت عباس نے کہا؟ قَالَ اِبنُ اَخِی میرے بھتیجے نے کہا باقی سب بولتے ہیں قَالَ رَسُولُ اللہ قَالَ رَسُولُ اللہ ارے رشتے والے تو رسول کہتے ہیں تیرا کیا رشتہ ہے! درود پاک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رشتہ ہٹا کے دیکھو جب تک رشتے والوں نے رشتہ نہیں ہٹایا ایمان نہیں لائے جب تک رشتہ نہیں ہٹایا ایمان نہیں لائے اور جو رشتہ ہی دیکھ رہا تھا کافر مرا جو رشتہ ہی دیکھتا رہا، حضرت عباس و حضرت

حمزہ نے رشتہ نہیں دیکھا ایمان لائے، ابوجہل رشتہ دیکھتا رہا، ابولہب رشتہ دیکھتا رہا وہ ایمان نہ لا سکا۔ رشتے لگا کے دیکھو گے مومن نہ بن سکو گے حضرت عباس کا یہ قول جب ان سے حضور نے کہا تھا انت اکبر منی دیکھو حضرت عباس چچا بھی ہیں دو سال کے عمر میں بڑے بھی تھے بڑا کہہ دیتے کیا فرق پڑتا چچا تو بھتیجے سے بڑا ہوتا ہے عمر میں بھی زیادہ تھے انت اکبر منی یہ چچا آپ مجھ سے بڑے ہیں نبی کہنے کا منشاء بھی یہی تھا کہ عمر میں بڑے ہیں رشتے میں بڑے ہیں مرتبے میں بڑے ہیں یہ تو نبی کا منشاء بھی نہیں تھا وہ نبی کے منشے سمجھ گئے تھے جبھی تو انہوں نے کہا لا یا رسول اللہ! اے اللہ کے رسول میں آپ سے بڑا نہیں ہوں کچھ پہلے پیدا ہو گیا ہوں۔ ذرا سا آپ دیکھیں ادب سے کہا کہ نہیں، اللہ کے رسول سمجھ کر کے رشتہ لگا کر کے نہیں دیکھا۔

رخِ زیبائے مصطفیٰ ﷺ:

بایزید بسطامی کی بات یاد آ گئی حضرت ابوالحسن خرقانی سے پوچھا گیا کہ بایزید بسطامی کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ کوئی کافر دیکھتا تھا مسلمان ہو جاتا تھا اور اللہ کے رسول ﷺ کو ابوجہل نے دیکھا ابولہب نے دیکھا عتبہ نے دیکھا اور شیبہ نے دیکھا مومن نہیں ہوئے؟ سوال بڑا پیچیدہ ہے بایزید بسطامی کو کافر دیکھیں تو ایمان لائیں اور وہاں دیکھا مومن نہیں ہوئے کیا جواب دیا تھا عارف سنو! ابولہب ابوجہل نے محمد الرسول ﷺ کو نہیں دیکھا انہوں نے عبداللہ کے بیٹے کو دیکھا اللہ کے رسول کو دیکھتے تو ضرور ایمان لاتے انہوں نے اللہ کے رسول کو دیکھا ہی نہیں ہے انہوں نے رشتہ لگا کے دیکھا۔

وھابی ابوجھل کے بیٹے:

اور ایک بات بتا دوں جو ابوجہل نے رشتہ بنایا تھا وہ آج بھی قائم ہے انصاف سے بتاؤ جو میرا بھتیجا ہو گا وہ میرے بیٹے کا کیا ہو گا تو جس کو ابوجہل ابولہب بھتیجا کہتے رہے اب اس کے بیٹے کو۔ کیا کہیں گے تو یہ مت سمجھنا رشتہ نیا ہے باپ نے پہلے ہی بنا دیا تھا اب بیٹے صرف اپنائے ہوئے ہیں درود پاک۔۔۔۔۔۔

بشریت نبی کا لباس:

تو دوستو! یہ دھوکہ دینا چاہتے ہیں نبی تمہاری طرح کسی طرح بھی نہیں ہو سکتے اس کو میں ایک اور ڈھنگ سے سمجھاتا ہوں اور وہ آسانی سے لوگ سمجھ لیتے ہیں ابھی بتایا تھا نا کہ ہم پہلے کیا ہیں ہم پہلے بشر ہیں بعد میں کچھ، بعد میں ہیں مولوی پہلے ہیں بشر، بعد میں ہیں ڈاکٹر، پہلے ہیں بشر بعد میں ہیں انجنیئر، پہلے ہیں بشر بعد میں کاشت کار۔ پہلے ہیں بشر پھر تاجر، پہلے بشر پھر ہیں معلم، ہم پہلے بشر پھر کچھ اور۔ نبی پہلے عبد پھر نبی پھر بشر پھر رسول۔ اب چار صفات میں نبی کی صفت رسالت لے لو تو تین بچے گی۔ عبدیت، نبوت، بشریت۔ بشریت لے لو تو دو بچے گی عبدیت و نبوت۔ نبوت لے لو تو کیا بچے گا کچھ نہیں بچے گا، بات کیا ہے بشریت ہماری حقیقت ہے اور ان کا لباس ہے جب چاہیں پہن لیں جب چاہیں اتار دیں۔ درود پاک-------

جب رسول مقام ہدایت پر ہوتا ہے، مقام رشد و ہدایت پر ہوتا ہے، بشریت کا لباس پہن کے آتا ہے اور جب مقام محبوبیت میں ہوتا ہے بشریت کا لباس اتار کے جاتا ہے۔

درود پاک--------

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائے اسے منظور بڑھانا تیرا

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(2)

مقام انسانیت

آیت کریمہ: ولقدزبناالسماءالدنیابمصابیح وجعلنہارجوماللشیطین۔۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم ہیں اس میں آفاق
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کےزورِ بازو کا
نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں
خدا کے عارفوں کا ہے مقام بادشاہی
یہ پیام دیتی ہے مجھے بادِ صبح گاہی
یہ نقطہ میں نے سیکھا بوالحسن سے
کہ جاں مرتی نہیں مرگِ بدن سے
چمک سورج میں کیا باقی رہے گی
اگر بیزار ہو اپنی کرن سے
غوث کو یاغوث کہتے ہوجاتے ہیں غوث
خواجگی مل جاتی ہے تُو خواجہ کا دم بھر کے دیکھ

بارگاہِ رسالت وآل رسالت میں درودشریف کا نذرانۂ عقیدت پیش کریں.

ابھی شاعرِ اسلام جناب سلیم رومانی صاحب اپنی منقبت پیش کررہے تھے آپ سب لوگ محظوظ ہورہے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے بے پناہ عقیدت ومحبت کا

مظاہرہ کیا ہے۔ اور اگر تھوڑی سی تبدیلی وہ اپنے کلام میں اور کردیں تو بات حقیقت سے زیادہ قریب ہو جائے گی کچھ زیادہ نہیں صرف ”تھے“ کو ”ہیں“ کر دیں۔

اہلسنت کے وفادار ہیں صابر بابا نجدیوں کے لئے تلوار ہیں

اس لئے کہ ہمارے یہاں تھے کی مدت بہت کم رہی ہے۔۔ اس لئے ہمارا کلمہ ہی دیکھئے، تھے والا کلمہ ہی نہیں ہے یہ تو ”ہیں“ والا کلمہ ہے، **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ**، نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ کلمہ ایسا ہے قیامت تک آپ یہی پڑھیں گے اور صحابہ نے بھی یہی پڑھا تھا تابعین نے بھی یہ ہی پڑھا جو نہیں مانتے وہ بھی یہی پڑھتے ہیں دل سے کہتے ہیں نہیں اور زبان سے کہتے ہیں۔ ایسے کو تو چاہیئے اس کلمے ہی کو چھوڑ دے یہ ”ہیں“ والوں کا کلمہ ہے ”تھے“ والوں کا نہیں۔ جب میں یہ کہوں فلاں صاحب فلاں صاحب تھے آپ سمجھ لیتے ہیں کہ اس وقت نہیں ہیں مگر جب ہیں تو اس کا مطلب ”ہیں“ تو یہاں محمد رسول اللہ ہے، یہ نہیں ہے کَانَ محمد رسول اللہ، محمد رسول تھے، یہ نہیں ہے، **لا الہ الا اللہ** کان محمد رسول اللہ، یہ کلمہ نہیں ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا محمد اللہ کے رسول تھے صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ایسا کلمہ نہیں ہے محمد رسول اللہ، محمد اللہ کے رسول ہیں، رہیں گے، ایسے رسول کا جو چاہنے والا ہے وہ بھی ہیں، رہے گا۔

وجہِ معجزاتِ انبیا کرام:

میں نے جس ارشادِ گرامی کو آج کے لئے سرنامۂ بیان قرار دیا ہے اس کے تعلق سے تمہیداً کچھ باتیں آپ ذہن میں رکھیں پہلے تو آپ ترجمہ سن لیں ”ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے مزیّن کیا ہے آراستہ کیا ہے اور انہیں شیٰطین کے لئے رجم بنایا ہے ہمیشہ سنتِ الٰہیہ یہ رہی ہے کہ کسی دور میں جب اس نے اپنے نبی کو بھیجا تو اس دور میں جو کمال جو فن جو ہنر

ترقی پر تھا جو خوبی عام تھی اس دور کا نبی اس کمال کا توڑ لے کر آیا آپ خیال فرمایئے حضرت کلیم کا زمانہ تو ایک بات بتاتا چلوں! یہ جادوگروں کا زمانہ تھا جادوگری اپنے مرتبۂ کمال کو پہنچی ہوئی تھی اسے دور میں حضرت کلیم جادوگری کا توڑ لے کر آئے۔ معاملہ بار بار آپ سن چکے ہیں واقعہ نگاری مقصود نہیں ہے اشارہ کر کے آگے بڑھوں ایک طرف ستّر (۷۰) ہزار جادوگر ایک ہاتھ میں لاٹھی ایک ہاتھ میں رسّی ستّر (۷۰) ہزار رسّی ستّر (۷۰) ہزار لاٹھی اس کے بعد جادوگروں نے حضرت کلیم سے پوچھا پہلے آپ عصاء ڈالتے ہیں یا ہمیں اجازت دیتے ہیں۔ حضرت کلیم نے اجازت دے دی انہوں نے اپنے رسیوں کو لاٹھیوں کو ڈالا سانپ ہی سانپ۔ اب سوچئے ایک لاکھ چالیس ہزار سانپ میدان میں تو سب سانپ ہی سانپ دیکھ رہا ہے حضرت کلیم نے اپنا عصاء ڈالا ایک اژدہا بنا، اژدہا سارے سانپوں کو نگل گیا، جو جادوگروں کے سارے سانپوں کو نگل گیا اور پھر بھی اس کی بھوک نہیں مٹ رہی ہے جب اس نے اپنے جبڑے کو پھیلایا تو فرعون کو خیال ہوا کہ کہیں میرا محل نگل نہ جائے چلّانے لگا جادوگروں کو نہیں بلا رہا ہے جادوگرو بچاؤ! ستّر ہزار جادوگروں کو نہیں آواز دی کہ جادوگرو بچاؤ بلکہ موسیٰ بچاؤ موسیٰ بچاؤ فرعون جیسے کافر کو بھی اس بات کا یقین تھا کہ خدا کے عذاب سے نبی ہی بچا سکتا ہے۔ اب حضرت موسیٰ نے اس اژدھے پر اپنا ہاتھ رکھا پھر وہی تیس ہاتھ کا ڈنڈا نہ وزن زیادہ ہوا، نہ موٹائی بڑھی، نہ شکل وصورت میں کوئی فرق، وہی، آخر یہ سانپ گئے کدھر؟ کچھ تو وزن بڑھا ہوتا کچھ نہیں ہے ستّر ہزار آنے والے جادوگر سمجھ گئے معاملہ کچھ اور ہے جادو اور ہے معجزہ اور ہے جادو کے ذریعے نگاہوں کو فریب دیا جا سکتا ہے معجزہ حقیقت بدل رہا ہے جو لاٹھی کی حقیقت ہے وہی بدل گئی اور وہ واقعی اژدہا ہو گیا ذرا سا دیکھا تو معجزے میں حقیقت پھر وہ ایمان سے مشرف ہو گئے۔ صوفیاء کے سوچنے کا انداز نرالا ہے ایک بار گی ستّر ہزار سب

مسلمان ان جادوگروں نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ یہ مجھ سے بڑا کوئی جاددوگر ہوگا فرعون نے تو یہی کہا تھا نا کہ یہ ان کا استاد ہے سِکھایا ہے سب شاگرد آ گئے بلایا تھا فرعون نے ارے تو نے خود چن کے بلایا کوئی حضرت کلیم نے نہیں چُنا تھا بلایا تو نے اور بعد میں شبہ یہ کرتا ہے یہ بڑا ہے یہ تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے یہ سب شاگرد معلوم ہو رہے ہیں یہ بات جادوگروں کے ذہن میں کیوں نہیں آئی رب تبارک وتعالی نے انہیں ایمان کی دولت کیوں دیدی ایک ہی وقت میں اتنا بڑا ایمان کہ فرعون کا خوف ہی دل سے نکل گیا تو صوفیاء کا کہنا اصل میں یہ ہے کہ جادوگر آئے تھے اور واقعی وہ بھی یہی سمجھ رہے تھے ہمارا مقابلہ جادوگر سے ہے مگر ان میں ایک سعادت کی روح ایمان کی چمک وہاں سے پیدا ہوئی اتنے ہونے کے باوجود انہوں نے نبی کا ادب کیا، نبی کا لحاظ کیا، نبی کا پاس ولحاظ کیا جبھی اجازت مانگی آپ اجازت دو تو میں دکھاؤں تو نبی کا پاس لحاظ کرنے کی یہ برکت ہوئی کہ خدا نے انہیں مومن بھی بنایا صحابی بھی بنایا صابر بھی بنایا شہید بھی بنادیا۔ دیکھا آپ نے دل سے نبی کا ذرا بھی احترام کیا تو خدا نے حالت کفر میں رہنے نہ دیا اور ایسے ہی ایک ہی وقت میں نگاہِ کلیمی نے ان کے دل کو ایسا مزکیٰ ومصفّٰی کیا کہ ایک وقت میں وہیں مومن بھی ہوئے مومن ہوتے ہی صحابی ہو گئے صحابی ہونے کے بعد صابر بھی ہو گئے صابر ہونے کے بعد شہید بھی ہو گئے۔

نبی کمال والا:

ذرا سا آپ خیال کریں میں تو صرف یہ بتا رہا تھا کہ نبی توڑ لے کر آیا وہ زمانے میں توڑ لے کر آیا اور ایسے ہی دیکھئے جناب والا یہ حضرت یوسف کا زمانہ وہ حسن و جمال کا دور تھا تو اس دور کے نبی کو اللہ نے وہ حسن جمال دیا کہ دیکھنے والے نگاہوں نے انہیں معزز فرشتہ گمان کیا ایسا حسن و جمال جس کا کوئی جواب ہی نہ ہو اس دور میں آپ اکثر وہ شعر پڑھا

کرتے ہیں کہ

حسن یوسف پہ کٹی مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

اس دور کا نبی اس دور کے کمال کا جواب لے کر آیا ہر دور کے نبی کی یہ شان اور تیزی آئے حضرت عیسیٰ کا زمانہ آیا یہ حکمت کا دور تھا بڑے بڑے حکماء بڑے بڑے حکمت والے اپنے حکمت کا لوہا منوا رہے تھے، مگر دوستو کوئی ایسا اس وقت پیدا نہیں ہوا تھا جو مردے کو زندہ کر دے، جو اندھے کو انکھیارا بنا دے، جو برص و جزام والے کو اچھا کر دے تو حضرت مسیح وہ فن لے کر آئے وہ چیز لے کر آئے جو اس دور کے کمال کا توڑ ہو۔

ہمارے نبی کا زمانہ ﷺ

تو یہ سنت الٰہیہ ہمیشہ رہی اب آپ خیال کیجئے کہ ہمارے نبی کا جب زمانہ آیا تو یہ کون سا زمانہ تھا جانتے ہیں یہ سب ہمارے نبی کے زمانے میں کہانت کا بڑا دور تھا، کاہن نجومی رمّال جفّال اور بڑا دور کیا تھا سبھی چھپی ہوئی باتوں کو جاننے اور بتانے کے دعویدار کاہن لوگ مستقبل کے تعلق سے پیشن گوئیاں کرتے تھے لوگ پوچھتے تھے یہ نبی کا دور تھا غیب کی بات بتانا چھپی ہوئی بات بتانا یہ دور ہمارے مصطفی صلی اللہ علیہ الہ وسلم کا، اچھا یہ کاہن بتاتے کیسے تھے؟ اس کے تعلق سے بھی میں اشارہ کر دوں ان کاہنوں کا تعلق جنّوں کی گروہ سے ہوتا تھا اور یہ جنات جو ہیں یہ پرواز کرتے کرتے آسمان دنیا کے قریب جا کر فرشتوں میں جو باتیں ہوتی تھی وہ سنتے تھے۔ اور وہاں سے چوری کر کے لاتے تھے اور لا کر کاہنوں کو بتاتے تھے تو کاہن کچھ اپنی طرف سے کچھ وہ باتیں ملا کر کے بتا دیا کرتا تھا تو سو (۱۰۰) بتایا کچھ بات سچی ہوگی بس کافی ہوگئی تو اس طرح سے جنوں کا طریقہ یہ تھا غیب کی بات معلوم کرنے کے لئے وہ آسمانِ

دنیا کے قریب جا کے فرشتوں کی باتیں سن کر آ کے لا کے جو کچھ بھی ملا جھوٹ سچ ملا کر کاہنوں کو سنایا کرتے تھے۔ اس دور میں اس نبی کو بھیجا اب ضرورت تھی کہ وہ علم دیا جاتا اس نبی کو جو اس دور کے علم کا توڑ ہو اب اس کے لئے انتظام خداوندی یہ ہوا کہ چوروں کا راستہ بند کیا جائے یہ شیٰطین جب اوپر جائیں تو ٹھہرنے نہ دیا جائے، وہاں کی کوئی بات وہ سننے نہ پائیں۔ تا کہ ساری بات سنانے والا صرف ایک رہے اب کوئی دوسرا نہ ہو جو اس غیب کا نام کے عنوان سے تعجب کی بات سنو انتظام ہو گیا قدرت کا اور کیا ہوا! **لقد ربنا السماء الدنیا بمصابیح و جعلنها رجوما للشیطین**، ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے مزیّن کر دیا ہے آراستہ کر دیا ہے اور ان کو شیٰطین کے لئے رجم بنایا ہے اب کوئی شیطان جاتا ہے شہاب ثاقب پیچھا کرتا ہے اس کے چہرے کو جھلس دیتا ہے وہ ٹھہرنے نہیں پاتا اس لئے کہ اب سارے شیٰطین سے غیب کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں صرف محبوب کے لئے کھول دیا گیا ہے، **انا فتحنا لک فتحا مبینا**، اے محبوب سارے دروازے ہم نے آپ کے لئے کھول دیئے ہیں اب جس کے لئے دروازہ کھلا ہو اس کے غیب کا انکار کریں اور جو چوری کر کے لایا اس کے علم کا اعتراف کریں! جس کا مطلب علم چوری پر موقوف ہو اسکے علم کا، چور کی حمایت کون کرے گا، تو سرکار کا دور جب یہ آیا واقعی سرکار نے غیب کی باتیں بتائی سارے جن منتشر ہو گئے، ساری کہانت ختم ہو گئی، نجومی رمّال جفّال کے قیاسات باطل ہو گئے، یہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا دور تھا۔ **لقد زبنا السماء الدنیا بمصابیح و جعلنها رجوما للشیطین**، یہاں اب دیکھیں ہم نے آسمانِ دنیا کو ستاروں سے مزیّن کیا ہے آراستہ کیا ہے اور ان کو کس لئے بنایا یہ کہ، **و جعلناها رجوما للشیطین**، اور ان کو ہم نے شیطین کے رجم بنایا یعنی خدا بھی چاہتا ہے شیطین پر رجم ہو اب اس رجم کے خلاف شیٰطین ہی آواز بلند کریں

گے یہ تو اس آیت کریمہ کے مفہوم کا ایک گوشہ تھا جس طرف میں نے تھوڑی سی توجہ آپ کی مبذول کرائی ہے۔

شعر رضا کی تشریح:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ایک شعر نے ایک دوسرا بھی رخ دیکھا۔

رضا یہ نعتِ نبی نے بلندیاں بخشیں
لقب زمین فلک کا ہوا سماء فلک

لقب زمین فلک کا ہوا سماء فلک، سماء فلک زمین فلک، سماء الدنیا سے تو مراد وہی ہے کہ وہ آسمان آپ کے دنیا کے قریب ہے پہلا ہے آسمان اور یہاں ایک دوسرا مفہوم کہ **سماء الدنیا** سے مراد وہ یہ دنیا کا سب سے اونچا حصہ جس پر آپ رہ رہے ہیں بلند **سماء الدنیاء** کا سب سے بلند حصہ پر جس انسانوں کی بستی ہے یہ ہے۔ اور یہ آسمان دنیا اس کو رب تبارک تعالیٰ نے ستاروں سے مزیّن کر دیا ہے دنیا کا جو یہ آسمان اس کو ستاروں سے رب نے مزیّن کر دیا اور ان ستاروں کا کام یہ ہے کہ شیٰطین پر رجم کرتے ہیں ان ستاروں کا کام یہ ہے اور انہیں ستاروں کو نبی نے جب یاد دلایا **اصحابی کالنجوم**، میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، یہ ستارے اسی آسمان دنیا کے تو ہیں، تو **اصحابی کالنجوم**،

علما امت کے لیے ستارے ہیں:

اور سرکار نے کہا **علماء امتی کالنجوم** میری امت کے علماء یہ ستاروں کی طرح ہیں، **لا اقسم بمواقع النجوم** (سورۂ واقعہ) ایک تاویل یہ بھی کی گئی ہے کہ اس میں ستاروں کے رہنے کے جگہ ہے اور قرآن کا فرمان ان کی قسم یاد فرماتا ہوں جہاں پر یہ دنیا کے ستارے آرام فرما رہے ہیں، یہ اولیاء کرام کے مزارات یہ ستاروں کے رہنے کی جگہ کی قسم یاد فرما رہا

ہے، **لااقسم بمواقع النجوم،** میں ستاروں کی رہنے کی جگہ کی قسم یاد فرما رہا ہوں یہ سب ستارے ہیں، یہ علماء ستارے، یہ اولیاء ستارے اور ان ستاروں سے دنیا کو مزیّن کردیا گیا ہے دنیا کو آراستہ کر دیا گیا ہے اور پھر ان کے لئے کہا گیا: **وجعلناھا رجوما للشیٰطین** اور ہم نے ان کو شیٰطین کے لئے رجم بنایا ہے یہ شیٰطین پہ رجم کرتے ہیں آپ کہیں گے کہیں روشنی سے بھی رجم ہوتا ہے نہیں ہوتا ہے۔

نیک کام میں خرچ فضول خرچی نہیں:

ہر روشنی ہر ایک کو اچھی نہیں لگتی، کس کو اچھی نہیں لگتی؟ جس کا کام روشنی میں نہیں بنتا اسے تاریکی ہی چاہئے، ایسا علاقہ چاہئے رات کا وقت چاہئے، تاریکی چاہئے، گلی کوچہ چاہئے، وہیں کام بنتا ہے روشنی میں کام نہیں بنتا تو ان کو روشنی سے بہت عداوت ہوتی ہے۔ اور پھر اس عداوت کا اظہار عجیب ڈھنگ سے کرتے ہیں، آپ نے یہ لائٹنگ کیا نا اس سے تو آپ روشنی لینے کے لئے کام کیا، زینت کیلئے کیا، مگر کچھ لوگ یہ سوچتے ہیں اتنی لائٹنگ کی کیا ضرورت اتنی روشنی کی کیا ضرورت، دو ٹوب لائٹ سے کام چل سکتا تھا دس کیوں جلایا؟ دو چار بتی سے کام چل سکتا تھا ہزاروں کیوں لگا دی؟ **لاخیر فی الاسراف،** اسراف میں بھلائی نہیں ہے۔ مگر دوستو جو اہل دل ہوتے ہیں، اہل سمجھ ہوتے ہیں وہ جواب دیتے ہیں۔ **لااسراف فی الخیر،** نیکی کے کام کرنے میں کوئی فضول خرچی بھی نہیں ہے۔

علمِ غیب مصطفی ﷺ

تم نے نہیں دیکھا کہ نیکی کے کام کرنے میں جو سبقت کا جذبہ فاروق اعظم کو آدھی دولت لے کر، آدھا سرمایہ جو اس وقت تھا بارگاہ رسول میں لا کے رکھ دیا نا، یہ جذبہ ہی تو ہے تو اس کو فضول خرچی نہیں کہیں گے۔ حضرت فاروق اعظم نے آدھی دولت لا کر سرکار کے قدموں میں

ڈال دی یہ فضول خرچی نہیں بلکہ وہ جذبہ تھا کسی بات میں ہم صدیق اکبر سے بڑھ سکیں، انہوں نے تو خدا کی راہ میں سب کچھ لٹا دیا آج اچھا موقع ہے ان کے پاس کچھ ہے بھی نہیں چلو لے کے چلیں گے آج کم سے کم آج ہم آگے نظر آئیں گے۔ مگر دوستو وہاں معاملہ ہی کچھ انوکھا تھا یہ تو آدھی دولت لے کر آئے وہ اپنی پوٹلی دبا کے آئے وہ اپنی پوٹلی بغل میں دبا کر آئے اور کمبل لپیٹے ہوئے ہیں ببول کا کانٹا لگائے ہوئے ہیں اور اسی شان کے ساتھ صدیق اکبر خاموشی کے ساتھ چلے آرہے ہیں۔ اچھا ایک بات اور بتادوں سرکار کا علم بھی دیکھئے جس سے سوال کررہے ہیں اس کے مطابق کررہے ہیں حضرت فاروق اعظم سے سوال کیا، **ماترکت لاھلک یا عمر**؟ اے عمر تو نے اپنے بچوں کے لئے کیا چھوڑا؟ کہا حضور جتنا لایا ہوں اتنا ہی چھوڑا ہوں، جواب کا حاصل تھا جتنا لایا ہوں اتنا ہی چھوڑ کے آیا ہوں۔ صدیق اکبر بھی لے کے آئے تو ان سے کیا پوچھا: **هل ترکت لاهلك یاابابکر**؟ ''ھل ترکت'' وہاں کہا ''ماترکت'' کیا تو نے چھوڑا، ''ھل ترکت'' کیا بچوں کے لئے بھی کچھ چھوڑ کے آئے ہو؟ تو جو چھوڑ کے آیا تھا اُسے یوں پوچھا ''ماترکت'' جو کچھ چھوڑ کے نہیں آیا تھا اس سے پوچھا ''ھل ترکت'' کیا تو نے بچوں کے لئے بھی کچھ چھوڑ دیا ہے؟ ان کا بھی سیدھا سا جواب یہ ہونا تھا کہ نہیں بچوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑا مگر یہ کہتے ہیں عشق رسول کو چھوڑ کر کے آیا ہوں اللہ ورسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ درود پاک۔۔۔۔

اور دوستو جس وقت وہ یہ کہہ رہے تھے کسی صحابی نے کھڑے ہو کے یہ نہیں کہا اے ابوبکر کیا بات کررہے ہو رسول تو یہاں جلوہ فرما ہیں آپ کہتے ہیں میں گھر چھوڑ کے آیا ہوں، آپ کہتے ہیں میں گھر چھوڑ کے آیا ہوں کوئی اعتراض کررہا ہے، نہ کسی کے دل میں خلش پیدا ہورہی ہے، نہ کوئی ایسی چیز نظر آرہی ہے جو قابل اعتراض ہو۔ اس سے پتہ چلا کہ آج کی دنیا

سمجھے یا نہ سمجھے، آج کا کلمہ پڑھنے والا مانے یا نہ مانے، مگر صحابیوں کا متفقہ مسئلہ تھا، متفقہ عقیدہ تھا کہ نبی کے فضل کو محدود نہیں کیا جا سکتا ایک وقت میں نبی یہاں بھی ہیں وہاں بھی ہیں۔

درود پاک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ذرا سا آپ خیال کرتے چلے جائیں، سوچتے چلے جائیں، **لا اسراف فی الخیر**، اچھا اس کا دیکھئے اس طرح سے خدا کی راہ خیر میں لٹانے کا نتیجہ یہ نہیں کہ کچھ سرزنش ہوتی، کچھ نصیحت ہوتی، بات کے لئے کچھ ڈانٹ ڈپٹ ہوتی، آئندہ ایسا مت کرنا یہ اسراف میں بھلائی نہیں ہے، بلکہ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل چلے آرہے ہیں وہ بھی ویسے ہی کمبل لپیٹے ہوئے ہیں اور ببول کا کانٹا لگائے ہوئے ہیں یعنی ستر پوشی لازم تھی ایک کمبل حضرت صدیق نے لپیٹ لیا تھا اور پھر آکر کہتے ہیں اے اللہ کے رسول خدا نے ابو بکر کو سلام بھیجا ہے اور خدا پوچھ رہا ہے کہ میں نے جس حال میں انہیں رکھا ہے اس میں یہ مجھ سے راضی ہیں کہ نہیں؟ میں تو سمجھتا ہوں حضرت صدیق اکبر کی بندگی رقص کرنے لگی ہوگی، ان کی غلامی چمکنے لگی ہوگی، کیا سرکار پوچھ رہے ہیں مزاج ادھر سے مزاج پرسی ادھر سے ہو رہی ہے، جس حال میں خدا رکھے ہم راضی اور اس کے بعد کہا اے جبرئیل یہ نیا انداز تم کیسے لے کر آئے کبھی تم اس طرح کے لباس میں نہیں آئے، کبھی اس طرح سے کملی لپیٹ کر اور کبھی اس طرح سے کانٹا لگا کے نہیں آئے۔ کہا کہ اے اللہ کے رسول ابو بکر صدیق کی یہ ادا خدا کو اتنی پسند آگئی کہ سارے فرشتوں کو حکم دے دیا کہ اسی لباس میں نظر آؤ، سارے فرشتوں کو حکم دیدیا گیا کہ اسی میں میں، تو سمجھتا ہوں کہ سب کچھ لٹا دو خیر میں کوئی فضول خرچی نہیں، لا اسراف فی الخیر، مگر دوستو بتیاں رجم کرتی ہیں اصل چیز یہ ہے روشنی سے ان کے دل کو چوٹ لگتی ہے مگر کیا کیا جائے جب جلانے کی نیت ہی چوٹ لگانا ہو لگا کرے چوٹ۔

شیاطین کے لیے رجم:

لقد زبنا السماء الدنیا بمصابیح و جعلنھا رجوما للشیطین، ہم نے شیٰطین کے لئے رجم بنا دیا۔ تو زمین کے ستارے یہ علماء یہ اولیاء یہ زمین کے ستارے ہیں، جب یہ زمین کے ستارے ہیں تو خدا نے انہیں کس لئے بنایا؟ تا کہ زمین کو زینت حاصل ہو، زمین آراستہ رہے اور کس لئے بنایا تا کہ شیٰطین پہ رجم ہوتا رہے۔ تو خدا نے انہیں اسی لئے بنایا ہی ہے اس لئے آپ دیکھئے کہ شیٰطین وہاں نہیں جائیں گے، خواجہ کے آستانے پر شیاطین نہیں جائیں گے، ارے بھئی جائیں گے تو پتھر کھانے کے لیے، رجم کھانے کے لئے۔ ان کے دل کے اوپر تکلیف پہنچتی ہے خواجہ کچھ پتھر پھینکتے نہیں مگر تیرے تصورات تیرے لئے خیالات ہی پتھر بن جائیں گے، وہ بات الگ ہے اندرونی ضرور آجاتا ہے۔ اور یہاں سے وہاں تک لوگ کیا کیا شور مچاتے ہیں خواجہ کے یہاں مت جاؤ، طریقے خواجہ کے یہاں مت جاؤ، خواجہ کا حال یہ ہے کہ نہ کسی کو بلاتے ہیں نہ کوئی اشتہار چھپواتے ہیں نہ کوئی پمفلیٹ نکالتے ہیں اور سالانہ اتنی بڑی کانفرنس کرتے ہیں! اور جانے والے جا رہے ہیں، تکلیف اٹھا اٹھا کے جا رہے ہیں، جاڑا ہو تو جا رہے ہیں، گرمی ہو تو جا رہے ہیں، برسات ہو تو جا رہے ہیں، ٹکٹ نہیں ملتا تو لٹک کے جا رہے ہیں، چھتوں پہ چھڑ کے جا رہے ہیں، اور یہ بچارا چلّا رہا ہے کہ خواجہ کہ یہاں مت جاؤ، اور لطف کی بات ہے منع کرتے کرتے خود بھی پہنچ جاتے ہیں، منع کرتے کرتے یہ بھی وہاں پہنچ جاتے ہیں۔

واقعہ:

ارے بھائی ایسا ایک واقعہ میرے ساتھ بھی آ گیا تھا اتفاقیہ، ہاں اتفاقیہ آ گیا تھا، دیکھا ایک صاحب عجیب وغریب، ان کو جوتا رکھنے کی جگہ ہی نہیں مل رہی تھی، ہاتھ میں لے کے پھر رہے

تھے، میں بھی سمجھا کہ خواجہ صاحب بھی بتا رہے ہیں کہ یہ کس کے لائق ہے اب اس کے بعد جناب والا، خیر کہیں رکھا، اور پھر اندر گھس گئے اندر جا کر کے جب وہاں سے پلٹے تو وہ جو خواجہ کے پائینتی کے سامنے ایک دالان ہے اس میں بیٹھا ہوا تھا، تو ایک خادم صاحب جو میرے جان پہچان کے تھے وہ آئے انہوں نے کہا صاحب یہ کون ہے؟ میں نے کہا کیوں؟ کہا کہ انہوں نے ایک عجیب فاتحہ پڑھی ہے، کہا کہ کیسی فاتحہ پڑھی؟ کہا کہ نہ ہاتھ باندھا نہ اٹھایا کچھ نہیں کیا، ایسے ایسے کھڑے تھے کیا کیا پڑھ رہے تھے، مڑ کے چلے آئے، سیدھے کھڑے کھڑے تھے اور کیا پڑھا کیا مانگا کیا نہیں مانگا، اور اس کے بعد پلٹ کے چلے آئے تو میں نے کہا کے بھئی اگر ان سے ملاقات ہوتی تو پوچھتا میں کہ آخر انہوں یہ نئی فاتحہ کہاں سے شروع کی؟ مگر یہ ہے کہ میں نے جہاں تک سوچا تو میں نے ان کی وکالت شروع کر دی کیا معاملہ ہے، ایسا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا خیال یہ ہے کہ خواجہ کے یہاں یوں ہاتھ باندھ کر کے کھڑا نہیں ہونا چاہیئے، کیوں اس طرح سے ہم خدا کی بارگاہ میں نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اس طرح سے اگر ہم بزرگوں کے آستانے پہ کھڑے ہونگے تو ہمارا قیام نماز والا قیام مل جاتا ہے اس لئے نہیں کھڑا ہونا چاہیئے۔ تو یہ احتیاط کرنے والے لوگ کہتے ہیں کہ نماز کے قیام سے مل جائے گا وہ تو صحابہ کا کھڑا ہونا تھا جس کے بارے میں تشریح ہے کہ صحابہ حضور کی بارگاہ میں بیٹھے کیسے تھے کھڑے ہوتے تھے کیسے۔ جیسے کہ نماز میں کھڑے ہوتے تھے نماز میں بیٹھتے ہیں۔ ہمارا قیام نماز کے قیام سے نہ ملنے پائے اس کی احتیاط بہت۔ ہم نے کہا کہ اگر میرے پاس ہوتے میں ان سے ایک بات اور کہتا یہ جو ہاتھ باندھتا ہے یہاں پر کیا یہ فرض ہے؟ یہ کون باندھتا ہے نماز میں؟ ہاتھ کون باندھتا ہے؟ نیچے حنفی امام اعظم کے ماننے والے، اور امام شافعی کے ماننے والے کہاں باندھتے ہیں؟ سینے پر، حضرت امام مالک

کے ماننے والے ہاتھ چھوڑے نماز پڑھتے ہیں، تو حضرت امام مالک کا قیام ہاتھ چھوڑ کے پڑھنا، اور حنفی قیام ناف پر باندھنا، اور شافعی قیام سینے پر باندھنا۔ یہ سب نماز ہی کے تو قیام ہے نا یہ سب نماز کے قیام، تو میری رائے یہ ہے کہ تو نہ یہاں باندھ نہ یہاں باندھ، نہ ہاتھ چھوڑ، اگر ہاتھ چھوڑے گا تو مالکی نظر آئے گا، اِدھر باندھے گا تو شافعی نظر آئے گا اور نیچے باندھے گا تو حنفی نظر آئے گا، میری رائے ہے کہ ہاتھ پیچھے باندھ، پیچھے باندھ کر کھڑا ہو جا جو دیکھے گا سمجھ لے گا نہ یہ حنفی ہے نہ یہ شافعی ہے، نہ یہ مالکی ہے، نہ یہ حنبلی ہے، اگر ہے تو کوئی قیدی ہے۔ درود پاک۔۔۔۔

خدا جب دین لیتا ھے تو عقلیں چھین لیتا ھے:

اور ایک بات، اور خیال کرو کہ خدا جب دین لیتا ہے عقلیں چھین لیتا ہے۔ مولانا سے پوچھو ہاتھ باندھنا ہے سنت، اور کھڑا ہونا ہے فرض، نماز میں قیام جو ہے یہ فرض ہے، اور ہاتھ باندھنا ہے سنت۔ ذرا دیکھئے قیام جو نماز کا قیام ہے وہ فرض ہے نا، ہاتھ باندھنا تو سنت ہے نا، فرض تو ادا کر رہا ہے، خواجہ کے سامنے کھڑا ہے قیام، جو ہے فرض ہے، وہ ادا کر رہا ہے صرف سنت ہی سے تو بھاگ رہا ہے، یعنی خواجہ صاحب کو بھی بتا رہا ہے کہ ہم اہلسنت نہیں ہے۔ درود پاک۔۔۔

چراغ بجھایا نھیں جاسکتا:

ذرا سا آپ دیکھوان کو اصل میں تکلیف ہوتی ہے۔ تو اچھا اندازہ کیسے لگے جہاں پہنچنے کے بعد آپ کو بے چینی ہو، وحشت ہو سمجھ لو وہاں سے رجم ہو رہا ہے، اور جہاں پہنچو سکون مل جائے، اطمینان حاصل ہو جائے، سمجھ لو وہاں سے رجم نہیں ہو رہا ہے۔ تو یہ جہاں پہنچے تو یہ ستارے جو ہیں خدا نے انہیں اسی لئے ہی پیدا کیا ہے رجم ہم نے بنایا ستاروں کو ہم نے جلایا ہے۔ آپ خیال کریں جو جلاتا ہے وہی بچاتا بھی ہے، چراغ جلانے والا جو ہے

حفاظت بھی وہی کرتا ہے، اسی لئے خدا کے جلائے ہوئے چراغ کو بجھایا نہیں جاسکتا، بجھانے والے کتنی بھی کوشش کریں وہ بجھ نہیں سکتا۔ اور خدا جب تک چاہے گا اسے جلا کے رکھے گا، تو خدا نے کہا کہ ان چراغوں کو ہم نے جلایا ہے اور ہم نے انہیں رجم بنایا ہے، اس سے پتہ یہ چلا کہ ان کا جلنا بھی خدا کو منظور اور ان سے جو جل رہے ہیں وہ بھی خدا کو منظور۔ ارے بھئی جیسے آپ اکثر سنتے نہیں ہیں کہ جب شمع جلتی ہے تو کتنے جلتے ہیں تین جلتے ہیں نا، جب شمع جلتی ہے تو تین جلتے ہیں ایک تو شمع جلتی ہے، ایک اس پر پروانے جلتے ہیں، اور دوسرا ان دونوں کے تعلق کو دیکھ کر ایک تیسرا جلتا ہے، آگ سے دور رہتا ہے مگر جلتا آگ سے، دور رہتا ہے مگر حسد کی آگ میں جلتا ہے، بغض کی آگ میں جلتا ہے، وہ تو جلنے والے جلتے ہی رہے۔ **لقد زبنا السماء الدنیا بمصابیح و جعلنها رجوما للشیطین،** ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے مزیّن کردیا ہے تو جب تک یہ دنیا رہے گی، جب تک یہ چاند ستارے رہیں گے، جب تک یہ سیارے رہیں گے، یہ دنیا کے بھی ستارے ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے، اپنا فیض پہنچاتے رہیں گے، اپنی روشنی دیتے رہیں گے، یہ اور بات ہے کہ روشنی لینے کی صلاحیت بھی ہونی چاہئے، ہر ایک میں روشنی نہیں ہوتی، پاور ہاؤس تو سبھی کو نور دیتا ہے ایسی بات نہیں ہے اس کے دینے میں بخل ہے، مگر لینے کی بھی صلاحیت ہونی چاہئے، اتنے سینکڑوں بلب آپ کے یہاں جل رہے ہیں کوئی نہ کوئی بلب ایسا ضرور ہوگا اس میں جو بجھا ہوا دکھائی پڑے گا لٹکا ہوا تو ضرور ہے مگر بجھا ہو دکھائی پڑے گا، اور جب کسی الیکٹریشن سے پوچھیں گے تو وہ یہ کہے گا کہ یہ فیوز ہوگیا ہے، بیچ میں لٹکا تو صرف تار میں، **لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ،** کے تار میں لٹکنے سے روشنی نہیں ملتی روشنی ملتی ہے صلاحیت سے اس کے اندر محبت ہو، اس کے اندر پاکیزگی ہو، خلوص ہو تب جا کر کے روشنی۔ جو فیوز ہوگیا اس میں روشنی نہیں ہوتی، اس بلب میں روشنی نہیں ہوتی، اب مگر مشکل کی بات تو ایسی ہے، ایسے ایسے بلب بھی ایجاد ہوگئے ہیں کہ فیوز بھی ہوجائیں تو پتہ نہیں چلتا۔ آپ نے دیکھا ہوگا وہ دودھیا بلب فیوز ہوجائے تو پتہ نہیں چلتا۔ کیونکہ اس کے اندر جو تار ہے بکھرے کے ہیں، بکھرے وہ نظر نہیں آتے تو کچھ لوگ جو دودھیا بلب بن کر سامنے آتے ہیں ان کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔ مگر جب کسی

الیکٹریشن سے پوچھیں گے کہ بھئی یہ دودھیا بلب کو کیسے سمجھیں گے؟ کہا اس میں کوئی بات نہیں ہے اس کو آپ اس کو پلگ میں لگا کر سوئچ دبایئے دیکھئے جلتا ہے کہ نہیں اگر جلے تو سمجھ لیجئے ٹھیک ہے اور اگر نہ جلے تو سمجھ لو فیوز ہو گیا ہے۔ تو ہمارے علماء اہلسنت نے بھی کہا یہ تو دودھیا والا بلب ہے تو ان کو غوث وخواجہ کے فیوز میں لگا کر کے آپ یا غوث المدد، یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأ اللہ، اس کا سِوِچ دباؤ اب دیکھو چہرے پہ چمک آئی کہ نہیں آئی جب نہ آئے تو سمجھ لو یہ فیوز ہو گیا ہے۔ درود پاک۔۔۔۔

آج کے مناسبت سے یہ بات مختصراً میں نے آپ کے سامنے عرض کر دی کہ جس کی یاد میں یہاں آپ بیٹھے ہوئے ہیں ایک دارالعلوم کی دستار بندی، یہ بھی جس کو آپ عالم بنا رہے ہیں ان کو بھی زمین کا ستارا آپ بنا رہے ہیں، تو دو دو ستارے ایک سامنے ستارا تھے ان کا بھی ذکر ہو جاتا ہے، ایک جس کی یاد صابر باپو کی یاد آپ نے منائی۔ رب تبارک وتعالیٰ ان پر اپنے انوار و رحمت کی بارش فرماتا ہے وہ بھی اسی زمین کے ایک ستارے ہیں تمام ستاروں کے آغوش میں وہ چلے گئے ہیں تو اس مناسبت کے ساتھ میں نے اپنے معروضات کو پیش کیا۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(3)

مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ قَالَ فی شان حبیبہ الکریم علیہ التحیۃ و التسلیم

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما۔

درود پاک۔۔۔۔۔۔۔

ادب گا ہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید ایں جا
بمصطفیٰ برساں خویش ر ا کہ دین ہمہ اوست
اگر باونہ رسیدی تمام بو لہب ہیست
اس دیار قدس میں لازم ہے اے دل احتیاط
بے ادب ہیں کر نہیں پاتے جو غافل احتیاط
جی میں آتا ہے لپٹ جاؤں مزار پاک سے
کیا کروں ہے میرے ارمانوں کی قاتل احتیاط
اضطران عشق کا اظہارر ہو بے حرف و صوت
اے غم دل احتیاط اے وحشت دل احتیاط
عشق کی خود ورفتگی بھی حسن سے کچھ کم نہیں
ہے مگر اس حسن کے رخسار کا تل احتیاط
ان کے دامن تک پہونچ جائیں نہ چھینٹیں خون کے
ہے تڑپنے میں بھی لازم مرغ بسمل احتیاط
آ بتاؤں تجھ کو میں ارشاد او ادنیٰ کا راز
ان کے ذکر قرب میں لازم ہے کا مل احتیاط

صرف سدرہ تک رفاقت اور پھر عذر لطیف
عقل والو ہے ادائے عقل کامل احتیاط
بس اسی کو ہے ثنائے مصطفی لکھنے کا حق
جس قلم کی روشنائی میں ہو شامل احتیاط
نام پر توحید کے انکارِ تعظیم رسول
کیا غضب ہے کفر کو کہتے ہیں جاہل احتیاط
اس ادب نا آشنا ماحول میں اخترؔ کہیں
رہ نہ جائے ہو کے مثل حرف باطل احتیاط

بارگاہِ رسالت وآل رسالت میں درود شریف کا نذرانہ عقیدت پیش فرمائیں

اے محبوب اگر ایسا ہوتا کہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تری بارگاہ میں حاضر آتے اور اللہ سے مغفرت چاہتے اور اللہ کا رسول ان کے لئے دعاء مغفرت فرماتا تو یقینا وہ اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا مہربان پاتے۔

یہ سلیس ترجمہ ہوگیا اس آیت کریمہ کا جس کو آج کے لئے سرنامۂ بیان قرار دینا ہے۔ اس میں اپنے نفس پر ظلم کی بات کی جارہی ہے سوچنے کی بات یہ ہے، کیا کوئی اپنے اوپر ظلم کرسکتا ہے؟ سوال اس لئے اہم ہے کہ ہر شخص اپنے کو سب سے زیادہ چاہتا ہے، تو جو انسان اپنے کو سب سے زیادہ چاہتا ہو وہ اپنے اوپر ظلم کیسے کرتا ہے؟ آپ دوسروں پر تو ظلم کر سکتے ہیں اپنے اوپر کیسے؟ ایک اہم بات، بلکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ ہر انسان کو اپنے سے زیادہ محبت ہوتی ہے اگر وہ دوسروں کی بھی چاہتا ہے اپنے لئے ہی چاہتا ہے، اس میں بھی اسی کی غرض، اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو چاہتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ یہ میرے بڑھاپے کا سہارا ہوگا، یہ میرا نام روشن کریگا، اس میں بھی اپنی غرض، بیٹے کی محبت میں بھی اپنی غرض، کچھ امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں۔ اور اگر بیٹا اپنے باپ کو چاہتا ہے تو وہ بھی تو یہ سوچتا ہوگا کہ بوڑھا مریگا تو سب کچھ میرا ہی ہوگا، اس میں بھی اپنا ہی مطلب، باپ کی محبت بیٹے سے اپنے ہی لئے، بیٹے کی محبت باپ سے اپنے ہی لئے، تو جب انسان اپنے کو اتنا

چاہتا ہے تو وہ اپنے اوپر ظلم کیسے کریگا؟ محبت جہاں ٹکرائے دو محبتیں ٹکرائیں تو جس کو آپ ترجیح دیں ہم سمجھیں گے کہ آپ اسے زیادہ چاہتے ہیں۔ مثال کی طور پر مال سے بھی محبت ہوتی ہے، بچے سے بھی محبت، گھر میں آگ لگ گئی اب ایک کو ہی آپ بچا سکتے ہیں، یا مال بچائیں یا بچہ، اب دو میں سے اب ہم دیکھیں گے کہ آپ جاتے کدھر ہیں! اب اگر آپ نے بچے کو بچا لیا تو ہم سمجھ لیں گے مال سے زیادہ محبت بچے سے ہے، مگر کہیں ایسی صورت پیش آجائے کہ بچے کو بچانے میں آپ ہی ساتھ ہو رہے ہوں، یعنی بچے کو بچا سکتا ہے اندر گئے آپ نے بچے کو لیا اوپر سے پھینکا کسی نے تھام لیا۔

محبت سے جنت ملے گی:

تو ایک امکان تھا اس کے بچنے کا مگر یہ کر کے آپ پلٹ بھی نہیں سکیں گے اپنے بچنے کا امکان ختم ہو گیا تو گھر کا چکر لگائیں گے، اندر نہیں جائیں گے، پتہ چلا اپنے کو بچنے سے بھی زیادہ چاہتے ہیں، اس کو نذر کر دیا آگ کے خود اپنے کو بچا لیا، تو جو انسان اپنے کو اتنا چاہتا ہو تو سب کی محبت پر اپنے ذات کی محبت کو ترجیح دیتا ہو، وہ اپنے اوپر کیسے ظلم کریگا؟ میں اور آگے اور زیادہ وزندار بات بڑھا دوں، کسی کو بھی تم چاہتے ہو اس میں تمہاری اپنی غرض ہے، تمہارا اپنا مطلب ہے، اگر تم خدا کو چاہتے ہو، رسول کو چاہتے ہو، پیغمبروں کو چاہتے ہو، اولیاء سے محبت کرتے ہو، تو اس محبت میں بھی تمہاری غرض ہے کہ اسی محبت سے ہمیں مغفرت ملے گی، ہمیں نجات ملے گی، جنت کی بہاریں ملے گی، جہنم سے چھٹکارا ملے گا، دین و دنیا کی صلاح فلاح ملے گی، تو خدا کو بھی چاہتا ہے تو اپنے ہی لئے، رسول کو بھی چاہتا ہے اپنے لئے سب کو بھی ساری محبت ہے۔

خدا تمہاری محبت کا محتاج نہیں ہے:

خدا تمہاری محبت کا محتاج نہیں ہے، رسول تمہاری محبت کے پیاسے نہیں ہے، تم خود اس بات کے محتاج ہو کہ اس سے محبت کرو، بتائیے کہ جو انسان اللہ و رسول کو اپنے لئے چاہتا ہو وہ ظلم کیسے کرے؟ دوستو اس لئے سوال اہم بنتا جا رہا ہے کہ آپ نے ظلم کا جو مفہوم سمجھ رکھا ہے اور جس ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے رہتے ہیں، کانفرنس کرتے رہتے ہیں، جلسے کرتے رہتے ہیں، وہ کچھ اور ہے،

اور میں جس ظلم کی طرف آپ کے ذہن کو پہنچانا چاہتا ہوں یہ اور ہے۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ جس کا ہاتھ ابتداء سے لگا ہوا ہے وہ کسی کی انتہا کیا سمجھے، کیا سمجھے! جس تخت پر بیٹھے ہیں نا اس کی جو انتہا ہے وہ اس اسٹیج کی پہلی سیڑھی کی ابتداء ہے، اور پہلی سیڑھی کی جہاں انتہا ہے وہ دوسری سیڑھی کی ابتداء ہے، اور دوسری کی جہاں انتہا ہے وہ تیسری کی ابتداء ہے، اور تیسری کی جہاں انتہا ہے وہ چوتھی کی ابتداء ہے

انتہاءِ مقام مصطفیٰ ﷺ سمجھنا محال ھے:

اور چوتھی جہاں انتہا ہے وہاں سے اسٹیج ابتداء ہے اور اسٹیج کی جہاں انتہا ہے وہاں کرسی کی ابتداء ہے اور اگر فرش سے یہ تم پوچھو کہ یہ فرش تو نے اسٹیج کی سمجھا یہ کہے گا کہ میرے ہاتھ تو ابتداء ہے میں انتہا کو کیا جانوں اسٹیج سے پوچھو تم نے کرسی کی انتہا کو سمجھا تب میرے ہاتھ میں صرف ابتداء ہے میں انتہا کو کیا جانوں اور کرسی سے ذرا پوچھو کہ تو نے اسٹیج کی انتہا کو سمجھا تو کرسی یہ کہے گی اس کی ابتداء بھی میرے پیر کے نیچے اس کی انتہا بھی میرے پیر کے نیچے میں نہ سمجھوں گا تو اور کون سمجھے گا۔ مطلب یہ کہ اوپر والا اگر یہ کہے کہ میں نیچے والے کو جانتا ہوں تو تعجب نہیں یہ نیچے والے کیوں بولتے ہیں میں نے اوپر والے کو جان لیا! یہ نیچے والے کیسے بولے کہ ہم نے اوپر والے کو جان لیا یہاں پر ایک بات اور بتاؤں ایک مومن ولی کی ابتداء کو سمجھ سکتا ہے انتہا نہیں سمجھ سکتا ایک ولی شہید کی ابتداء کو سمجھ سکتا ہے انتہا کو نہیں سمجھ سکتا، ایک شہید صدیق کی ابتداء کو تو سمجھ سکتا ہے انتہا نہیں سمجھ سکتا، ایک صدیق نبی کی ابتداء کو سمجھ سکتا ہے انتہا نہیں سمجھ سکتا، ایک نبی رسول کی ابتداء کو تو سمجھ سکتا ہے انتہا نہیں سمجھ سکتا، انتہا صرف خدا جانتا ہے جو ابتداء سمجھنے کا دعوا کرے سمجھ لو وہ رسالت کا دعوا کر رہا ہے اور انتہائی کو سمجھنے کا دعوا کر رہا ہے سمجھو وہ خدائی کا دعوی کر رہا ہے تم نہ نبی کی ابتداء کو سمجھ سکتے ہو مقام مصطفیٰ کی نہ تم ابتداء سمجھ سکتے ہو نہ انتہا سمجھ سکتے ہو اس لئے کہ تمہارا نبی ہونا بھی محال تمہارا خدا ہونا بھی محال تو ان کی ابتداء انتہا کا سمجھنا بھی محال۔ درودِ پاک۔۔۔۔

اس کو آپ اچھی طرح سے سمجھتے چلے جائیں تو یہاں میں اس لئے مقام کو سمجھا تا ہوں کہیں مقام ہٹا کر کے ولی کا جو مقام اس کو اس سے کھس کا دیا ظالم ہو گئے، شہید کا جو مقام ہے اس کو اس سے ہٹا دیا ظالم ہو گئے، نبی کا جو مقام ہے اس کو اس سے ہٹا دیا یہ بھی ظلم، تو یہ تو ہے وہ عمل ظلم تو اور تھا یہ تو عقیدے کا ظلم ہے، یہ نظریات کا ظلم ہے، یہ تو خیالات کا ظلم ہے۔ خیالات کے لحاظ سے بھی ظالم، اعمال کے لحاظ سے بھی ظالم، کس قدر ظلم کر رہے ہیں مگر دوستو تمہارے ظلموں کی فہرست بتا کر کے چلا جانا یہ کوئی انصاف کی بات نہیں میں اس دروازۂ رحمت تک پہنچانا چاہتا ہوں وہاں پر ظالم کے ظلم بڑے سے بڑے ہیں، رب تبارک وتعالیٰ کہتا ہے اے ظالموں مایوس نہ ہو تم نے اپنے اوپر ظلم کیا مایوس نہ ہوؤ، آجاؤ، اے محبوب تیرے پاس آئیں، رسول کے پاس جائیں، ظلم ہم نے کیا ہے خدا کی نافرمانی کر کے تو خدا کے پاس جانا چاہیئے یا رسول کے پاس؟ نماز نہیں پڑھی خدا کی نافرمانی ہوئی، روزہ نہیں رکھا خدا کی نافرمانی، تو خدا کے نافرمان ہیں تو محبوب کے پاس کیوں جائیں؟ خدا سے مغفرت چاہنے کے لئے رسول کے پاس کیوں جائیں؟ ہمارے شہر میں مسجدوں کی کمی نہیں کہیں بھی بلا لو، مگر کچھ لوگ تمہیں مسجد مسجد لے جارہے ہیں اور یہ آیت تمہیں رسول کے پاس لے جارہی ہے ظلم سے دھلائی کے لئے، تو آؤ توبہ کے لئے آؤ، بات کیا ہے، یاد رکھو اے ظلم کرنے والو معافی چاہتے ہو نا، تو ہم تمہیں وہاں بلائیں گے، وہاں بلائیں گے، جہاں تمہاری اچھی طرح مغفرت ہو،

مطیعِ خدا مطیعِ مصطفیٰ ہے:

سنو تم صرف خدا کے گنہگار نہیں ہو اس لئے کہ جو خدا کا گنہگار ہے وہ مصطفی کا گنہگار ہے، جو خدا کا نافرمان وہ مصطفی کا نافرمان، جو خدا کا مطیع ہو وہ مصطفی کا مطیع ہے، جو خدا کا فرمانبردار ہے وہ مصطفی کا فرمانبردار ہے۔ تو تم نے دونوں کا گناہ کیا ہے جب دونوں کے گنہگار ہوئے تو اُس در پہ جاؤ جو دونوں کا در ہو۔ کعبہ ہمارا گھر ہے مصطفی کا گھر نہیں ہے، مسجد حرام ہمارا ہے مصطفی کا نہیں ہے، ظالمو! تم اپنے ظلم سے نجات چاہو تو جَآءُوكَ ان کے پاس جاؤ اور پھر خدا سے مغفرت چاہو اور اتنے سے کام

نہیں چلے گا جب تک میرے محبوب، رسول تمہارے لئے دعا نہ کریں اور جب نبی دعا کریں گے تو بات ظاہر ہوگئی کہ مصطفی نے اپنے گنہگار کو معاف کر دیا۔ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا۔

درودِ پاک۔۔۔۔

نبی مومن سے دور نہیں:

تو بار بار ظلم ہو تو بار بار نبی کے پاس جاؤ، ایک بات میں بتاؤں کہ آپ سوچیں گے کہ یہ تو مشکل بات ہوگئی بار بار جانا بڑی مشکل ہے، اتنی محنت کرتے ہیں تب تو کہیں نمبر آتا ہے، بار بار کیسے مگر میں آپ کو بتاؤں حج حاجیوں کے لئے، کیا کہا کہ حج کب فرض ہے؟ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا، کس لئے فرض ہے مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا اس کے لئے فرض ہے استطاعت نہ ہو تو فرض نہیں ہے، تو حاجی کو فرصت ملی مگر ظالم کو فرصت نہیں ہے استطاعت جب بھی جاؤ استطاعت نہیں جب بھی جاؤ، چُھٹی نہیں مل سکتی آپ کہیں گے کہ بڑی مشکل ہوگئی مدینے تو دور ہے تو آیت نے کہا ہم نے مدینہ کب بلایا؟ ہم نے تو اپنے محبوب کے پاس بلایا تم نے ان کو کیسے دور سمجھ لیا، اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ، آخر نبی تم سے دور نہیں بس اس لئے میں نے تمہیں مسجد نبوی میں نہیں بلایا، ویزا لینا پڑے، مسجد میں نہیں بلایا، شہر مدینہ میں نہیں بلایا، جَآءُوكَ رسول کے پاس بلایا رسول تمہارے قریب ہیں بس توجہ چاہیئے۔

دل پہ دلدار کی ہر وقت نظر رہتی ہے
ان کی سرکار میں کچھ بھی نہیں نیت کے سِوا
ان کو لانا ہو تو ایسا کیجئے
کعبۂ دل کو مدینہ کیجئے

لطیفہ:

مجھے لطیفہ یاد آ گیا ایک پیر صاحب کا، اپنے سیدھے سادھے مرید سے پوچھا کہ بیٹے بتاؤ مومن کا

دل کہاں رہتا ہے؟ تو اس نے کہا بائیں سائیڈ میں، بائیں سائیڈ میں تو کافر کا بھی دل رہتا ہے؟ بول مومن کا دل کہاں رہتا ہے؟ وہ گھبرا گیا، تو بیٹے یہ بتا عارف کا دل کہاں رہتا ہے؟ کہا کہ حضور ہی بتائیں میں تو پہلے ہی سوال میں فیل ہو گیا ہوں۔ کہا کہ سنو مومن کا دل اپنے محبوب کے پاس رہتا ہے اور عارف کا دل کہیں نہیں جاتا محبوب خود آ کے رہتا ہے۔

وہ بھی ہے کوئی سینہ جس میں نہ ہو مدینہ
زیبائشِ مکاں ہے زیبائشِ مکیں سے
فرش پہ کعبہ عرش پہ کعبہ
یہ بشر کو وہ قدسیوں کو ملا
دل ہے کعبہ بقولِ اہل صفا
الغرض ہے خواب کعبے کا
اے مدینہ تیرا جواب نہیں

دور و قرب کچھ نہیں:

آپ سوچتے چلے جائیے دل پہ دلدار کی ہر وقت نظر رہتی ہے، حاجیوں سے پوچھو حجر اسود کو بوسہ دینے کی بات ہے نا، دھکے کھاؤ، دھکے دو، جی نہیں آسانی سے تمہارے ہونٹ پہنچیں بوسہ دیدو، ہونٹ نہیں پہنچتے ہاتھ لگا کے ہاتھ ہی کو چُوم لو، ہاتھ بھی نہیں پہونچا ہاتھ میں چھڑی ہو تو چھڑی لگا کے چھڑی کو چُوم لو، ایسا بھی نہیں ہوا اشارہ کر لو، تم دور ہو گے تو جہ ادھر رہے گی حجرِ اسود کو ہی چُومنے کا ثواب ملے گا۔ وہاں توجہ، روحانی قرب دیکھا جاتا ہے تو سنو یہاں رہکر کے بھی اگر تمہاری توجہ مدینے کی طرف ہے تو تم مدینے میں ہو اور مدینے میں رہنے والے جو مدینے کے باغی ہیں وہ مدینے سے باہر ہیں۔

درودِ پاک۔۔۔۔

دل پہ دلدار کی ہر وقت نظر رہتی ہے

ان کی سرکار میں کچھ نہیں نیت کے سِوا

درِاولیاء درِرسول ھیں:

میں ایک اور واضح بات عرض کردوں جو عالمانہ آب ورنگ لئے ہوئے ہو اور جلدی سے، یہ اس لئے کہ یہ صوفیانہ صفت کی بات ہوگئی جو میں نے ابھی عرض کیا، عالمانہ طرز کی بات دیکھو رسول کی ذات کی طرف بلایا، سمجھے، اگر کعبے کی طرف بلایا ہوتا کعبے میں آؤ تو بغیر کعبہ گئے کام نہ بنتا، مسجد حرام میں بلایا گیا ہوتا تو وہاں بغیر گئے کام نہ بنتا، جبلِ رحمت میں میدان عرفات میں بلایا گیا ہوتا وہاں گئے بغیر کام نہ بنتا، مسجد نبوی میں بھی اگر بلایا گیا ہوتا وہاں گئے بغیر کام نہ بنتا، اس لئے کہ کعبے کا کوئی نائب نہیں ہے، مسجد حرام کا کوئی جانشین نہیں ہے، جبل رحمت کا کوئی خلیفہ نہیں ہے، ذات رسول کی طرف بلایا گیا اور ذات رسول وہ ہے جن کے خلفاء اور وارثین سے دھرتی بھری ہوئی ہے، اور یاد رکھو جب اصل نہ ملے تو خلیفہ سے بھی وہی کام لیا جائے گا جو اصل کا ہے۔ کہتے ہیں کہ تیمم وضو کا خلیفہ ہے حالانکہ پتہ نہیں دستارِ خلافت کب باندھی بھی گئی ہوگی۔ تیمم کی حقیقت اور وضو کی حقیقت اور تیمم کا خلیفہ اور وضو کا طریقہ دونوں کی طاہریت الگ الگ مگر وہ خلیفہ، تو خلیفہ ہونے میں تمہیں پانی میسر نہ ہو، پانی کا استعمال کرنے کی قدرت نہ ہو، تو تم تیمم کرلو اس سے وہ سارا کام ہوا جو وضو سے لیتے تھے۔ اور دیکھو فرض بھی پڑھو، نفل بھی پڑھو، امام بھی بنو، مقتدی بھی بنو، قرآن کو ہاتھ لگاؤ، طواف بھی کرو، جو کام اصل سے لیتے تھے اب وہ نہیں ملے خلیفہ سے لے لو، وہ سارا کام لے لو، تو اب تم کو رسول کے پاس بلایا گیا، اگر رسول نہیں مل رہے ہیں تو حاجی علی سے لے لو، خواجہ اجمیری سے لے لو، غوث جیلانی سے لے لو، محبوبِ الٰہی سے لے لو، محبوب یزدانی سے لے لو، یہ خلفاء ہیں یہ اولیا کا در جو ہے وہ درِ رسول ہے، درِ خواجہ جو ہے درِ رسول ہے اب تم خواجہ کی بارگاہ میں جاؤ اور اپنے لئے دعا چاہو اور خواجہ تمہارے لئے دعا کریں گے دعائے خواجہ دعائے رسول ہے۔

شانِ نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اور تم نہیں جانتے نائب رسول کی شان کیا ہے، نائب رسول کے پیچھے نماز پڑھو تو گویا تم نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی، ان سے مصافحہ کرو تو گویا تم نے نبی سے مصافحہ کیا، اس کی صحبت میں بیٹھو تو گویا

تم نے نبی کی صحبت کا پہچان لیا، مَنْ صَلّٰی خَلْفَ عَالِمٍ کَاَنَّمَا صَلّٰی خَلْفَ النَّبِی، جس نے عالم کے پیچھے نماز پڑھی اس نے گویا نبی کے پیچھے نماز پڑھی، تو سوچو جب ان کے پیچھے کی نماز کے پیچھے والی نماز ہے تو ان کی دعا بھی نبی کی دعا ہے۔

تجلیاتِ رسول بشکل سلاسل:

استطاعت کی ضرورت نہیں ہے مدینے کی تجلیاں یہاں پر بھی ہیں، پاور ہاؤس وہیں ہے، بلب الگ الگ لٹکے ہوئے ہیں، نور وہیں کا ہے، بلب لٹکے ہوئے ہیں۔ یہ کوئی لال بلب ہے کوئی نیلا بلب، کوئی ہرا بلب ہے، رنگ الگ الگ ہے نور وہیں کا ہے، یہ قادری بلب ہے، یہ چشتی بلب ہے، یہ سہروردی بلب ہے، یہ نقشبندی بلب ہے، نور تو اپنی شان کے مطابق دیتا ہے، مگر بلب اپنی صلاحیت کے مطابق چمکتا ہے بلب اپنی صلاحیت کے مطابق، یہ پانچ ویٹ کا ہے، یہ پچیس ویٹ کا ہے، یہ ہزار ویٹ کا ہے، مگر دوستو ایک بات یہ بھی دیکھو نور اسی تار سے آرہا ہے مگر تار نہیں چمکتا بلب چمکتا ہے، تو نورِ مصطفی کائنات کے ذرّے ذرّے میں ہے مگر چمکیں گے غوث جیلانی، خواجہ اجمیری چمکیں گے نور تو ہوا ہے تجلی چھینک رہا ہے۔ بس آپ سوچتے چلے جائیں مگر ایک بات بتادوں جناب، ایک بات اور بتادوں، کچھ بلب ایسے لٹکے ہوئے ہیں نور نہیں ہے پوچھا کیا ہوا کہا فیوس ہوگیا ہے کیا اچھی تعریف مل رہی ہے مرتد کی، مرتد اُسی بلب کو کہتے ہیں جو روشن ہو کے فیوس ہوجائے۔

درود پاک۔۔۔۔

ولی کا دشمن شیطان کا دوست:

مگر ایک بات ہے۔ دیکھو گے نا تو پتہ چل جاتا ہے فیوز ہوگیا ہے۔ مگر کبھی کبھی ایک بلب ایسا نکلا دودھیا بلب، پتہ ہی نہ چلا فیوس بھی ہوگا، پتہ بھی نہ چلتا۔ آج کل دودھیا بلب ہر طرف دودھیا بلب ہے پتہ بھی نہیں چلتا فیوس ہوجاتا ہے، اب اس کے بعد کیا کیا جائے اب کسی سے پوچھو ایسا کچھ

نہیں ہے آپ پلگ میں لگا کے سُوِچ دبائیے جب جل جائے تو سمجھ لو ٹھیک ہے، نہ جلے تو سمجھ لو فیوز ہوگیا ہے۔ تو ایسا بلب تمہارے سامنے آئے تم بھی غوث کے پلگ میں لگا کر یا غوث المدد کا سُوِچ دباؤ چمکا کہ نہیں چمکا، اور اگر وہ نہیں چمکا تو سمجھ لینا کہ فیوز ہوگیا ہے۔ ہاں تو بات دوستو یہ ہے، جاؤ بار بار ولیوں کی بارگاہ میں، ایک بات دیکھو شیطان بھی بہت چالاک ہے، اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنَ ، کھلا دشمن اور چالاکی اس کی کیا ہے یہ ظلم کراتا کون ہے وہی کراتا ہے نا، نماز چھڑاتا ہے، روزہ چھڑاتا ہے، زکوٰۃ دینا چھڑاتا ہے، بے حیائیوں کی طرف لے جاتا ہے وسوسے وہی دیتا ہے نا، تو ظلم وہی کراتا ہے اور پھر یہ سوچتا ہے کہ ولیوں کی بارگاہ میں جانے بھی مت دو، تم سمجھ لو کہ کتنا چالاک ہے، ظلم بھی کرا رہا ہے اور ولیوں کی بارگاہ میں جانے بھی نہیں دیتا، کہتا ہے جانا حرام ہے ہم سمجھ گئے بات کچھ اور ہے، وہ سمجھتا ہے وہاں جائیگا تو دھلائی ہو جائیگی۔

درود پاک۔۔۔

درِ نبی سے سائل خالی نہیں جاتا:

جَآءُوْكَ میرے پاس آئیں، دوستو یہاں تو سب کو نبی کے پاس بلایا گیا جاؤ کہ اے لوگو آؤ کسی عہد میں کوئی کوئی زمانے کی قید نہیں جاؤ آؤ نبی سے کیا کہا گیا، وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ ، اے محبوب بہت آوے جھڑکنا نہیں، ارے محبوب جھڑکتا وہ ہے جس کا خزانہ خالی ہو۔ انا اعطینك الكوثر، انا فتحنا لك فتحا مبينا ، سارے دروازے تو ہم نے کھول ہی دیئے ہیں۔ اے محبوب جھڑکتے مجبور لوگ ہیں۔ تُو تو مختار ہے جس کا خزانہ خالی ہوتا ہے وہ جھڑکتا ہے۔ یا جسے خالی ہونے کا اندیشہ ہو وہ جھڑکتا ہے۔ تجھے کیا اندیشہ ہے میں دینے والا تُو لینے والا، دیکھو کچھ سائل تو، اچھا سائل کسے کہتے ہیں؟ سوال کرنے والا، مانگنے والا تو کوئی بھی سائل آئے تو جھڑکنا نہیں، مایوس کرنا نہیں، اب بتاؤ غیر خدا سے مانگنا جائز ہے کہ نا جائز، اگر رسول کی شریعت ہمیں یہی سکھاتی کے کسی غیر سے سوال کرنا حرام تب تو یہ بڑا

اچھا موقع تھا کہ نبی سے کوئی سوال کرے تو جھڑک دیں مگر خدا یہ کہہ رہا ہے کہ جھڑکنا نہیں اب سائل مطلق رکھ دیا ہے چاہے دنیا کا سائل ہو چاہے آخرت کا سائل ہو، چاہے جنت کا سائل ہو چاہے مغفرت کا سائل ہو، واقعی دوستواب ہمارے حوصلے بلند ہو گئے، اب ہم کہیں بھی جائیں گے تو ہمیں وہاں جھڑکا جاسکتا ہے مگر نبی کی بارگاہ میں نہیں جھڑکا جاسکتا، اس لئے حکم الٰہی مل چکا وہاں جھڑکا جاسکتا ہے، ہم وہاں بڑے اطمینان سے جائیں گے، کالی کملی کا سایہ ہمارا انتظار کر رہا ہے ہم اسی کے سائے نیچے ہیں۔ ہمیں کوئی سرور نہیں ہے اطمینان سے جانا ہے اور سرکار نے بھی کسی کو نہیں جھڑکا، عاشقو! یہ جھڑک دیں گے تو پناہ کون دیگا!

وھابی اندھے ھیں:

مجھے تو ایک واقعہ یاد آ گیا۔ کچھ لوگ ایک حدیث پا گئے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت کیا حضور موزہ پہن رہے تھے اس میں سانپ تھا اوپر سے چیل آ گئی لے کے اُڑ گئی گرا دیا۔ پتہ چلا سانپ ہے تو بات ختم ہوگئی۔ اب شور چلا، مل گئی حدیث، مل گئی ارے کیا مل گیا؟ رسول کو علم نہیں، ان سے یہ پوچھو۔ رسول کو تو علم نہیں۔ یہ چیل کو کیسے معلوم ہو گیا چیل تو اوپر جا رہی تھی، موزہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں تھا۔ تو بڑے تعجب کی بات ہے نبی کے علم کا انکار کرتا ہے اور چیل کے لئے علم ثابت کرتا ہے، تو نے چیل کا کلمہ پڑھا ہے کہ نبی کا! حالانکہ مولانا روم نے تو بڑی پیاری بات کہی کہ چیل جب اڑتی ہوئی جا رہی تھی سرکار کے سرِ مبارک کے اوپر سے گذری جو نور کا سلسلہ عرشِ معلیٰ سے سر اقدس تک لگا تھا اس کا چھینٹا پڑا تو اس پر غیب جاری ہو گیا تو اس نے دیکھا کہ موزے کے اندر سانپ ہے تو جانتے ہو چیل کو کسی اور کے موزے میں وہ سانپ دیکھے کبھی نہ آتی مگر کوئی چیز ایسی نہیں کہ اسے اللہ کے رسول نہ جانتے ہو یہ سرکش انسان نہیں مانتا تو وہ چیل کے بھی رسول تھے اسے بھی خدمت کا موقع تھا۔ ارے تو نے ایک سانپ اپنے موزے لے کے صبح سے شام بیٹھا رہے دیکھیں کونسی چیل آتی ہے۔

خدا جب دین لیتا ھے تو عقلیں چھین لیتا ھے:

اور سنو ایک بات اور صاف بتاؤں یہ ہوسکتا ہے کہ میرے موزے میں ہو چلا جائے میں نہ دیکھوں یہ ناممکن بات نہیں، مگر جب میں اسے اٹھاؤں گا تو وزن محسوس ہوگا کہ نہیں، سانپ کسی مچھر کا نام نہیں ہے، کسی کھٹمل کا نام نہیں ہے، سانپ کسی مکڑی کا نام نہیں ہے۔ ذرا سوچو وزن تو انہیں محسوس ہوا ہوگا، تو پھر کہنے کی بات یہ کہ نبی جانتے تھے کہ کون ہے مگر یہ بھی جانتے تھے کیوں ہے وہ نبی کا عاشق تھا جو قدم رسول سے سبت چاہتا تھا، ہو سکتا ہے کہ پچھلی تاریخ اسے یاد رہی ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اس نبی کا ذکر کیا تھا تو اُسی دور سے ایک سانپ غار ثور کے اندر اس نبی کا انتظار کر رہا تھا کہ اِسی میں آنے والے ہیں ہمیں زیارت ہوگی۔ مگر معاملہ ایسا تھا کہ وہاں پر دو عاشقوں کو معاملہ پڑ گیا ایک عاشق محروم رہ گیا اس لئے یہ سانپ چھپ کے آیا ہوگا کہ کوئی عاشق دیکھنے نہ پائے اگر یہ اپنے عاشق کو جھڑک دیں گے تو پناہ کون دیگا۔ دوستو اس طرح سے بھی تو سوچنے کا ایک انداز تھا مگر یہ سوچنے کا بھی ایک انداز ہوتا ہے کہ خدا جب دین لیتا ہے عقلیں چھین لیتا ہے۔

نبی کسی کو مایوس نھیں کرتے:

یہی وہ نبی ہیں جو کسی کو مایوس نہیں کرتے۔ کوئی کیسا بھی ہو ایسے ایسے مطالبے لوگ لے کر آئے کہ ساری دنیا کی ساری دنیا انہیں مایوس کر دے مگر نبی نے مایوس نہیں کیا میں صرف مشہور واقعات کو جس کو بار بار آپ سنتے ہیں اپنے مضمون کو اختتام کی طرف لے کے چلوں بہت مشہور احادیث کے اوراق اور اس میں بھی واقعہ نگاری سے ہٹ کر کے پہلے میں ایک تمثیل آپ کے سامنے رکھوں، آپ کے مولانا صاحب کے پاس فرض کرو کہ کوئی عورت آئے اور کہے کہ اے مولانا میں نے منت مانی ہے کہ کیا میرا فلاں کام ہو جائے تو میں آپ کو ڈھول بجا کے گانا سناؤں گی، ہے کوئی اس مراد کو پوری کر دے، ہے اس دنیا میں کوئی عالم، کوئی فقیہہ، کوئی مفکر، کوئی محدث، کوئی مفتی، کہ اس کی خواہش کو پوری کر دے۔ کبھی کبھی عورتیں بھی عجیب بے وقوفی والی منت مانگتی ہیں، ایسی ایسی منت کہ ان کا اتارنا واجب نہیں ہے، بلکہ نا اتارنا واجب ہے۔ آپ نے شاید سنا ہوگا کہ کسی عورت نے منت مان لی کہ میرا بیٹا اچھا ہو

جائے میں اپنے مولوی صاحب سے جمعہ کے دن ممبر پہ بیٹھ کر باوضو خدا کے گھر میں ممبر رسول پر بیٹھ کر ڈھول بجواؤنگی۔ کہاں منت مانی؟ اور خدا کی شان بے نیازی دیکھو اس نے اچھا بھی کر دیا، اب مولوی کے پیچھے پڑ گئی بجانا ہے، مولوی سوچیں گے میرا اپنا بجنے لگے گا اور اگر نہیں بجایا اور پھر بچے میں کچھ ہوا سمجھوں گا تیری وجہ سے ہوا۔ اب بڑے مشکل میں پڑ گئے پہلے ان کو مسئلہ یہ تھا کہ ہم مسجد میں ڈھول لے کے جائیں کیسے؟ اور مسئلے کا حل کرنا تھا تو یوں کر لیا کہ انہوں نے چادر میں ڈھول لپیٹ لیا۔۔۔ ساتھ میں دیہات کے مصلی تھے انہوں نے سمجھا امام صاحب وعظ ہمیشہ کرتے تھے شیرنی نہیں لاتے تھے آج کچھ لے کے آئے ہیں، اس کے بعد جب وہاں پہنچے فوراً ہی بات کہتے ہیں کہ یہ حرام وہ حرام، حرام حرام سناتے سناتے سب سناتے سناتے ایک بارگی ممبر پر چھڑ گئے، فوراً چادر ہٹائی لوگ حیران وششدر ہاتھ میں ڈھول اور اس کے آگے بڑھا کر کہا کہ دیکھو اسی کا نام ڈھول ہے تو اچھی طرح سے دیکھ لو یہی ہے اسی کو ڈھول کہتے ہیں، اور اسی کو میں کہتا ہوں حرام، حرام ہے اس کا بجانا، حرام ہے کوئی بیانہ نہیں دیکھا جائے گا، اسے بجاؤ گے جب بھی حرام ہے، اور اس کے بعد پھر لوگ بھی سیدھے سادھے تھے انہوں نے کہا کہ مولانا اسٹوری ہمیشہ سناتے تھے اور جا کے بیوی سے کہا کہ آج تو میں نے آبرو پائی آئندہ ایسی منت نہ مانگنا کہ گاؤں چھوڑنا پڑ جائے گا۔ ہے کوئی جو اس کی منت پوری کرے مگر دوستوں میں تمہیں یاد دلاتا ہوں ایسی ہی ایک عورت آتی تھی ایک خاتون آئی تھی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی تھی اور کہا تھا کہ اے اللہ کے رسول میں نے منت مانی ہے کہ فلاں غزوے سے آپ کامیاب ہو کر آئینگے تو میں دف بجا کر آپ کو گانا سناؤں گی کوئی فقیہہ ہوتا تو نکال دیتا، مجتہد ہوتا تو نکال دیتا، محدث ہوتا تو نکال دیتا، مگر یہ وہی ہے جو کسی کو نکالنے جاؤ تمہارے لئے جائز تم اس رسول کی بارگاہ میں آئے ہو جس دل بھی قانون اپنی ہے جس کا قول بھی قانون اپنا ہے، آپ کے مفتی صاحب کے پاس ایک صاحب آئے اے مفتی صاحب میرے اندر چار عیب ہیں کیا کیا؟ کہا کہ میں جھوٹ بولتا ہوں، مفتی چوکنا ہوئے اب تو ایک جھوٹے سے پالا پڑا ہے، مفتی صاحب میں چوری بھی کرتا ہوں، چوری کرتے ہو مفتی صاحب جیب سنبھالا کہیں کاٹ نہ لیجائے، مفتی صاحب شراب نوشی بھی،

ارے بھائی تو بولتا کیا ہے، کہا اے مفتی صاحب بس ایک چھوڑ دے باقی کی اجازت ہے کوئی جواس کی تمنا کو پوری کرے، ہے کوئی جو اس کی آرزو کی تکمیل کرے، مگر دوستو ایسا ہی ایک شخص آیا تھا بارگاہِ رسول میں اس نے بھی عرض کیا تھا کہ حضور چار عیب ہیں ایک ساتھ سب کی چھوڑنے کی طاقت نہیں رکھتا کوئی عیب چھڑا دیں تو نبی نے اسے مایوس نہیں کیا، کہا تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے، تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے، دوستو خوش ہوتا ہوا وہ نبی کی بارگاہ سے گیا، اب اگر وہ چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا، شراب کی حد نہیں لگائی جا سکتی، قانون ساز کی بارگاہ سے اجازت لے کر آیا ہے وہاں سے رخصت لے کر کے آیا ہے، مگر دوستو ہم بھی اس قانون ساز کی بارگاہ میں حاضر ہونگے اس نبی رحمت کے بارگاہ میں حاضر ہوں گے کہ اے اللہ کے رسول یہ بات سہی ہے آپ سب جانتے ہیں، آپ پر روشن ہے کہ عیب کی دو قسمیں ہیں مگر نگاہ شریعت میں صاحب نصاب کا زکوٰۃ نہ دینا عیب، مگر نگاہ شریعت صاحب استطاعت کا حج نہ کرنا عیب ہے، مگر چوری ساری دنیا اسے عیب کہتی ہے، بدکاری ساری دنیا کے خبائث میں سے ہے، مسلمان کس کی پناہ لے گا، مگر یہودی و نصرانی اعتراض کریں گے کہ کیسے نبی ہیں خبائث کی اجازت دیتے ہیں، کیسے نبی ہیں خبائث کو حرام فرمانے والا نبی خبائث کو جائز کہہ رہا ہے، نبی پاک نے اجازت اس لئے عطا فرمائی کہ اگر جھوٹ بولنا چھوڑ دیگا تو چوری کرنا بھی چھوڑ دیگا، جھوٹ بولنا چھوڑ دیگا، تو شراب پینا بھی چھوڑ دیگا۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(4)

علمِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْآنَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ

نام پر توحید کے انکار تعظیم رسول
کیا غضب ہے کفر کو کہتے ہیں جاہل احتیاط

رحمٰن جس نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا قرآن کی تعلیم دی یہ **علّم** کا لفظ یہیں نہیں استعمال ہوا صرف رسول ہی کو تعلیم نہیں دی ہے **عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا**۔ اللہ نے آدم کو سارے نام سکھا دیئے۔ **وعلمنٰه صنعة لبوس لکم**، حضرت داؤد کو زرہ بنانے کا فن سکھا دیا۔ **علمنه من لدنه علما** خضر کو میں نے اپنی طرف سے سکھا دیا علم لدنی دیدیا۔ تو جہاں جہاں تعلیم کا لفظ استعمال کیا گیا، کیا سکھایا وہ بھی بتا رہا ہے اور جب محبوب کے لئے بات آئی تو نہیں کہا کہ صرف نام سکھایا، کوئی فن سکھایا، کوئی ہنر سکھایا، یا کچھ اپنی طرف سے علم دیدیا بلکہ کہا **الرحمن علم القرآن** مطلب یہ ہے کہ سکھانے والے نے قرآن سکھایا، قرآن آخری کتاب، سب سے اونچے درجے والی کتاب، تو اسی کو سکھائی جائیگی جو آخری نبی ہو اس کتاب کے بعد اب کوئی کتاب آنے والی ہے اور نہ اس کے سیکھنے کے بعد کوئی نیا سیکھنے والا آئے گا۔ اس نبی جیسا کوئی سیکھنے والا بھی نہیں۔ جیسے درجات ہوتے ہیں نا، سکھا، نے کے اوقات ہوتے ہیں، درجات ہوتے ہیں، کلاس ہوتے ہیں اسی حساب سے سکھایا جاتا ہے۔ دیکھئے سب سے پہلے یہاں کے معلم حضرت آدم ٹھہرے ہیں سب سے پہلے نبی سب سے پہلے معلم، مگر ان کے سامنے جو قوم تھی وہ ابتدائی درجوں کو طۓ کر رہی تھی لھذا اس قوم میں قرآن کے نزول کی ضرورت نہیں تھی جیسے جیسے انسان ارتقا کرتا رہا وہ صحائف بڑھتے رہے۔

تعلیم وتبلیغ کا بنیادی فرق::

آسمانی ہدایتیں آتی رہیں اور جب انسان اپنے منتہائے کمال پہ پہنچا تو ہدایت بھی

اپنے منتہائے کمال پر پہنچ گئی، آپ خیال کرتے چلے جائیں ان علماء سے پوچھو ان کے پاس بھی بچے سیکھنے والے بہت آتے ہیں مگر وہ سمجھتے ہیں کہ بغدادی قاعدہ کیسے سیکھا جائے، بخاری کیسے پڑھائی جائے، جس کو بغدادی قاعدہ پڑھنا نہ آئے، اس کو بخاری نہیں پڑھاتے۔ اس کو یہ نہیں پڑھاتے دیکھتے ہیں کہ سیکھنے والا بھی کیسا ہے اور پائے کا سیکھنے والا ہے اُس کو ویسے ہی سیکھایا جائے۔ مگر ایک چیز اور ہم بتا دیں کہیں آپ دھوکا نہ کھائیں ایک ہے تعلیم اور ایک ہے اعلام ایک ہے سکھانا ایک ہے خبر دینا۔ اور جب تعلیم ہوتی ہے تو جس کی تعلیم ہوتی ہے وہ عالم بنتا ہے اور اعلام سے کوئی عالم نہیں بنتا۔ میں خبر ہی تو دے رہا ہوں۔ یہ میرا اعلام ہے تعلیم نہیں ہے اس لئے اعلام سے لوگ عالم نہیں بنتے تعلیم سے عالم بنتے ہیں۔ تعلیم کے لئے ایک ماحول ہوتا ہے ایک نصاب ہوتا ہے ایک درسگاہ ہوتی ہے خبر دینے سے کوئی عالم نہیں ہوتا، اعلام تو پہنچا دیا جس کو یوں سمجھ لو تبلیغ پہنچا دینا کوئی چیز کہہ دی آپ پہنچا دیا ہو گئی تبلیغ یہ ضروری نہیں کہ سمجھ کے پہنچایا یا بے سمجھے پہنچایا، مگر تبلیغ ہو گئی اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی جو تبلیغ کرتا ہے جس کو کرتا ہے وہ اُس سے زیادہ قابل ہوتا ہے وہ کام پہنچانے کا وہ جو اس نے تبلیغ کی سمجھا بھی نہیں اور جس کو تبلیغ کی وہ سمجھ گیا تو تبلیغ کا کام صرف پہنچا دینا ہے پہنچانے والے کے لئے سمجھنا بھی ضروری نہیں ہے اور تبلیغ کر کے ہم کسی کو عالم نہیں بناتے تبلیغ کا کام پہنچانا ہے۔ عالم تعلیم سے بنتا ہے تبلیغ سے نہیں بنتا تبلیغ کا حق عالموں کو ہے تبلیغ کا حق اولیاء کو ہے تبلیغ کا حق مجاہدین کو ہے مگر اچھی طرح سمجھ لو کہ ان کی بھی ایک عمومی تبلیغ ہے اس تبلیغ سے کوئی عالم نہیں بنتا تو جب ایسوں تبلیغ سے کوئی عالم نہیں بنتا تو جاہلوں کی تبلیغ سے کوئی کیا بنتا ہے۔

درود پاک۔۔۔

تو یہ تعلیم اور چیز ہے تبلیغ اور چیز ہے

جبرئیل سکھانے نہیں پہنچانے آئے تھے:

میں اور آپ کو قریب لے جانا چاہتا ہوں، یہ حضرت جبرئیل جو آئے ہیں تعلیم کے لئے آئے یا

تبلیغ کے لئے؟ آئے، پہنچانے آئے تھے کہ سکھانے؟ حضرت جبرئیل آئے پہنچانے، اس لئے لفظ بھی دیکھئے۔ **علم** علماء بیٹھے ہیں پوچھ لینا یہ ماضی کا صیغہ ہے اور سورۂ رحمن جو مکی ہے اور اس کے بعد بھی قرآن آنے والا ہے سارا قرآن اترنہیں گیا اسی پر مگر کیا کہا، **الرحمن علم القرآن** جو آیا وہ تو سیکھے ہی ہوئے ہیں جو نہیں آیا وہ بھی سکھا دیا۔ اس کو بتانا آسان قرآن ابھی پورا نہیں آیا مگر خدا نے سکھا دیا، قرآن ابھی پورا نازل نہیں ہوا مگر خدا نے سکھا دیا۔ یہیں سے پتہ چلا کہ حضرت جبرئیل سکھانے نہیں آئے تھے پہنچانے آئے تھے۔ سکھانے والا تو اللہ ہے جس نے اسے سکھایا۔ اور اس چیز کو اگر اور واضح طور پر آپ سمجھنا چاہیں تو یوں سمجھ لیں کہ جب مقطعات آیتیں حضرت جبرئیل لے کر آئے۔ الم، کھیٰعٓصٓ، حٰمٓ، عٓسٓقٓ جب آیت لے کر آئے تو حضرت جبرئیل عرض کرتے ہیں قٓ حضور نے کہا عَلِمۡتُ میں نے جان لیا حم عَلِمۡتُ میں نے جان لیا، الم، عَلِمۡتُ میں نے جان لیا، عٓ عَلِمۡتُ میں نے جان لیا، ص، عَلِمۡتُ میں نے جان لیا، پھر حضرت جبرئیل حیرت زدہ ہیں میں نے تو نہیں جانا لانے والا نہیں جانا کوئی دوسرا راز ہو کوئی اور حکمت ہو تو ہو۔

حروف مقطعات کی حکمت:

سنو حروف مقطعات کے لانے کی سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ دنیا یہ نہ سمجھے حضرت جبرئیل پڑھاتے آرہے ہیں، پہنچانا اور ہے پڑھانا اور ہے، آپ خیال کرتے چلے جائیں سرکار سب جان رہے ہیں میں نے جان لیا تو پہچانا مگر ایسے لوگ فوراً بخاری شریف کی حدیث یاد کر رکھی ہے موقع موقع کی باتیں وہ بھی یاد رکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل آئے پہلی وحی لے کر، پہلی وحی لے کر آئے نا، حضرت جبرئیل اور پھر کیا ہوا؟ کہا اِقۡرا ء۔ میں زیادہ بیان لمبا کردوں، نہیں۔ مطلب کی طرف میں آپ کو لے جاؤں گا اور واقعہ نگاری کچھ مقصود نہیں ہے۔ اقراء، تو حضور نے فرمایا مَآ اَنَاَ بِقَارِی ۔ حضرت جبرئیل پڑھانے آئے ہیں پڑھتے۔ اب اس کا ترجمہ لوگ کیا کرتے ہیں پہلے وہ سن لیجئے میں پڑھنا نہیں جانتا اور حضرت جبرئیل کیا کرتے ہیں

آپ کو دبوچ لیتے ہیں جب دبوچ لیئے، **فغشنی حتّٰی بلغ منی الجھد**، دبوچ لیا یہاں تک کے حضور تھک گئے، میں ان کی بات سنا رہا ہوں جن تک ہدایت کی تبلیغ ہوتی تعلیم نہیں ہوتی پھر چھوڑا اور چھوڑ کر **اقراء** پڑھئے، حضور نے کہا **ما انا بقاری**، پھر دبوچ لیا پھر چھوڑا پڑھئے۔ ایک بات میں پوچھتا ہوں آپ سے اس واقعہ کو یہیں روک دیجیئے حضرت جبرئیل کو پتہ تھا کہ یہ پڑھنا جانتے ہیں کہ نہیں جانتے، اگر ان کو پہلے ہی سے علم ہو کہ یہ پڑھنا نہیں جانتے تو پڑھنے کا مطالبہ وہ بھی فرشتہ وہ بھی سید الملٰئکہ، کسی جاہل سے ہم کہیں گے پڑھیے، کسی جاہل سے کوئی جاہل بھی نہیں کہتا کہ پڑھئے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ مجھے پتہ نہ ہو میں سمجھ رہا تھا آپ بڑے علامہ ہیں، میں نے آپ کو علامہ سمجھا اور کہا پڑھئے، آپ نے کہا میں پڑھنا نہیں جانتا پھر میں کہوں گا پڑھئے۔ تو اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ حضرت جبرئیل کو پتہ نہیں تھا کہ پڑھنا یہ جانتے ہیں کہ نہیں تو جب خود ہی حضور کہہ رہے ہیں میں پڑھنا نہیں جانتا تو پھر کہنے کا کیا مطلب کیا؟ اور پھر دبوچ بھی رہے ہیں چھوڑے پھر کہتے ہیں پڑھئے اور حضور کہتے ہیں کہ پڑھنا نہیں جانتا، اقرار بھی کر رہا ہے اس سے پڑھئے، پڑھئے کی تکرار کیوں پتہ چلا کہ فرشتہ جان رہا ہے کہ پڑھنا جانتے ہیں کوئی اور وجہ ہے جو نہیں پڑھتے۔ اب میں ان کے خیالات کا اظہار کروں جن کی اس حدیث کی تعلیم ہوئی صرف تبلیغ نہیں ہوئی حضرت جبرئیل جب آئے تھے تو کہاں آئے تھے غارِ حرا اور حضور وہاں کس لئے گئے تھے خدا کی تسبیح میں، جمال حق کے مشاہدے میں غرق ہیں، جمال الٰہی میں گم، اب ایسے وقت میں حضرت جبرئیل آئے ہیں اور کہتے ہیں پڑھئے، سرکار اپنی توجہ وہاں ہٹانا نہیں چاہتے۔ اب توجہ کو ہٹانے کے لئے حضرت جبرئیل دبوچ رہے ہیں، تو اسے اچھی طرح سمجھو پوچھ رہے ہیں اسکا ترجمہ سنو **فغشنی حتّٰی بلغ منی الجھد**، حضرت جبرئیل نے مجھے دبوچا اتنا دبوچا کہ حضرت جبرئیل اپنی انتہائی کوشش تک پہنچ گئے، یعنی حضرت جبرئیل تھک گئے، جبرئیلی طاقت تھک گئی بشریت مصطفی کی توجہ نہ ہٹی، رب کے مشاہدے میں غرق تھے۔ پھر حضرت جبرئیل نے سمجھا

کہ جس رب کے مشاہدے میں غرق ہیں اس کا نام لئے بغیر کام نہیں چلتا، **اقراء باسم ربک** جس رب کے جمال میں غرق ہیں اسی رب کے نام سے پڑھئے، پڑھنا شروع کردیا تو معلوم یہ ہوا ایسا نہ سمجھا کہ انہیں پڑھنا نہیں آتا تھا انہیں پڑھنا بھی آرہا ہے اور اچھی طرح سے سمجھ رہے ہیں ایک بات اور بھی ہے وحی کا معاملہ ایسا ہے کہ پہلے ہی سے اگر کوئی نہ سمجھے کچھ بھی نہیں سمجھ سکتا اس لئے کہ وحی کے آنے کے طریقے ہیں بخاری شریف ہی کے اندر ہے، اس میں ایک طریقہ اور ہے، **مثل سلسلة الجرس**، جیسے گھڑیال کی آواز، گھڑیال کی آواز سے کسی کلام کو اخذ کرنا گھنٹی بجے اور کلام آپ سمجھ لو تو اگر پہلے سے ٹریننگ نہ ہو پہلے سے واقفیت نہ ہو ہر لہر کا مطلب نہ بتایا جائے، ہر آواز کا معنی نہ پہلے سے سمجھایا جائے، آپ سمجھ سکیں گے؟ نہیں سمجھ سکتے۔ ارے آپ نہیں دیکھتے یہ ٹیلیگراف آفس کے اندر ادھر سے بھی کھٹ کھٹ، اُدھر سے بھی کھٹ کھٹ، اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا مگر اس کھٹ کھٹ کو وہ سمجھ رہا ہے کہ کیا آرہا ہے۔ مگر آپ نہیں سمجھ پائیں گے، پہلے سیکھ لو کہ ہر ہر ٹھوکر کا عنوان کیا ہے، اس کا معنی کیا ہے، یہاں سے اشارہ کیا وہاں سمجھ لیا، تو راز کی بات کچھ ایسی ہی ہوتی ہے پہلے سے سمجھا بوجھا کر معاملہ ہو تو کچھ اور ہوتا میں نے یہ اپنے گھر پر کہہ دیا میں احمد آباد میں رہوں گا کچھ حالات ایسے سامنے تھے اگر اس طرح کے حالات ہونگے تم ٹیلیگرام کر دینا، ٹیلیگرام میں زیادہ الفاظ اگر استعمال کروگے اس کی ضرورت نہیں ہے، ٹیلیگرام میں تم فرسٹ کہہ دینا میں سمجھ لوں گا، یہ حالات ہیں تم سکینڈ کہہ دینا میں سمجھ لوں گا، یہ حالات ہیں تم تھرڈ کہہ دینا میں سمجھ لوں گا یہ حالات ہیں اب وہاں آیا ٹیلیگرام اس فرسٹ میں، تو جس کو دیا گیا اس نے بھی فرسٹ کیا کچھ نہیں سمجھا جس نے وصول کیا اس نے بھی فرسٹ کردیا، کچھ نہیں سمجھا جو لے کے آیا وہ بھی کچھ نہیں سمجھا اور جس کے سامنے آیا وہ سمجھ گیا۔

جبرئیل امین اجرائے قانون کے لیے آئے:

ذرا سا آپ خیال کرتے چلے جائیں معلوم ہوا راز کی بات کچھ ایسی ہی ہوتی ہے کہ کسی کے

ساتھ بھیجا جائے تو وہ سمجھ نہ پائے۔ تو تعلیم حضرت جبرئیل کے سکھانے پر نبی کی تعلیم موقوف نہیں تھی، خدا نے سکھایا، حضرت جبرئیل تو اجرائے قانون کے لئے آئے اگر حضرت جبرئیل نہ لاتے تو ساری ہدایات کو رسول اپنی زبان سے ادا کر سکتے تھے مگر اسے خدا کا کلام کس بنیاد پہ کہا جاتا، اس لئے حضرت جبرئیل اجرائے قانون کے لئے آئے۔ اچھی طرح سے سمجھ لو علم القرآن، اچھا ایک بات بتاؤ قرآن سب سِکھایا نا، آدھا سِکھایا کہ پورا سِکھایا؟ پورا سِکھایا۔ کس نے سِکھایا؟ خدا نے سِکھایا، کس کو سِکھایا؟ مصطفی کو سِکھایا، یاد رکھو علم کامل کب ہوتا ہے؟ علم کامل اس وقت ہوتا ہے جب سِکھانے والا کامل، سِیکھنے والا کامل اور جو کتاب سِکھائی جائے وہ کامل اور تیسری بات یہ ہے کہ سِکھانے والا شفقت والا ہو، محبت والا ہو تو اس کی محبت بھی کامل تو سِکھانے والا رحمٰن سِیکھنے والے مصطفٰی اور جو چیز سِکھائی جا رہی ہے وہ قرآن۔

قرآن کیا ھے؟

قرآن، تو اب علم کے ناقص ہونے کا سوال ہی نہیں اب قرآن کیا ہے؟ وہ آپ سوچیں ویسے علماء سے کہو گے تو یہ قرآن کا دو مادہ بتائیں گے کہ قرآن کس لفظ سے نکلا ہے قرن سے بھی قرء سے بھی، قرء سے اگر کہو تو قرآن اور قرن سے تو قرآن، مگر قرآن بھی ہے اور قرآن بھی ہے قرن کس کو کہتے ہیں ملانا ملنا، چند چیزیں مل جائیں مَقْرُوْنَ ہو جائیں۔ تو قَرْنَ کہتے ہیں ملنے کو اب یہ قرآن کیوں ہے؟ اس حیثیت سے یہ تمام علوم کا مجموعہ ہے یا یوں کہیں کہ لوحِ محفوظ کے علوم کا مجموعہ یا تیسری شکل یہ کہ سارے انبیاء کے علوم کا مجموعہ لوحِ محفوظ ہے بالکل ایسے مقدمات سامنے رکھو جس کو کوئی کاٹ نہ سکے، **ما من غائبة فی الارض ولا فی السماء الافی کتاب مبین**، دنیا میں کوئی بھی چیز زمین وآسمان میں کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں جو لوحِ محفوظ میں نہ ہو تو ساری کائنات لوحِ محفوظ میں اور لوحِ محفوظ کہاں؟ تو قرآن نے کہا **تفصیل الکتاب لاریب فیه** یہ قرآن لوحِ محفوظ کی تفصیل ہے۔، اس میں کوئی شک کی گنجائش ہی نہیں۔ تو ساری کائنات لوحِ محفوظ میں اور لوحِ محفوظ قرآن کریم میں اور قرآن

کریم علم رسول میں تو سارا غیب و حاضر لوحِ محفوظ میں، لوحِ محفوظ قرآن میں، قرآن علم رسول میں، نتیجہ یہ ہوا سارا غیب و حاضر سب علم رسول میں، سارے علوم کے جامع جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ مگر آپ کہیں گے ہم تو نہیں دیکھے سب اس میں ہے، کہا ہاں ہے۔

نقطے میں سب ھے:

اب یہ سناؤں تو اور بھی آپ حیرت میں پڑ جائیں گے اور سورۂ فاتحہ میں جو کچھ ہے وہ سب **بسم اللہ الرحمن الرحیم** میں اور **بسم اللہ الرحمن الرحیم** میں جو کچھ ہے وہ سب بسم اللہ کی ’’ب‘‘ میں اور بسم اللہ کی ’’ب‘‘ میں جو کچھ ہے وہ سب ’’ب‘‘ کے نیچے والے نقطے میں۔ نقطہ بڑھا ’’ب‘‘ بن گیا، ب بڑھا بھی تو **بسم اللہ الرحمن الرحیم**، وہ بڑھا تو سورۂ فاتحہ، وہ بڑھا تو پورا قرآن۔ قرآن کا خلاصہ سورۂ فاتحہ، سورۂ فاتحہ کا خلاصہ تسمیہ، تسمیہ کا خلاصہ ب، ب کا خلاصہ وہ نقطہ۔ آپ اور حیران ہو جائیں گے اس نقطے کو تو ہم دو نقطے بھی نہیں دیکھ پاتے، پورا قرآن کہاں سے نظر آئے گا، نقطے میں کیا ہوتا ہے یہ سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے، نقطے میں کیا ہوتا ہے مگر کیا بتاؤں بالکل نچلی سطح سے میں اتر کر بات سمجھانا پڑے گا کہ یہ تو جس ڈھنگ سے میں کہہ رہا ہوں وہ کیا کوئی سمجھے گا، ہندوستان کا نقشہ کبھی آپ نے دیکھا، بنا ہوا دیکھا کہ نہیں! اچھا دیکھا، اس میں کیا ہے؟ یہ بمبئی ہے، یہ دہلی ہے، مدراس ہے، کلکتہ ہے، یہ بنگلور ہے۔ ایک ایک نقطے کا نام آپ نے کیا رکھا یہ بمبئی ہے، یہ دہلی ہے، یہ وہ ہے، اب کوئی یہ کہے کہ اس نقطے کی اگر میں تشریح کروں تو پوری کتاب تیار ہو جائے یہ کون کہہ سکتا ہے یہ وہی کہہ سکتا ہے جو بمبئی کی سیر کر چکا ہو، جو بمبئی والے نقطے کی سیر کر چکا ہو، جو دہلی والے نقطے کو دیکھ چکا ہو، وہ کہے اگر ہم دہلی میں اسی نقطے کے اندر لال قلعہ بھی ہے، اسی نقطے کے اندر گیٹ آف انڈیا بھی ہے، اسی نقطے کے اندر پارلیمنٹ میں بھی ہے، آپ حیران ہو جائیں گے کہ ایک ایک نقطے میں کیا کیا دیکھ رہا ہے، اس نقطے میں یہ کیا کیا دیکھ رہا ہے، یہ

اس لئے دیکھ رہا ہے کہ یہ گھوم چکا ہے تو کتاب الٰہی یہ غیب کی کتاب ہے اس کے ہر نقطے کے نیچے غیب کی ایک دنیا چھپی ہوئی ہے یہ تم نہیں جانو گے یہ وہ جانے گا جو اس نقطے کی سیر کر چکے ہیں۔

درود پاک۔۔۔۔

نقطہ ہی سب ہے:

میں ایک اندھے سے کہا، کیا؟ کہ اتنا بڑا میرا سر ہے اس میں ایک چھوٹی سی آنکھ ہے اس آنکھ میں پُتلی ہے، اس میں ایک کالا سا نقطہ ہے، اس نقطے میں پورا پہاڑ، اس نقطے میں دریا، اس نقطے سے اتنا بڑا مجموعہ آنکھ سے آپ دیکھتے ہو نا اسی نقطے میں تو سب ہے اس لئے کہ یہ سارا مجموعہ اگر اس نقطے میں آئے نہ تو دیکھو گے کیسے۔ تو اسی چھوٹے سے نقطے میں اتنا بڑا مجمع اسی چھوٹے سے نقطے میں اتنا بڑا پہاڑ، اسی چھوٹے سے نقطے میں اتنا بڑا آسمان، میں نے جب اندھے سے کہا تو اس نے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا، آنکھوں پہ ٹھہرایا، اتنی بڑی آنکھ ہے اس میں پہاڑ کہاں سے آئیگا، ایک چوہا تو آ نہیں سکتا اتنا بڑا مجمع کہاں سے آئیگا، کیا میں اس اندھے کو سمجھا سکوں گا! نہیں سمجھا سکتا میں یہی کہوں گا اے اندھے تو اندھا ہے اگر یہ میری نگاہ کا نقطہ تیری نگاہ کا نقطہ ہوتا تو خود ہی دیکھ لیتا کہ اس نقطے میں کیا کیا ہے۔

درود پاک۔۔۔۔

بسم اللہ کی با کا نقطہ:

تو سمجھنے کی بات ہے اور اس نقطے کی بھی، اس وقت حضرت علی بھی یاد آ گئے، انہوں نے کہا، **انا النقطة تحت البا**، ب کے نیچے کا نقطہ میں ہوں، حضرت علی نے کہا ب کے نیچے کا نقطہ تو میں ہوں، کیا مطلب؟ میں اجمال ہوں پورے قرآن کا، مجھے پھیلا دیا جائے بسم اللہ تیار ہو جائے، بسم اللہ کو پھیلا دیا جائے تو سورۂ فاتحہ بن جائے، سورۂ فاتحہ کو پھیلا دیا پورا قرآن، قرآن سمیٹا جائے سورۂ فاتحہ، سورۂ فاتحہ کو سمیٹا جائے تسمیہ، اس کو سمیٹا جائے تو ب ،

ب کو سمیٹا جائے تو نقطہ اور نقطہ علی، تو وہ نقطہ جب علی ہیں یعنی جتنے علوم ہیں حضرت علی کے سینے میں، تو میں یہ سوچ رہا ہوں کہ جس کا نقطہ علی ہوں اس کے نبی کی کیا شان ہوگی۔

درودِ پاک۔۔۔

تمام انبیا کا علم حضور کے پاس:

آپ خیال کرتے چلے جائیں قرآن سکھایا تو یہ تمام لوحِ محفوظ کا اجمال اور اگر آپ کہتے ہیں انبیاء کے علوم کا اجمال تو بلکل ایسے سمجھو ہر انسان کے پاس روح تو ایک ہی ہے نا، ہے بڑی مضبوط، مگر تمہارے جسم میں آ کے محتاج بن جاتی ہے، کان آنکھ ناک زبان ہر ایک کے پاس کچھ نہ کچھ علم ہے کہ نہیں، یہ کان، خدا نے ہمیں بہت سارے عالموں میں پیدا کیا اور بعض عالموں کو جاننے کے لئے کچھ چیزیں دے رکھی ہے ایک عالم وہ ہے جس کو ہم کان کے ذریعے معلوم کرتے ہیں عالم آواز کہہ لیجیئے، یہ اچھا یہ بُرا اور ایک عالم وہ ہے جس کو ہم نگاہوں کے ذریعے پتہ لگا لیتے ہیں اچھی صورت بُری صورت ایک عالم وہ ہے جس کو ہم قوت ذائقہ سے پتہ لگاتے ہیں پتہ تو ہر ایک کے لئے الگ الگ ذریعے ہے نا، جاننے والی وہی ایک روح ہے تو کچھ علوم وہ ہیں جو کانوں کے ذریعے ملتے ہیں، کچھ علوم وہ ہیں جو آنکھوں کے ذریعے ملتے ہیں، کچھ علوم وہ ہیں جو زبان کے ذریعے ملتے ہیں، کچھ علوم وہ ہیں جو قوت لامسہ کے ذریعے ملتے ہیں، تو سب چیزیں الگ الگ ذریعہ جو کان کا علم ہے آنکھ کو اس کا پتہ نہیں، اور جو آنکھ کا علم ہے کان کو اس کا پتہ نہیں، جو زبان کا علم ہے وہ تمہارے قوت لامسہ کو اس کا پتہ نہیں، ہر ایک کا الگ الگ علم۔ مگر یہ سارے علوم روح میں جا کے جمع ہو گئے کان کے ذریعہ آئے تو روح جان لے، آنکھ کے ذریعہ آئے تو روح جان لے، زبان کے ذریعہ آئے تو روح جان لے، زبان کے علم کو کان بھی نہیں سمجھ سکتا، اس لئے تو ہم کہتے ہیں جو آنکھ سے دیکھتے ہو وہ کان کے لئے غیب اور جو تم کان سے سنتے ہو وہ آنکھ کے لئے غیب، جو زبان سے چکھتے ہو وہ دماغ کے لئے غیب جو دماغ سے سوچتے ہو وہ زبان کے لئے غیب، تو

اب ہر چیز ایک دوسرے کے لئے غیب مگر یہ سب کے سب روح کے سامنے حاضر یہ سارے علوم جو ہیں روح کے سامنے حاضر، وہ کان کا علم ہو زبان کا ہو آنکھ کا علم ہو پیر کا علم ہو مگر روح کی بارگاہ میں سبھی حاضر ہیں۔ تو نبی کی شان یہ ہے جیسے روح کی ہے اور سارے انبیاء گویا اعضاء ہیں تو علم آدم ہو کہ علم خلیل ہو، کہ علم مسیح ہو کہ علم موسیٰ ہو، کوئی بھی علم ہو رسول کے سامنے سب حاضر ہیں۔ درودِ پاک۔۔۔

قرآن علوم انبیا کا مجموعہ:

سارے علوم جو انبیاء میں منتشر تھے وہ رسول کی بارگاہ میں سب حاضر ہیں۔ یہ قرآن جو ہے وہ انبیاء کے علوم کا مجموعہ میں کچھ اصلاحی رخ پر بھی آپ کو لے جانا چاہتا ہوں۔ **خلق الانسان علمه البیان**، اس کی تفسیریں تو کوئی ایک ہیں اور ہر ایک پر مفصل گفتگو شاید تھوڑے سے وقت میں نہ کی جا سکے مگر تھوڑا تھوڑا اشارہ کروں گا۔ ایک تو یہ ہے کہ انسان سے مراد حضرت آدم ہیں اور ایک عام انسان کو پیدا کیا پہلی تفسیر یہی ہے کہ انسان سے مراد عام انسان اور بیان سے مراد قوت گویائی۔ ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ اسے نطق دیا، اس کو بیان کی طاقت دی، قوت گویائی عطا فرمائی، ایک تو یہ ترجمہ ہوا۔ دوسرا ترجمہ کہ انسان سے مراد حضرت آدم اور بیان سے مراد علم اسماء، ناموں کا علم ہم نے دیا اور تیسرا یہ کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ انسان سے مراد انسانیت کی جان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان کامل اور بیان سے مراد، ما کان و مایکون کا بیان۔

تخلیق انسان اور مٹی:

تیسری تفسیر یہ ہے ہر تفسیر پر آپ غور کریں، چلئے وہیں لے چلیں، کہ انسان سے مراد عام انسان تو خدا کی قدرت کی شان دیکھو انسان کو خدا نے بنایا، کس سے؟ مٹی سے۔ کبھی آپ نے اس کی حقیقت پر غور کیا! زمین سب سے نچلی چیز، کمترین عاجز، اس کو آپ روندتے ہوئے چلے جاتے ہیں کچھ نہیں بولتی، خاکساری کی انتہا یہ ہے کہ آپ اس پر غلاظت پھینکتے ہیں تو

شکایت نہیں کرتی، ایسی خاکسار بلکہ میں آپ کو بتاؤں بولنا تو بڑی بات ہے آپ غلاظت پھینکتے ہیں تو یہ آپ کو پھل دیتی ہے، میوہ دیتی ہے، جتنی زیادہ غلاظت پھینکو، اتنا زیادہ میوہ لے لو۔ کیسی صابر ہے اور کیا انداز ہے اس کا تم زیادتی کرو اور اس کا بدلا وہ یہ دیدے جتنا زیادہ کھاد لوگ ڈالتے ہیں کھیتوں میں وہ غلاظت ہی تو پھینک رہے ہیں، جتنی زیادہ کھاد اتنی ہی زیادہ پیداوار، وہ یہ نہیں کہتی تم ہم پر غلاظت پھینکتے ہو ہم تم کو کچھ نہیں دیں گے۔ ہم خاکساری کا مظاہرہ کریں گے، ہم تمہارے ظلم وستم کا جواب ہم اپنے احسان سے دینگے، تم زیادتی کرو گے تم ہمارے اوپر زیادتی کرو ہم تمہاری بھوک مٹائیں گے، تم ہمارے اوپر آ کر غلاظت لا کر پھینکتے ہو ہم تمہیں پانی دے کر تمہاری پیاس مٹائیں گے۔

زمین آسمان سے بھی عظیم تر:

ذرا سا آپ دیکھو تو اس کی خاکساری کا جب یہ انداز دیکھا قدرت نے تو اس کو وہ مقام دیا، وہ مقام دیا کہ انبیاء کے رہنے کی جگہ بن گئی، اس کی خاکساری کو وہ درجہ ملا، وہ درجہ ملا کہ مکہ، مدینہ اسی زمین پر ہے، بیت المقدس اسی زمین پر ہے، کعبہ اسی زمین پہ ہے، گنبد خضریٰ اسی زمین پہ ہے اور اسی زمین پہ ایک ایسا بھی حصہ ہے جو عرش سے بھی افضل ہے، آسمانوں سے بھی افضل ہے، لوح وقلم سے بھی افضل ہے، اور وہ حصہ وہ ہے جہاں پر ہمارے سرکار آرام فرما رہے ہیں۔ اور جسم رسول سے جو حصہ لگا ہوا ہے وہ کعبے سے بھی افضل ہے اور عرش سے بھی افضل ہے۔ ایک بات خیال کرنا میں کس حصہ کی بات کر رہا ہوں بس اس حصہ کی بات کر رہا ہوں جو جسم رسول سے لگا ہے مگر جزء رسول نہیں ہے، جسم سے لگنے سے یہ مقام ہوا کہ عرش سے افضل تو خاک کے وہ ذرّے کتنے مقدر والے ہوں گے جو بشریت مصطفی کا خمیر بن گئے، ان کے مقدر کی بات ہے اس لئے قدرت نے فیصلہ کیا۔

جسم محمدی ہی روح محمدی کا برزخ ہے:

دیکھو ایک بات سوچو جب کوئی مرتا ہے روح کہاں جاتی ہے؟ عام طور سے آپ جانتے ہیں

عالم برزخ میں، پھر کہاں رہے گی؟ جیسا مناسب مقام ہوگا ویسے رہے گی، **اعلی علیین** سے **اسفل السافلین تک**، جیسی روح اس کے احسان کے مطابق، جس جگہ اس کو وہاں رکھ دیا جائے گا یہ تو بات سمجھی بوجھی ہے نا، اب سوال یہ پیدا ہوا جب روح مصطفی نکلی ہوگی تو اب وہ کونسی جگہ ہے جو اس روح کے لائق ہو! اگر آپ سوچتے سوچتے کہیں عرش معلیٰ، وہاں تو حضور کے قدم پہونچے ہیں وہ روح کے لائق نہیں ہے، اگر آپ نے جنت کہا تو جنت میں تو سب غلام رہیں گے، روح مصطفی کے لائق کون؟ جسم کا وہ حصہ، زمین کا وہ حصّہ جو جسم رسول سے لگا ہوا ہے وہ عرش سے افضل تو اب روح کے لائق کونسی جگہ ہے؟ خدا نے پوری کائنات میں وہ کونسی جگہ بنائی ہے جو روحِ مصطفی کے لائق ہو؟ جواب ملے گا جس جسم میں تھی وہی اس کے لائق ہے تو جسم محمدی ہی روح محمدی کا برزخ ہے۔ درود پاک۔۔۔

اھلِ زمین خوش قسمت ھیں:

ذرا سا آپ خیال کرتے چلے جائیں اللہ کا کیا احسان ہے کہ سرکار کو یہ زمین پہ رکھا گیا زمین والوں کا مقدر اونچا ہوگیا، میں آپ کو بتاؤں آپ تو بار بار سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں نا کوئی روک ٹوک جس کو جتنا توفیق ہوئی، استطاعت ہوئی پہنچ گیا اور پھر جب مدینے میں حاضر ہوتا ہے تو پانچ وقت سرکار کی بارگاہ میں آتا ہی ہے اور شوق وذوق نے چاہا تو بار بار حاضر ہوتا ہے، یہ تمہارے مقدر کی بات ہے۔ مگر فرشتوں کا حال یہ ہے ترستے رہتے ہیں، فرشتے ترستے رہتے ہیں، ایک بار جس کو اجازت مل گئی آج تک نہ مل سکے، دوبارہ حاضری کی اجازت نہ مل سکی، تو تم تو اتنے مقدر والے ہو کہ سرکار یہاں پر رونق افروز ہیں اگر آسمان پر ہوتے تو ہم کیا کرتے! اگر آسمان پر سرکار کا روضہ ہوتا تو کیا کرتے! مگر ہمارے سرکار ہمارے قریب ہیں زمین کا مقدر بلند ہے، زمین ناز کرتی ہے، کہیں آتش کدے میں کوئی باغیچہ لگا کسی آتش کدے میں کوئی پھلواری کسی آتش کدے میں کوئی نہر کسی آتش کدے میں کوئی مکان ارے آگ کا کام تو جلانا ہوتا ہے خاکساری میں سب کچھ ہے اسی

لئے جو لوگ مغرور ہیں اور علم کا غرور رکھتے ہیں ان کے غرور کی آگ ان کے عمل کو جلا ڈالے گی۔ درود پاک۔۔۔۔۔

چھوٹی سی زبان کا کمال:

تو خدا نے تمہیں زبان دیا ہے اور دیکھئے آپ نے ناپا ہے کبھی اپنی زبان کو کتنی بڑی ہے؟ چھوٹی سی زبان اور اس کے اعتبار سے زیادہ بھینس کی زبان دیکھو، بیل کی دیکھو، اتنی بڑی مگر چھوٹی زبان حمد الٰہی کرتی ہے، نعت مصطفی پڑھتی ہے، تلاوت قرآن کرتی ہے اور وہ بڑی زبان اتنی بڑی زبان کرنے کے لائق کوئی کام نہیں، سوائے گھاس چبانے کے اور تمہاری اتنی چھوٹی زبان حافظ قرآن، اتنی چھوٹی سی زبان نعت مصطفی پڑھے حمد الٰہی کرے فرشتے تمہاری حمد کو دیکھیں اور رشک کریں، اتنی چھوٹی سی زبان۔ مگر دوستو جب تک، اس لئے کہتے ہیں یہ حمد الٰہی یہ نعت مصطفی اور جائز باتیں باتوں کا بولنا یہ زبان کا زیور ہے، یہ زبان کی زینت ہے جس کے پاس یہ نہیں زبان ہے مگر کوئی آراستگی نہیں ہے، کوئی اس کے اندر سجاوٹ نہیں یہی زبان جب ٹھکانے سے چلے تو زبان اور تیز چلے تو مشکل ہے، جب تیز چلے تو نقصان ہی نقصان، زیاں ہی زیاں، آپ دیکھیں قدرت کا انتظام دیکھیں زبان اتنی اہم ہے اور اس کو ایک ہی دیا، ہاتھ دو، آنکھ دو، کان دو، ناک کے سراخ دو، پیر دو، زبان ایک، کام اس سے زیادہ لینا وہ ایک ہی ہے اور لطف کی بات دیکھو کہ ہاتھ کو بھی بے حجاب کر دیا، پیر کو بھی بے حجاب کر دیا، آنکھ بھی سامنے، کان بھی سامنے، ناک بھی سامنے، زبان اندر بند کر دیا، پہرا رکھ دیا دروازہ اور صرف دروازے ہی پہ اکتفاء نہیں کیا بتیس (۳۲) دانت کا پہرا دیا سپاہی بھی کھڑے ہیں سنبھل کے چلنا ہے ۳۲ دانت کے سپاہی بھی لگے ہوئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس پر کنٹرول زیادہ کرو یہ بگڑتی ہے تو بہت زیادہ بگڑ جاتی ہے، یہ بنتی ہے تو بہت بنتی ہے، یہ زبان ملانا بھی جانتی ہے یہ زبان کاٹنا بھی جانتی ہے، سارا اختلاف یہی زبان پیدا کرتی ہے، سارا جھگڑا یہی زبان پیدا کرتی ہے، اتحاد و اتفاق یہی زبان پیدا کرتی ہے۔ تو اس کو حفاظت

میں رکھواس کو کنٹرول کے اندر رکھواور ہم آپ کو بتا دیں جب آپ کسی سے لڑنے جاتے ہیں تو پہلے ہاتھ نہیں چلتا پہلے زبان چلتی ہے اور پھر وہی زبان آپ کے ہاتھ کو چلاتی ہے اور پھر وہی زبان آپ کو جوش دلاتی ہے آپ کے ہاتھ کو بھی آپ کے پیر کو بھی آپ کے دل و دماغ کو بھی چھُپ کر کے خود چھُپی ہوئی ہے چالاکی دیکھو ہاتھ پیر کو دوڑا رہی ہے اور ادھر حملہ آتا ہے تو خود بچی ہے ہاتھ پیر ٹوٹ رہا ہے خود بچی ہوئی ہے کتنی چالاک ہے ذرا سا آپ دیکھو لڑا بھی رہی ہے اپنے کو بچا بھی رہی ہے اور لڑنے والا ایسا تو کرتا نہیں کہ پہلے پٹخ کے زبان ہی کھینچ لے۔ درودِ پاک۔۔۔۔

تو یہ زبان کا عجیب حال ہے! مگر خدا کی قدرت تو دیکھو اتنی چھوٹی سی زبان اگر کچھ ہو اسی زبان سے اگر گرنا چاہو تو اتنا گر جاؤ کہ شیطان بھی تم سے شرم کرے ایسی زبان اگر بڑھنا چاہو تو اتنا بڑھ جاؤ کہ فرشتے بھی محبت سے دیکھنے لگیں تو یہ خدا کی شان دیکھو اس کی قدرت دیکھو اور دوسرے تفسیر کی روشنی میں اس نے حضرت آدم کو پیدا کیا اسماء کی تعلیم دی اور اس دنیا میں بھیجا اپنے خلافت کے مسند پر بیٹھایا، کرامت کا تاج پہنایا، مسجودِ ملائک بنایا ، اسی دھرتی پر رکھ کر کے ان کو عزت و شرافت سے نوازا، نام کی تعلیم کس کو دی؟ حضرت آدم کو، براہِ راست دیا، یہ نہ سمجھنا کہ فرشتوں کہ ذریعہ دیا، اس لئے کہ فرشتوں کے ذریعے خدا بتاتا تو فرشتے کو علم ہوتا کہ نہیں ہوتا اور فرشتوں ہی کے سامنے مقابلہ ہو رہا ہے، نام بتاؤ! سارے فرشتے خاموش اور حضرت آدم سے کہا بتانا شروع کر دیا الفاظ دیکھیں، **فلما انباءھم** یہاں حضرت آدم نے بھی فرشوں کو انبا کیا ہے تعلیم نہیں دی صرف پہونچایا، تعلیم نہیں دی ہے، اس تعلیم کو اپنے ساتھ ہی خاص رکھا۔ دورود پاک۔۔۔

علم مصطفیٰ ﷺ

اور اس کے بعد جب جناب سرکار رسالت کی بات آ گئی ان کو، **ما کان و ما یکون** کہا کے اپنے محبوب کو پیدا کیا اور جو کچھ ہوا جو کچھ ہوگا سب دے دیا، **ما کان و ما یکون**، شیخ

صاحب نے اعتراض کیا؟ اعتراض کیا، کیا؟ کہ صاحب! متشابہات، مقطعات کا علم تو خدا کے سوا کسی کو نہیں، **ما یعلم تاویلہ الا اللہ**، اللہ کے سوا تو کسی کو علم ہی نہیں۔ اتنا نہیں سمجھے کہ وہ جس قرآن سے انہوں نے یہ آیت نکالی ہے سمجھنا اسی قرآن کا تو وہ حصہ ہے نا تو مقطعات متشابہات قرآن ہے کہ نہیں اور قرآن کہہ رہا ہے۔ **الرحمن علم القرآن**، خدا نے جب سارا قرآن سکھا دیا تو مقطعات، متشابہات نکلے کیسے! یا تو کہو یہ قرآن نہیں اور اگر قرآن ہے تو علم رسول میں ہے۔ ارے نادان! تو نہیں جانتا، **ما یعلم تاویلہ الا اللہ** میں خدا نے اپنے علم کا ذکر کیا ہے اور **علم القرآن** میں اپنی تعلیم کا ذکر کیا ہے۔ درودِ پاک۔۔۔۔

ذرا سا آپ خیال کریں ایک بات اور بھی سن کر لوگ حیران ہوجاتے ہیں کہ جب ہم کچھ سمجھ بھی نہیں پائے تو اس کو نازل کرنے کی ضرورت ہی کیا؟ مقطعات و متشابہات، بھئی ہمارے لئے تو محکمات تھے نا وہی نازل کر دیتے فرصت ملتی، کیا مقطعات؟ بھئی سمجھنا بھی نہیں ہے اور پھر بھی قرآن میں داخل کیوں نازل کیا گیا۔ تو میں کہتا ہوں ارے بیوقوف! قرآن تیرے اوپر نازل نہیں ہے جس پر نازل ہے وہ سمجھتا ہے تو کیوں پریشان ہو رہا ہے! جس پہ نازل ہو وہ نہ سمجھے تو بات سمجھ میں آئے کہ ضرورت تھی نازل ہونے کی مگر وہ تو سمجھتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

نبی کی کئی صورتیں:

دوستو! راز کی بات ہر ایک کو نہیں سمجھائی جاتی۔ نبی کی ایک صورت بشری ہے، نبی کی ایک صورت ملکی ہے، نبی کی ایک صورت حقی ہے۔ حقّی وہاں جہاں فرشتوں کا بھی گزر نہیں، نبئ مرسل کی بھی گنجائش نہیں، **لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک المقرب ولا نبی مرسل**، وہ حقیقی صورت تو نبی کی کئی صورتیں ہوئی نا، صورت بشری بھی ہے، صورت ملکی بھی ہے، صورت حقّی بھی ہے تو قرآن کی کچھ آیتیں صورت بشری کے لئے ہے، کچھ صورت ملکی کے لئے ہے، کچھ صورت حقّی کے لئے ہے۔ درود پاک۔۔۔۔

قرآن کا ماننے والا مومن ہے:

تو آپ کہیں گے صاحب ٹھیک ہے جب نبی ہی کے لئے تھا تو کتاب نبی بنا کے الگ رکھ لیتے ہمیں وہی دیتے جو ہمارے لئے ہے نہیں۔ دوستو ضرورت تھی کہ وہ بھی دیں نبی دیں تا کہ تم اس کو مانو ایمان لاؤ، مقطعات ومتشابہات کو اس لئے رکھا گیا ہے کہ تمہارے ایمان کا امتحان ہے، کیا تم قرآن کی وہی بات مانو گے جو سمجھو، کیا تم قرآن کی وہی بات مانو گے جو تمہاری عقل میں آئے اور جو عقل میں نہ آئے وہ نہ مانو گے! تو تم نے قرآن کو کب مانا ؟ اپنی عقل کو مانا، عقل کو ماننے والا مومن نہیں ہے قرآن کو ماننے والا مومن ہے۔ درود پاک۔۔۔۔

عالم ماکان ومایکون:

تو بات یہ چل رہی تھی، کہا بھئی! تو جتنا خدا کو علم ہے وہ تم نے مصطفیٰ کے لئے مان لیا؟ بیوقوف! تو ماکان ومایکون نہیں سمجھ سکا! پوچھو کان ویکون ان دونوں کا تعلق کُن سے ہے مصدر کُن ہے، ماکان ومایکون جس پر کان کا اطلاق ہو سکے تو ابتداء کائنات سے انتہائے کائنات۔ کیا اتنا ہی خدا کو علم ہے ارے بھائی ان کو تو یہ شکایت ہے کہ مصطفیٰ کو لوگ خدا سے ملاتے ہیں اور ہم کو کیا شکایت ہے خدا کو یہ مصطفیٰ سے ملا رہے ہیں۔ درود پاک۔۔۔۔

ذرا سا سوچئے خدا کا علم اتنا ہی ہے صرف ماکان ومایکون ارے ماکان ومایکون کو علم الٰہی کے سامنے وہ نسبت رہی ہے جو قطرے کو سمندر سے ہے آگے ارشاد فرمائے گا،

جنت کے لیے مصطفیٰ کی ضرورت ہے:

خلق الانسان من صلصال کالفخار، مٹی کا مقدر تو دیکھو انسان کو بجتی ہوئی، کھن کھناتی ہوئی مٹی سے، خشک مٹی سے پیدا کیا۔ اب سمجھ میں آیا دماغ اونچا کر کے مت چلئے گا! اپنی اصل کو یاد رکھئے گا وہ بڑے اچھے لوگ ہوتے ہیں جو اپنی اصل نہیں بھولتے مٹی اصل اور مزاج آگ والا، آگ بھی ہے، تھوڑا سا آپ کے اندر آگ بھی ہے مگر مٹی کا غلبہ ہے تو جب مٹی

اصل ہے اور ہم سب اس کے فرع ہیں تو مٹی سے ہم بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ اب آپ دیکھیں مٹی کی خاصیت کیا ہے ابھی تو ہم نے بتایا کہ باغ باغیچے پھول پھل سب دیتی ہے اس لئے دیتی ہے کہ اس کو بھی پانی کی ضرورت ہے، پانی نہ ڈالو دیکھیں گے کیسے دیتی ہے، اس کو بھی تو بیج کی ضرورت ہے، نگرانی کی ضرورت ہے، پانی کی ضرورت ہے، بارش کی ضرورت ہے تو جیسے تمہاری اصل محتاج ہے بارش کی ویسے تم بھی محتاج ہو بارشِ نبوت کے، تم بھی تالاب رسالت کے محتاج ہو، تم کچھ نہیں کر سکتے جب تک کے ابرِ رحمت نہ برسے اور یاد رکھو بارش کی ضرورت کب تک تمہیں اپنا مقصد مل نہ جائے، جب پھل کٹ جائے گا جب کاٹ لو گے کھیتی۔ تو اب کہتے ہو کہ بارش نہ ہو تو اب کوئی حرج نہیں مگر جب تک پھل کٹے نہ منزل تک جب تک پہنچو نہ اس وقت تک بارش کی ضرورت، تو مصطفی کی رحمت کی بھی ضرورت اس وقت رہیگی جب تک منزل تک پہنچو۔ منزل ہے جنت، تو جنت تک رسول کی ضرورت رہے گی ہی۔ اچھا ایک بات اور بھی بتا دیں مٹی کی عجب خاصیت ہوتی ہے خود سے بھی ڈھیلا اوپر گیا خود سے گیا کبھی اور نیچے خود سے آتا ہے اوپر کوئی پھینکے تب جاتا ہے مٹی کب جائے گی جب کوئی پھینکے گا تب جائیگا آنے میں نہیں دیکھتا کہ کوئی نیچے گرائے تب آئے خود سے آئے تو نیچے آنا یہ اس کی فطرت اور دوسرے کی طاقت سے اٹھنا یہ اس کا مزاج اپنی طاقت پہ اُبھرتا نہیں مٹی اپنی طاقت سے اوپر نہیں جاتی کسی دوسرے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے اور جیسا طاقتور ہوتا ہے اتنا ہی بلند لے جاتا ہے اور جب تک یہ طاقت اس کے ساتھ رہتی ہے بلند رہتا ہے جب طاقت ختم ہوتی ہے تو وہ نیچے آتی ہے مطلب یہ ہوا گناہ ہم اپنی طاقت سے کرتے ہیں نیکی کوئی اور کراتا ہے۔ درودِ پاک۔۔۔

نیچے سے اوپر تم اپنی طاقت سے نہیں جا سکتے ضرورت ہے تمہیں اٹھانے والے کی جو تمہیں اٹھائے ایسی طاقت والا ہو جو تمہیں پھینکے، جو اوپر اٹھائے اس لئے تو ہم کہتے ہیں، غوث کا دامن نہیں چھوڑیں گے، خواجہ کا دامن نہیں چھوڑیں گے، اٹھانے والے تو یہی ہیں اٹھانے

والے یہی ہیں، یہ جہاں تک لے جانا چاہیں گے لے جائیں گے اور اگر انہوں نے اپنی توجہ پھیر لی تب تو خود بخود تم نیچے آ ؤ گے، نیچے لانے کے لئے اجمیر اور بغداد کی ضرورت نہیں ہے اوپر اٹھانے کی ضرورت ہے۔ درود پاک۔۔۔

اسی لئے تو آپ دیکھتے ہیں کہ اجمیر و بغداد والے جس کو اٹھا نہیں رہے ہیں وہ گرتے ہی چلے جارہے ہیں، کہاں کہاں گر رہے ہیں، کیسی کیسی ٹھوکریں کھا رہے ہیں، مگر یہ جس کو اٹھا دیتے ہیں وہ چمکتا چلا جا رہا ہے اور وہ بلند ہوتا چلا جا رہا ہے۔ تو اوپر انسان جائیگا کسی اور کی طاقت سے نیچے آئے گا اسی لئے کہا گیا ہے **واعتصموا بحبل اللہ** اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپ جانتے ہیں کہ رسی کا حال یہ ہوتا ہے ایک سرا اوپر، ایک سرا نیچے ہوتا ہے، نیچے اگر تم نے پکڑ لیا اوپر والے نے اگر کھینچا تو آپ اوپر چڑھے، اپنی طاقت سے نہیں چڑھ رہے ہیں کوئی اور چڑھا رہا ہے، اپنی طاقت سے نہیں جا رہے ہیں کوئی اور چڑھا رہا ہے، تو اب جناب والا پکڑے رہنا چھوڑنا نہیں، پکڑے رہنا رسی کو۔ اللہ کی رسی کون ہے؟ جن کو پکڑ لیا جائے، ادھر جا رہا ہے، ایک ہاتھ ادھر لگا ہوا ہے، اسی رسی کا نام ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ درود پاک۔۔۔۔

اسی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو ایک نصیحت بھی سنا دوں ایسا پکڑو کہ چھوٹنے نہ پائے آپ جانتے نہیں! تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ ہے جو رسّی پکڑے ہی نہ، ایک وہ ہے جو پکڑ کے کبھی نہ چھوڑے اور ایک وہ ہے جو بیچ میں جا کے چھوڑ دے، پکڑ لیا تھا بیچ میں جا کے چھوڑ دیا تھا اور جو پکڑ لے کبھی نہ چھوڑے کھلا ہوا مومن اور جو بیچ میں جا کے چھوڑے وہ منافق مرتد اور مرتد گرے گا تو ٹانگ بھی ٹوٹے گی، سر بھی پھٹے گا، ارے بچنا تھا یا تو پکڑے رہتا اوپر تک پہنچ جاتا یا بلکل نہ پکڑتا، کم سے کم یہاں تو ٹھیک رہتا، ارے کم سے کم تجھے مرتد کی سزا تو نہ ملتی۔ درود پاک۔۔۔۔

الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(5)

رضائے مولیٰ

تبارك الذی بیدہ الملك وھو علیٰ كل شئ قدیر

بڑے لطیف ہیں نازک سے گھر میں رہتے ہیں
میرے حضور میری چشم تر میں رہتے ہیں
ہماے دل میں ہمارے جگر میں رہتے ہیں
انہیں کے گھر ہیں یہ وہ اپنے گھر میں رہتے ہیں
یہ واقعہ ہے لباس بشر بھی دھوکا ہے
یہ معجزہ ہے لباس بشر میں رہتے ہیں
مقام ان کا نہ فرش زمیں نہ عرش بریں
وہ اپنے چاہنے والوں کے گھر میں رہتے ہیں
یقیں والے کہاں سے چلے کہاں پہنچے
جو اہل شک ہیں اگر میں مگر میں رہتے ہیں
خدا کے نور کو اپنی طرح سمجھتے ہیں
یہ کون لوگ ہیں کس کے اثر میں رہتے ہیں
رہیں وہ اپنوں سے غافل ارے معاذ اللہ
خوشا نصیب ہم ان کی نظر میں رہتے ہیں
وہ اور ہی تھا جو قوسین پہ نظر آیا
ملک تو اپنی حد بال و پر میں رہتے ہیں
اگر خموش رہوں توتو ہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہا تیرا حسن ہوگیا محدود

بارگاہِ رسالت وآلِ رسات میں ہدیۂ درود شریف پیش فرمائیں۔

سچی بات تو یہ ہے کہ جتنی تقریر ہونی چاہئے تھی وہ ہو چکی۔ اس لیے گھڑی بھی کہہ رہی ہے مجھے مت دیکھئے گا اب تو تقریر کا وقت گیا، حضرت ہاشم پیر دستگیر کا شاہزادہ آیا اور دستگیری کر کے چلا گیا۔ اب ایک بزرگ کی دو نصیحت ہے وہی سامنے رکھ کر سلسلۂ کلام کو میں ختم کر دوں گا۔

مریدین کو وصیت:

حضرت مظہر جانِ جاناں انہوں نے اپنے مریدین کو وصیت کیا، نصیحت کیا، سب کچھ بننا مگر خدا بننے کی کبھی کوشش مت کرنا اور پھر کہا سب کچھ بننا مگر کبھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بننے کی کوشش نہ کرنا، چاہنے والے نہ جانے کیا کیا چاہتے ہیں! ہے کوئی ایسا جس کے دل میں کوئی خواہش نہ ہو؟ کوئی چاہت نہ ہو؟ اس پورے مجمع میں کیا کیا چاہتے ہیں مگر آپ کا ہر چاہا ہوا پورا نہیں ہوتا، تم جو چاہو وہ ہو جائے اگر تم نے یہ چاہا کہ تمہاری ہر خواہش پوری ہو جائے، جو چاہو ہو جائے اس کے خلاف ہونے نہ پائے، تو گویا تم خدا بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ اسی لیے وہ صرف خدا ہی ہے جو چاہے کرے برکت والی ہے وہ ذات جس کے دستِ قدرت میں ساری ملکیت ہے۔ **وھو علیٰ کل شئ قدیر**

منشائے خدا:

اور وہ ہر چاہے پر قدرت والا ہے وہ جو چاہے کرے اور یہ بھی خدا کی رحمت ہے کہ وہ جو چاہے کرے۔ اگر بندوں کے حوالے ہو جاتا تو جو چاہے کرے، تو دنیا رہتی؟ اس لیے کہ ہماری خواہش متضاد ہیں، ٹکراتی ہیں، جس وقت لوگ دعا کرتے ہیں کہ اللہ بارش برسا اسی وقت دعا ہوتی بارش نہ ہو تو اگر سب کا چاہا پورا ہو تو عالم تباہ و برباد ہو جائے، چاہنے والے پھر بھی نہیں مانتے اور خدا بار بار دکھا رہا ہے کہ ہوگا وہی جو میں چاہوں گا، چاہنے والے بڑی طاقت لے کر اٹھے، توانائی لے کر اٹھے، شاہی طمطراق لے کر اٹھے، لشکر و سپاہ لے کر اٹھے، مادی طاقت لے کر اٹھے مگر ہوا وہی جو خدا نے چاہا۔ ہم تو اس حسرتناک موت کو دیکھ رہے ہیں جو سکندر کی ہوئی تھی۔ مرنے سے پہلے وصیت کی تھی جب مجھ کو تابوت میں رکھنا تو میرے ہاتھ کو باہر کر دینا تا کہ دنیا دیکھ لے آدھی

دنیا کو فتح کرنے والا سکندر خالی ہاتھ جا رہا ہے، بولو سکندر نے پوری دنیا کی فتح کا خواب دیکھا، کیا ہوا؟ نپولین جو چاہا، کیا ہوا؟ ہٹلر نے جو چاہا، کیا ہوا؟ اکبر نے جو چاہا، کیا ہوا؟

سب سے پہلے ہوائی حملہ:

ارے وہ موٹے موٹے ہاتھی لے کر آنے والا ابرہہ۔ کیا لے کر آیا تھا کعبہ مسمار کرنے کے لیے؟ کیا ہو گیا موٹے موٹے ہاتھی کے مقابلے میں اونٹ نہیں آیا تھا، بڑا جانور نہیں بھیجا، اس سے چھوٹے چھوٹے پرندے، چھوٹی چھوٹی کنکریاں لے کر آئے۔ یہ سب سے پہلا اسلامی ہوائی حملہ تھا۔ اور اس کے بعد جب ان کنکریوں نے اپنے ایٹمی ذرات گرائے تو تمہارے ایٹمی ذرات کی طرح وہ نہیں ہیں کہ گرے تو سب کو تباہ کر دیں یہ نہ دیکھیں کہ ہمارا کون ہے۔، پرایا کون ہے۔ یہ اسلامی ذرات ہیں جو دشمنوں کو مارتے ہیں، دوستوں کو بچاتے ہیں۔

درود پاک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حضرت ابراهیم اور مرضئ مولیٰ:

بولو نمرود نے چاہا، کیا ہوا؟ ذرا تعجب کی بات سنو ایک حضرت ابراہیم تنہا ایک ہی آدمی تھے، ایک آدمی کو جلانے کے لیے جو آتش کدہ تیار کیا گیا وہ میلوں کا ایریا (علاقہ) لیے ہوئے اور اس کو آگ لگانے والوں نے تو لگا دیا، جلانے والوں نے جلا دیا، جب آتش کے شعلے اوپر ہوئے تو اب جلانے والے بھی قریب جانے کی ہمت نہیں کر رہے ہیں، اب مسئلہ یہ ہو گیا کہ ان کو پھینکا کیسے جائے ایک کو جلانے کے لیے اتنا بڑا اہتمام! اتنا بڑا اہتمام بتا رہا ہے اور نمرود اب بھی مطمئن نہیں وہ سمجھتا ہے کہ نبوت کی طاقت کیا ہوتی ہے۔ ذرا سا آپ دیکھیں ابھی دغدغہ لگا ہوا ہے کہ پتہ نہیں کیا ہو اور اس کے بعد یہ دیکھو نمرود تو پریشان وہ تو حیران ہے اور جس کو پھینکا جا رہا ہے وہ مطمئن ہے۔ یہ اطمینان کا عالم کہ حضرت جبرئیل آ کر عرض کر رہے ہیں ’’ھل لك حاجة یاابراھیم‘‘ اے ابراہیم کیا تمہیں کوئی ضرورت ہے؟ جا رہے ہیں راستے میں حضرت جبرئیل آ گئے جاتے ہوئے ہوش

وحواس تو دیکھو کس قدر صحیح سالم نبی کسی حال میں بھی اپنا ہوش گم نہیں کرتا۔ ذرا سا آپ خیال کریں، کہا جبرئیل تمہاری ضرورت نہیں ہے، کہا اپنے رب کی ضرورت ہے، اس سے کچھ کہنے کی ضرورت کیا، اس سے کہنے کی ضرورت نہیں، وہ دیکھ رہا ہے تیری تو ضرورت ہی نہیں ہے اور جس کی ضرورت ہے اس سے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت جبرئیل بھی حیرت میں مبتلا ہو گئے تو کچھ تعجب کی بات نہیں!

ھل لک حاجة یا جبرئیل؟

اور ضمناً مجھے وہ واقعہ بھی یاد آ گیا جب معراج کی رات رسول نے حضرت جبرئیل سے بھی یہی کہا تھا کہ میرے جد امجد سے تو نے یہ بات کہی تھی **ھل لک حاجة یا ابراھیم** اب مجھ سے سن

ھل لک حاجة یا جبرائیل۔

درود پاک۔۔۔۔۔۔۔

ذرا سا آپ خیال کریں، **ھل لک حاجة یا جبرئیل** اے جبرئیل کیا تمہیں میری ضرورت؟ حضرت جبرئیل میں جرات نہ ہوئی کہ نہیں جو حضرت ابراھیم نے جواب دیا تھا وہ جواب دینے کی جرات نہ ہوئی، حضرت ابراہیم نے تو ان سے کہہ دیا تھا کہ تمہاری ضرورت نہیں، مگر رسول سے وہ یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے، ہمیں آپ کی ضرورت نہیں ہے، وہی جواب دیتے نا جو دادا نے ان کو دیا تھا، جو جد کریم نے دیا تھا، وہ حضرت دیتے وہ سمجھتے تھے حضرت جبرئیل کہ ملک اور ہے رسول اور ہے، رسول ملک کا محتاج نہیں ملک رسول کا محتاج ہے۔

درود پاک۔۔۔

اچھا تو حضرت جبرئیل نے نہیں کہا بلکہ کہا کہ ہاں مجھے ضرورت ہے اور کیسی ضرورت حضرت جبرئیل نے بھی بہت دور کی بات سوچی ہے، حضرت جبرئیل جانتے تھے کہ یہ رسول اپنی امت کو بہت چاہتے ہیں تو امت کے لیے اگر میں جو چیز مانگوں گا تو رسول کی توجہ میری طرف ہو جائے

گی۔ سرکار مجھ سے بھی محبت کرنے لگیں گے کہ ان کے محبوب کی بھلائی میں اگر مانگوں تو اپنے لیے کہا کہ حضور بس خدا سے اتنی اجازت لے کر آئیں جب پُل صرط پر آپ کی امت گزر رہی ہو تو مجھے پر بچھانے کی اجازت مل جائے۔ ذرا سا آپ دیکھو کہ سرکار کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرانے کے لیے سرکار کس کو چاہتے ہیں اس کی محبت اس کی خدمت حضرت جبرئیل کے اس قول کو لوگ اگر سمجھ لیتے تو سرکار کے محبوبوں سے نہ ٹکراتے۔

لطیفہ:

میں ایک لطیفے کی بات سنا دو اس بیچ میں ایک چھوٹا سا جانور، جب آتش کدہ روشن ہو گیا نمرود کا ایک چھوٹا سا جانور جس کو ہمارے یہاں گرگٹ کہتے ہیں، ہر وقت سر ہلاتا رہتا ہے۔ اس نے کیا کیا آگ کے قریب تو وہ جا ہی نہیں سکتا تھا دور ہی سے پھونک مارتا تھا۔ اور اس کی پھونک وہاں تک نہیں جائے گی، کیا اس کی پھونک سے آگ بڑھ جائے گی! مگر آگ بڑھانے کی نیت سے یہ پھونک مارتا تھا اور وہیں ایک چھوٹی سی چڑیا تھی جو حضرت ابراہیم کی عاشق تھی اس سے آگ بجھانے کی تدبیر یہ سوچی کہ جا کر کے پانی کسی تالاب سے، کسی دریا سے اٹھاتی اور لے کے اڑتی اتنا جہاں آگ کا اثر نہ ہو وہاں سے قطرات گراتی تو کیا اس کے گرانے سے بجھے گا! کیا ان قطروں سے آگ بجھے گی! اور کیا اس کی پھونک سے آگ بڑھے گی! نہیں، بس معلوم ہو گیا اس پھونک سے آگ نہیں بڑھے گی اس کی عداوت کا پتہ چلے گا، اس کے قطروں سے آگ بجھے گی نہیں اس کی محبت کا پتہ چلے گا۔۔ درود پاک۔۔۔۔

توسمجھ لو دوستو رسول کے دشمن اور آلِ رسول کے دشمن کے پھونکوں سے غوثیت مآب کا کنبہ نہیں جل سکتا، رسول کی آن کا نقصان نہیں ہو سکتا، گنبدِ خضریٰ پہ آنچ نہیں آسکتی، بس پھونک مارنے والوں کی عداوت کا پتہ چلے گا۔ درود۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اے ساری دنیا کے محبت کرنے والو! اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے والو! اے سلام کا

نذرانہ پیش کرنے والو! تمہارے درود وسلام سے نبی کا درجہ بلند نہیں ہوگا، نبی کا وقار بلند نہیں ہوگا، نبی کی منزل بلند نہیں ہوگی بس تمہاری محبت کا پتہ چلے گا۔۔۔۔درود۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حضرت موسیٰ اور مرضئ مولیٰ:

ہاں تو بس جو خدا چاہے وہی ہوگا کسی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا نہ جانے کیا چاہا تھا فرعون نے؟ نہیں ہوسکا، فرعون نے بھی چاہا تھا اور ایک آدمی کے مقابلے ستر ہزار ایک کے مقابلے کے لئے ایک جادوگر نہیں، دو جادوگر، تین درجن نہیں، دو درجن نہیں، سو نہیں، ہزار نہیں، ایک آدمی میں ستر ہزار۔ پھر بھی ابھی شبہ میں ہے پتہ نہیں کون جیتے! دیکھا باطل حق کے سامنے خوفزدہ رہتا ہے اور اس کے بعد جادوگر کیا لے کر آئے تھے ایک لاٹھی، ایک رسی، تو ستر ہزار لاٹھی اور ستر ہزار رسی اور جب جادوگروں نے میدان میں ڈالا تھا سب سانپ، سانپ ہی سانپ، تو ایک لاکھ چالیس ہزار سانپ اور حضرت کلیم کے پاس ایک ہی لاٹھی، ایک عصا، حکم الٰہی سے جب انہوں نے اپنا عصا ڈالا اژدھا بن گیا اور سارے سانپوں کو نگل گیا اور اس کے بعد جبڑے پھیلایا اور فرعون کے محل کی طرف بڑھا ایسا بھوکا کہ اتنا کھا گیا پھر بھی پیٹ نہیں بھرا۔ جب ایسا کہا تو فرعون چلّا پڑا موسیٰ بچاؤ، موسیٰ بچاؤ، فرعون بھی جانتا تھا کہ اللہ کے عذاب سے نبی ہی بچائے گا۔۔۔درود۔۔۔۔۔۔

ذرا سا دیکھو پھر حضرت موسیٰ نے جب سانپ پہ ہاتھ رکھا، پھر وہی لاٹھی اور تعجب کی بات ہے! کہ نہ قد بڑا ہوا نہ موٹا ہوا "اٰمنا رب موسیٰ و ھارون" ہم رب العالمین کو مان گئے۔ کیوں جادوگر سمجھتے تھے جادو اور ہے معجزہ اور ہے، جادو سے نگاہوں کو دھوکا دیا جاسکتا ہے، جادو سے شئ کی حقیقت نہیں بدلی جاسکتی، مگر عصائے موسوی اپنی حقیقت بدل چکا تھا۔ تو جادو اور ہے معجزہ اور ہے۔ فرعون نے تو یہ چاہا تھا کہ حضرت کلیم کی شکست ہوجائے اور خدا نے یہ چاہا تھا کہ جادوگر ہی ایمان والے ہوجائیں، خدا نے یہ چاہا کہ تم جن کو لڑنے کے لیے بلا رہے ہو وہی طاقت ان کے قدموں پہ جھک جائے تو بس وہ خدا ہی ہے جو چاہے کرے، ہر چاہا تمہارا پورا نہیں ہوسکتا، نہ جانے کیا کیا تم

چاہتے ہواور اچھا یہ چاہنے والے بھی عجیب ہیں کبھی ایسی بھی بات چاہتے ہیں جو خود ان کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے۔

ولیوں سے مانگنا:

مگر اللہ کا بڑا فضل ہے کہ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے ورنہ لوگ ہلاک ہو جائیں، ایک بات بتاؤں مانگنے پر جب آپ آتے ہیں تو ہر چیز مانگ لیتے ہیں ایک سوال یہ پیدا ہوا کہ یہ قوم بزرگوں کے آستانے پر کیوں جاتی ہے؟ اور یہ تو مدینۃ الاولیا ہے نا، یہ شہر ولیوں کا شہر ہے اور آپ انہیں کا کھا رہے ہیں، انہیں کی فضاؤں میں آپ سانس لے رہے ہیں اور ہر ولی کے آستانے کی بھیڑ اپنی جگہ اور ہر ولی سال میں اپنی ایک کانفرنس کراتا ہے اور اس کانفرنس کے لیے نہ پمفلیٹ، نہ اشتہار نہ کھانے پینے کی سہولت کا کوئی پروگرام، مگر لوگ آتے ہیں تو سالانہ جو کانفرنس ہوتی ہے وہ جو روز کی بھیڑ تو الگ مگر سالانہ کانفرنس کرتے ہیں لوگ جاتے ہیں کہ نہیں؟ خدا نے لوگوں کے دلوں کو ولیوں کی طرف مائل کیوں کیا؟ وہ مائل نہ کرے تو آپ کیسے جائیں گے؟ تو اس میں ایک بڑا راز ہے اور یہ راز کوئی صوفی ہی کھول سکتا ہے، یہ خانقاہی فضاؤں میں ہی راز کھلے گا۔ تو اس راز کو کھولنے والے غوث الواصلین شیخ عبدالعزیز دباغ اپنی کتاب ادریس ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ اس میں راز کیا ہے کہ خدا نے نیک بندوں کی طرف امت مسلمہ کے قلوب کو مائل کر دیا؟ کوئی تکلیف ہوئی آپ کو چلو فلاں باپو کے پاس، چلو فلاں شیخ کے پاس، فلاں مزار پر چلو، فلاں روضے پر، یہی سب ہوتا تھا جاتے ہیں اور تعویذ دعا کراتے ہیں، جو بھی کراتے ہیں، طبیعت پہ رجحان تبھی تو ایسا کیا۔ کہا سنو ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے۔ تو کچھ چیزیں ایسی ہیں جو آپ کے مقدر میں ہیں کہ وہ آپ کو ملیں اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جو آپ کے مقدر میں ہے ہی نہیں، قضائے مبرم وہ چیز آپ کو ملنے والی ہی نہیں ہوتی ہے نا، مگر آپ کو نہیں پتہ کہ کون سی چیزیں ہمیں ملنے والی ہیں کونسی نہیں ملنے والی، آپ کو نہیں پتہ آپ سبھی مانگتے ہیں، جس کے مقدر میں اولاد ہے ہی نہیں وہ بھی اولاد کے لیے دعا کرتا ہے

کہ نہیں؟ جس کے مقدر کے اندر وہ چیز نہیں ہے پھر بھی دعا کرتا ہے اور دعا کرواتا پھرتا ہے، تو وہ چیز بھی آپ مانگتے ہیں جو آپ کے مقدر میں ہے اور وہ بھی مانگتے ہیں جو آپ کے مقدر میں نہیں۔ مگر آپ کو پتہ نہیں۔

اولیا ایمان کے محافظ ھیں:

اور بزرگان دین میں دو قسم کے لوگ مجھے ملے ایک وہ کہ آپ جو آئے حضرت دعا کر دیجئے، کر دیا، کم از کم آپ یہاں سے خوش ہو کے چلے جائیں، آپ کی دل شکنی نہ ہو حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ کام نہیں ہوگا مگر دعا کرنے میں بڑے سخی، جب کہو، جیسی دعا کراؤ، فوراً دعا اور کچھ بزرگ ایسے ہوتے ہیں، بڑے ہوشیار، حضور دعا کیجئے، چپ بیٹھے ہیں، پہلے وہ لوح محفوظ کو دیکھتے ہیں کہ اس کے مقدر میں ہے کہ نہیں؟ جب دیکھا کہ نہیں ہے، تو چپ بیٹھ گئے، ایسے ادھر اُدھر کی بات کرنے لگے، آپ اٹھ کے چلے گئے اور جب کہ" ہے" فوراً ہاتھ اٹھا دیا۔ اِدھر اٹھانا تھا ادھر ہو گیا تو یہ ہاتھ دیکھنے سے پہلے نہیں اٹھایا، پہلے دیکھا پھر اٹھایا، تو یہ بڑے چالاک لوگ اور لوگ بھی ارے فلاں صاحب کے پاس کرانا ہو تو اس سے کراؤ ادھر کیا اُدھر ہو مگر یہ نہیں سمجھتے وہ کرے گا کب جب ہونے والا ہوگا تب کرے گا اور دوسرے لوگ ارے بھائی اس کا کام ہو یا نہ ہو بیچارا دعا کرنے کے لیے آیا دعا کر دیں، دل شکنی مت کرو، اب ان کی اپنی سوچ ہے۔ تو بات میں اس منزل پر آ کر آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں تو ایک ایسی چیز جو آپ کے علم میں نہیں ہے، ملنے والی نہیں ہے مگر خدا تو جانتا ہے نا، اب خدا سے آپ مانگ رہے ہیں، رو رو کے مانگ رہے ہیں، گڑگڑا کے مانگ رہے ہیں، ایک مثال لے لو بیٹا ہی مانگ رہے ہیں، بیٹا کے لیے دعا کر رہے ہیں اور مقدر میں ہے نہیں، ہوگا تو نہیں نا، علم الٰہی کے خلاف تو نہیں ہو سکتا؟ اور آپ رو رو کے مانگ رہے ہیں، گڑگڑا کر مانگ رہے ہیں، تو ایک وقت ایسا آئے گا، آ سکتا ہے، جو صرف خدا سے مانگتے ہیں، ان کے لیے جو صرف خدا سے مانگتے ہیں، ان کے لیے، ایک وقت ایسا آ سکتا ہے کہ وہ وہ چیز مانگیں

جوان کے مقدر میں نہ ہو، اتنا مانگیں، روئیں، گڑگڑائیں، تڑپیں، رات ودن مضطرب رہیں، اور پھر شیطان آ کر ان کو فریب دے، ارے نادان! تو خدا کو رحیم کہتا ہے، تو خدا کو کریم کہتا ہے، رحمٰن کہتا ہے، ایسا گڑگڑا رہا ہے، کوئی کتنا بھی سخت دل ہوتا تو تیری بات مان لیتا، یا تو خدا نہیں ہے یا ہے تو بڑا سخت ہے، رحم وکرم والا نہیں ہے، مہربان نہیں ہے، تو یہ وسوسہ دل میں آیا اور تم کافر بنے۔ خدا سے مانگنے والے کس وقت کافر بن جائے ٹھکانہ نہیں ہے۔۔۔درود پاک۔۔۔۔۔

مگر ہوا کیا؟ ہوا یہ، خدا نے اپنے نیک بندوں کی طرف تمہاری توجہ کردی، اب تم آئے باشاہ پیراں کے پاس، حضور اولاد نہیں ہے دعا کر دیجئے، انہوں نے کچھ ترکیب دی، دعا تعویذ کیا، نہیں ہوئی۔ تو اب تمہارے دل میں ارے ہم نے سنا تھا باشاہ پیراں بڑے بزرگ آدمی ہیں، کوئی بات نہیں چلو، اب شیخ گجرات کے پاس، کہ چلیں گے وہاں آئے، انہوں نے بھی کچھ کر دیا، وہ بھی نہیں ہوا، ارے بہت شیخ گجرات کا نام سنا تھا، مگر ہم تو نہیں دیکھتے، بہت کیا کچھ نہیں ہوا، چلو فلاں باپو کے پاس، ان باپو کے پاس گئے، وہاں بھی نہیں ہوا، ہونے والا تو ہے نہیں، تم چکر کاٹتے رہو، تو کیا ہوگا اس چکر کاٹنے سے؟ تم ان کی ولایت کا انکار کروگے خدا کے وجود کا انکار نہیں کروگے۔ اور کسی کو ولی ماننا یہ ضروریات دین میں نہیں ہے۔ اگر باشاہ پیراں ولی ہیں اور تم نہ مانو اس سے تم کافر نہیں ہوئے۔ شیخ گجرات اللہ کے بندے ہیں تم نیک بندہ نہ مانو اس سے تم کافر نہیں ہوئے تو خدا نے تمہیں نیک بندوں کی طرف اس لیے کر دیا کہ ایمان بچا رہے۔

درود پاک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وهی هوتا هے جو منظورِ خدا هوتا هے:

تو تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔ مگر بزرگوں کی بات بھی عجیب ہے! اگر تم چاہتے ہو کہ جو ہو تمہارے چاہنے سے ہو تو اس کا ایک نسخہ ہے، پھر جو چاہو گے وہی ہوگا۔ اب سب تیار ہو گئے ہوں گے سننے کے لیے، کہ اب کل سے چاہنا شروع کریں گے تو ایک

بزرگ نے یہ کہا ساری دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہی ہوتا ہے جو میں چاہتا ہوں، ساری دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے سب میری مرضی سے ہوتا ہے، کہا آپ کی مرضی سے ہوتا ہے کہ خدا کی مرضی سے ہوتا ہے؟ کہا ارے نادان! جو خدا کی مرضی وہی میری مرضی، جو وہ چاہتا ہے وہی میں چاہتا ہوں، جس سے وہ راضی اسی سے میں راضی ہوں، جس پر اس کا فیصلہ اسی پر میرا فیصلہ، تو مجھے حق ہے کہنے کا، جو کچھ ہوتا ہے میری مرضی سے ہوتا ہے، ارے کہنے والوں کا کہنا تو ہے پہلے اپنی انا کو خدا میں فنا کردو۔۔۔۔درود۔۔۔۔

مقامِ ولی:

تو پھر تم کو وہ مقام ملے گا کہ مردے سے کہو **قُم باذنی** میرے حکم سے اٹھ جا۔ ایک بات میں بتاؤں بڑی مشکل آجاتی ہے سوال کرنے والے جب سوال کرتے ہیں۔ کتابوں میں غوث پاک کی آواز محفوظ ہے کہ ایک مردے سے کہا میرے حکم سے اٹھ جا، چند مردوں کو حضرت عیسیٰ نے بھی زندہ کیا تھا، قرآن میں اس کا ذکر بھی ہے۔ انہوں نے کیا فرمایا۔ **قم باذن اللہ** اللہ کے حکم سے اٹھ جا۔ حضرت عیسیٰ رسول۔ نبی۔ اولوالعزم رسول اور کوئی غیر نبی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ چاہے وہ اپنے وقت کا غوث اعظم ہی کیوں نہ ہو اور غوث اعظم تو نبی کے دیکھنے والوں کی طرح نہیں ہوسکتے۔ دیکھنے والے تو صحابیٔ رسول جو ایمان کے ساتھ دیکھتے تو وہ اپنی جگہ پر عقیدے کا مسئلہ ہوا۔ مگر ہے تو سوچنے کی بات کہ جو رسول ہو وہ کہے **قم باذن اللہ** اللہ کے حکم سے اور جو نبی نہیں بلکہ سید الانبیاء کی امت میں، ان کی آل میں، ایک امتی اور وہ کہے **باذنی** میرے حکم سے، تو دوستو اس میں راز کی بات ہے، کس کا حکم کہاں تک چلتا ہے جہاں تک اس کا علاقہ ہو اور دوسرے کے علاقے پہ حکم چلانے کے لیے اس کی مدد کی ضرورت تو حضرت مسیح جو تھے وہ صرف عالم شہادت کے رسول تھے اور وہ بھی ایک قوم کے رسولاً الیٰ بنی اسرائل، ایک زمانہ ایک قوم کے رسول اور عالم شہادت کے رسول جس کو زندہ کررہے ہیں وہ عالم برزخ ہے تو وہ عالم برزخ کے رسول نہیں تھے، وہ عالم

غیب کے رسول نہیں تھے، وہ عالم شہادت کے رسول تھے، تو عالم شہادت کے جس کے وہ رسول تھے اس کوان کا حکم ماننا پڑے گا مگر جب عالم غیب والی چیز پلٹانی ہوئی تو باذن اللہ کہہ کر کے خدا سے مدد مانگی۔ اے اللہ یہ اپنے دائرۂ حکومت سے باہر کی چیز کو میں بلا رہا ہوں اور یہ تیرے ہی حکم سے ہوسکتا ہے۔ تو خدا نے یہ اعجاز انہیں دیا۔ یہ معجزہ دیا۔ مگر غوث پاک کا معاملہ کچھ اور ہے، یہ اس رسول کے نائب ہیں جو عالم شہادت کا بھی رسول ہے، عالم الغیب کا بھی رسول ہے، عالم برزخ کا بھی رسول ہے۔ **وکل نبی له قدم وانی علیٰ قدم النبی بدرالکمال**، سارے ولی جو ہیں رسول کی صفات کے مظہر ہیں اور غوث جیلانی رسول کی ذات کے مظہر ہیں۔ تو یہ باذنی میں حکم غوث نہیں ہے یہ حکم رسول ہے۔۔۔۔ درود پاک۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ تو رہا عالمانہ جواب اور صوفیانہ جواب تو یہی ہے جب غوث نے اپنی انا خدا کی انا میں فنا کر دیا، جب فنا کر دیا اس فنائیت کے عالم میں اب ان کی آواز ان کی آواز نہیں ہے، کوئی اور بول رہا ہے بانسری تو کسی کے منہ میں ہے آواز کہیں سے نکل رہی ہے۔ مگر وہ بانسری کی آواز نہیں ہے، جب تم ہوش وحواس میں رہ کر کے باقی رہو پھر ایسی بات ہوتو وہ تمہاری آواز مگر جو فنافی الحق ہو چکا ہو، فنائیت کے درجے کو پہنچ چکا ہو اس کی آواز وہ خدا کی آواز، ایک ہی طریقہ ہے کہ خدا کی چاہ کو اپنی چاہ بنالو پھر آپ کا کچھ نہیں بس جو خدا چاہتا ہے۔

ساری اچھائیوں اور برائیوں کی جڑ:

میں آپ کو بتاؤں ساری برائیوں کی جڑ کیا ہے اور پھر ساتھ ساتھ یہ بھی بتاؤں گا کہ ساری اچھائیوں کی جڑ کیا ہے کہ تم دنیا کی چیزوں کو اپنا سمجھتے ہو اگر تم اپنا نہ سمجھتے تو اپنی مرضی چلاتے۔ سارا غم ساری تکلیف اسی کی ہے جب تک تم خدا کی چیز کو اپنا سمجھو گے پریشان رہو گے اور سارے اچھائیوں کی جڑ اور سارے اطمینان وسکون کی جڑ کیا ہے سب خدا کا ہے ہماری کچھ ہے ہی نہیں اور کیسے ہو اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ اللہ

نے مومنین کے جان مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا۔ تو اب تم بک چکے ہو اب تمہارے لیے بک گئے پھر بھی حکومت تمہاری! یہ تمہارے پاس مال و دولت ہے یہ تمہارا نہیں ہے خدا کا ہے، تمہارے پاس امانت ہے، یہ تمہارے بچے تمہارے نہیں ہیں خدا کے ہیں خدا کے بندے ہیں، تمہارے پاس امانت ہے، بس یہی سمجھ لو تکلیف ختم جب کوئی بچہ مرتا ہے گھر بھر کیوں روتے ہیں؟ اس لیے کہ اس کا اپنا سمجھا، خدا کی امانت سمجھتے تو آنسو نہ نکلتے۔

امانتِ خداوندی:

اس سلسلے میں ایک اسلامی خاتون کا واقعہ بتاؤں مجھے یہ ڈر نہیں ہے کہ آج اگر میں ممبئی میں تقریر کی تو کل آپ نہیں آئیں گے، مت آئیے گا اس لیے بات میں ذرا اطمینان سے کر رہا ہوں۔ ایک اسلامی خاتون اس کا شوہر کہیں باہر گیا ہوا ہے، بارہ سال کا ایک بچہ واقعہ نگاری مقصود نہیں، اشارہ کر کے آگے بڑھتا ہوں، شاید آپ نے کسی سے واقعہ سنا بھی ہے۔ بچے کا انتقال ہو گیا اب اس نے سوچا کہ یہی ایک بچہ ہے جب باپ آ کے سنے گا تو اس کا کلیجہ پر کیا مصیبت ہو گی تو اس نے کیا کیا کہ بچے کو کوٹھری میں لے جا کر لٹا دیا چادر اڑھا دیا اور تالا چڑھا دیا اپنے معمولات میں فرق نہیں کیا جو کھانا پکایا پھر اس کے معاملات میں جب باپ آیا اطمینان سے وہ بھی بیٹھ گیا چار پائی پر۔ جو چیز اس وقت بیٹھنے کی رہی بیٹھ گیا انہوں نے حسب معمول کھانا لا کے سامنے رکھا وہ آرام سے کھا رہا ہے، کوئی فکر نہیں، اب بیٹھ کے یہ عورت کہتی ہے ایک بات آپ سے بہت دنوں سے پوچھنا چاہتی تھی مگر ہمت نہیں پڑتی تھی کیا میں پوچھوں؟ کہا ارے ایسی کوئی بات نہیں کوئی بات پوچھنا ہے تو پوچھو! کہا بات یہ ہے، ہمارے پڑوسی نے ہم کو ایک امانت دیا تھا اور یہ کہا تھا جب میں چاہوں گا لے لوں گا، دیا بھی اپنی مرضی سے لوں گا بھی اپنی مرضی سے، تو اس نے ہمیں دیدیا ہم نے لے لیا اور مدتوں سے وہ ہمارے پاس ہے دس سال سے زیادہ ہو گیا وہ امانت ہمارے پاس ہے، اب وہ پڑوسی مانگ رہا ہے، دیدیں؟ اس نے کہا ارے خدا کی بندی، خدا کا خوف کر چیز تیری

ہے ہی نہیں، جس کی تھی وہی مانگ رہا ہے، دیدے، خوشی سے دیدے۔ کہا نہیں، میرا دل مانتا نہیں، اتنے دنوں سے وہ چیز میرے پاس تھی نا، مجھے محبت ہوگئی اس سے، اب چھوڑنے کو جی نہیں مانتا ۔ ارے نادان! کیسی نادانی کی بات کررہی ہے، تیری چیز ہی نہیں تو چھوڑنے کی بات کیا! خدا سے ڈر اور پڑوسی مانگ رہا ہے خوشی خوشی دے دے۔ اس میں بے چین ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ اچھا آپ کی بھی یہی رائے ہے؟ میں دیدوں اور کوئی غم بھی نہ کروں؟ آنسو بھی نہ بہاؤں؟ بالکل صحیح ہے، تجھے دے دینا چاہئے۔ کہا بات یہی ہے خدا نے اپنی مرضی سے ہمیں اولاد دی تھی، بارہ سال تک وہ ہمارے پاس ہی رہی، ہماری محبت کا مرکز بن گئی، آج خدا نے اسے لے لیا، ایسا ماحول بنایا کہ شوہر کے آنکھ سے ایک قطرہ بھی نہیں گرا۔ تو اصل میں کیا تھا اپنا سمجھو تو روؤ جب خدا کا ہے تو جس کا ہے اس کے پاس گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔درود پاک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کبھی مصطفیٰ بننے کی کوشش نہ کرنا:

واقعی دوستو وھو علیٰ کل شیٔ قدیر وہی ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اب تم یہ خواہش رکھو کہ تمہاری ہر بات ہوجائے تو اس کا مطلب ہے تم خدا بننے کا شوق رکھتے ہو، کچھ بھی بننا مگر خدا نہ بننا۔ دوسرے پہلو پر بھی تھوڑی دیر بات عرض کردوں کچھ بھی بننا مگر مصطفیٰ نہ بننا۔ اس لیے کہ یہ مصطفیٰ ہی کی شان ہے کہ ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا، ان کی بات رد نہیں کی جاسکتی، وہ کچھ بھی کہیں ماننا پڑے گا، یہ نبی ہی کی شان ہے کچھ بھی کہیں ان کی بات رد نہیں، وہ کچھ بھی کہیں ماننا ہی پڑے گا یہ نبی ہی کی شان ہے کچھ بھی کہیں چاہے وہ بات تمہاری سمجھ میں آئے جب بھی مانو نہ سمجھ میں آئے جب بھی۔ مگر یہ بات صرف مصطفیٰ کی ہے اور کوئی ایسا انسان نہیں ہے جس کی بات پر اعتراض نہ کیا جاسکے، جس کی رائے کو مسترد نہ کیا جاسکے، جس کے حکم کے خلاف بات نہ کی جاسکے۔ اگر تمہارے دل میں یہ خواہش ہو کہ تمہاری ہر بات مانی جائے، تم پر کوئی اعتراض نہ کرے، تو تم مصطفیٰ بننے کی کوشش کررہے ہو۔ ایسی شان کی تو کسی کی بھی نہیں جس کی ہر بات مانی جائے، چاہے تمہاری سمجھ

آئے چاہے نہ آئے، یاد رکھو ہمارے لیے تو صرف قول رسول حجت ہے، کیا سمجھے ایک ہے خدا کا کلام اور اور ایک ہے نبی کا کلام، تو خدا کا کلام بھی تو ہمیں نبی سے ملانا، اور میں نے یہ کہہ دیا یہ میرا کلام ہے یہ خدا کا کلام ہے انہیں کے کہنے سے ہم نے ان کے کلام کو حدیث کہہ دیا، یہ نبی ہی کہنے سے خدا نے ہم سے ڈائرکٹ تو نہیں کیا، یہ نبی کے کہنے سے، تو نبی نے جس کو کہا خدا کا کلام ہے ہم نے مان لیا، یہ خدا کا کلام اور نبی نے کہا جسے یہ میرا کلام ہم نے مان لیا یہ آپ کا کلام، حجت نہیں کیا، بس یہی وہ ہیں جنکی کسی بات پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا، جو کہیں مان لو انہیں کے کہنے سے خدا کو آپ مانتے ہیں۔ آپ کے کہنے سے جناب کچھ لوگ تو اپنی عقل سے بھی خدا کو مانتے ہیں مگر سن لو جو لوگ اپنی عقل وادراک سے خدا کو مانتے ہیں ان کو موحد کہا جاتا ہے، توحید والا جو نبی کے کہنے سے خدا کو مانتے ہیں وہ ہیں مومن۔ اسی لیے خدا سے جب اپنے کو منوانا چاہا تو کہا **قل ھو اللہ احد** اے محبوب تم کہو وہ اللہ ایک ہے، تا کہ تمہارے کہنے سے مانیں، تو یہی وہ ہیں کہ جو کہیں مثال کے بعد قرآن کے اندر کوئی حکم صریح اور نبی براہ راست ہم سے یہ کہہ دیں کہ تم یہ کرو تو قرآن کے حکم کے خلاف بھی اگر ہو تو ہم کو نبی کی بات ماننا فرض ہے۔ یہی وہ ہیں جن کی بات پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا نبی کی بات ماننا یہ فرض ہے۔

نبی مختار کل ھیں:

کیا تم نے وہ واقعہ نہیں سنا ایک صاحب آئے آپ کے پاس آئے تو غضب تھا آپ کے مولانا صاحب کے پاس اگر کوئی صاحب آویں آ کے کہیں اے مولانا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں تو مولانا خوش ہو جائیں گے تا کہ چلو ایک مسلمان ہو رہا ہے، ہمارے نیکیوں کے دفتر میں اضافہ ہو رہا ہے کہ ہم نے بھی کسی کو کلمہ پڑھایا آؤ جلدی آؤ نہا دھو کے آئے ہو نا؟ کہا ہاں نہا دھو کے آیا ہوں، آؤ جلدی آؤ، کہا مگر ایک بات پہلے سن لیجئے میں دو ہی وقت کی نماز پڑھوں گا اس شرط پر اگر مسلمان بناؤ تو بنتا ہوں۔ تو مولانا کیا کہیں گے؟ اچھا مجھے ایک بات بتا تو مسلمان ہونے

آیا ہے یا مجھے کافر بنانے آیا ہے؟ ارے تیری بات میں مان لوں تو نہ تومسلمان نہ میں مسلمان ۔ گیٹ آوٹ ۔ نکل جا، دیکھا یہی ہوگا نا، مگر یقین جانو حضور کے بارگاہ میں ایک شخص آئے، بہت مصروف زندگی رکھتا ہوں، سرکار دو وقت سے زیادہ نماز نہیں پڑھ سکتا، کیا اس پر آپ میرا اسلام قبول فرمائیں گے؟ مسند امام احمد بن حنبل کی یہ حدیث ہے حضرت امام مسلم کے شرط پر اس کے سارے راوی صحیح ہیں، صحیح الاسناد حدیث ۔ کیا حضور آپ قبول کریں گے؟ نبی نے قبول کر لیا صحابہ بیٹھے ہیں کوئی اعتراض نہیں کر رہا ہے، کسی کو کوئی شک نہیں، کسی کو کوئی شبہہ بھی نہیں، سب جانتے ہیں یہی ہیں جن کی کسی بات پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا، کوئی چوں و چراں کی گنجائش نہیں، کچھ قیل و قال کی گنجائش نہیں، اب صحابہ سے اگر پوچھو گے حضور آپ تو بڑے حق پسند لوگ ہیں، نبی نے ایسی بات کی آپ خاموش رہے! انہیں نبی نے تو آپ کو پانچ وقت کی نماز کا حکم دیا، قرآن میں پانچ وقت کی نماز کا حکم ملتا ہے، سنت متواترہ میں پانچ وقت کی نماز کا حکم ملتا ہے، ایسا قطعی حکم کہ کسی ایک وقت کی نماز کوئی انکار کرے تو کافر ہوجائے اور رسول ایسا کہہ رہے ہیں ۔ قرآن ”اقیموا الصلوٰۃ، اقیموا الصلوٰۃ“ کی بات کر رہا ہے اور رسول معاف کر رہے ہیں، صرف دو نمازوں پر اسلام قبول کر رہے ہیں ۔ اگر تم صحابہ سے پوچھو گے کہیں گے بیوقوف پندرہویں صدی سے آیا ہے ارے ہمارے پاس تو وہ ایمان ہے جو رسول کے چہرے سے ملا تھا، جو رسول کی صحبت سے ملا تھا، سن یہ صحیح ہے کہ قرآن ’اقیموا الصلوٰۃ، اقیموا الصلوٰۃ کہا ہے مگر اس قرآن نے اطیعو الرسول، اطیعوالرسول بھی کہا ہے ۔ مطلب یہ ہے میں نے پانچ فرض کر دیا یہ جتنا پڑھائیں پڑھو ۔ درورد پاک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صدیق اکبر اور محبتِ رسول ﷺ

یہی وہ ہیں جن کی بات پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا ۔ ارے دوستو اس راز کو صدیق اکبر نے خوب سمجھا تھا جبھی لشکر اسامہ کا مسئلہ آیا صحابیوں کے بیچ میں سرکار نے تو تیار کر دیا تھا اس لشکر کو مگر جب

صحابہ میں مشورہ ہوا تو صحابہ کی رائے یہ تھی کہ ابھی لشکر کا باہر جانا مناسب نہیں ہے، ہر طرف سے بغاوت کے آثار نظر آرہے ہیں، منکرین زکوٰۃ سر اٹھا رہے ہیں اس میں بڑے خطرات اور اندیشے ہیں مگر صدیق اکبر کا جواب کیا تھا ''ما کان لابن ابی قحافة ان یمد رائ رسول اللہ ابو قحافہ کے بیٹے میں جرات نہیں ہے کہ نبی کی رائے کو رد کر دے۔ درود پاک۔۔۔

مطلب یہ ہوا یہی وہ ہیں جن کی کسی بات کو رد نہیں کیا جاسکتا، یہی وہ ہیں جنکی ہر بات کا ماننا فرض عین ہے، یہی وہ ہیں جن پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

نبی گناھوں کو معاف فرماتے ھیں:

ارے وہ واقعہ بھی تو مشہور سنا ہوگا نا، صحابہ کرام ہی کے زمانے میں ساری باتیں ہوتی چلی گئی، ایک صاحب آگئے حضور غلطی ہوگئی، اگر وہی صاحب آپ کے پاس آئے ہوتے تو آپ کیا کرتے؟ آپ کے مولانا صاحب کے پاس ایک صاحب آئے مولانا صاحب غلطی ہوگئی کہا کیا میں روزے کی حالت میں بشریت کا غلبہ ہوا بیوی کے قریب ہوگیا تو مولانا کہیں گے اچھا کفارہ ادا کرو تو کیا کریں؟ مولانا نے کہا 'غلام آزاد کرو' میرے پاس تو کوئی غلام نہیں ہے، کیا ادا کروں؟ تو کیا کریں؟ مولانا غلام آزاد کرو، مولانا میرے پاس تو کوئی غلام نہیں ہے، کہا: اچھا ایسا کرو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ، کہا: مولانا میں ایک مسکین کو بھی نہیں کھلاسکتا، اچھا! تو ایسا کرو مسلسل ساٹھ روزے رکھ لو، کہا: مولانا ایک روزے کا حال تو آپ سن چکے تو مولانا کہیں گے اس کو نکال کے باہر کرو کہاں سے آگیا ہے یہ کوئی دیوانہ لگ رہا ہے۔ نکل جا یہی تو کہیں گے نا۔ مگر دوستو نبی کی بارگاہ میں بھی ایک صاحب آئے تھے اور یہ جو صاحب آئے تھے وہ صحابیٔ رسول تھے اور قرآن کا قانون انہیں معلوم تھا مگر سمجھ رہے تھے قرآن میں جلال وہیبت کا قانون ہے، چلو جمال و رحمت کی بھیک مانگی جائے۔۔۔

درود پاک۔۔۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(6)

شکر خدا ادا کرو

آیت ۔ وَاشْکُرُوْلِیْ وَلَاتَکْفُرُوْنَ۔

صدق اللّٰہ العلی العظیم

ذرے سے نمایاں ہے مگر پنہاں ہے
میرے معبود تیری پردہ نشینی ہے عجیب
دور اتنا کہ تخیل کی رسائی ہے محال
اور قربت کا یہ عالم کہ رگِ جاں سے قریب

چشم اعمٰی میں خورشید دیجور ہے
دیدۂ صاحب دید میں نور ہے
آنکھ والوں سے اے بے بصر پوچھ لے
میرا سرکار نورٌ علی نور ہے

جو بے اثر ہو کے رہ نہ جائے بلند وہ دستِ التجاء کر
دعا سے کب روکتاہوں مگر سمجھ بوجھ کر دعا کر
نبی سے ہٹ کے کبھی کسی کو خدا ملا ہے نہ مل سکے گا
خدا کے بندے نبی کا ہو کو خدا خدا کر خدا کر

اگر خموش رہوں تو تو ہی سب کچھ ہے
گر کچھ کہا تو تیرا حسن ہوگیا محدود

۳بار درود پاک۔۔۔۔

ترجمہ:۔ اورتم میرے شکر گذار بندے بنے رہواور میری نعمتوں کا انکار نہ کرو۔

ایک مطلب پیش کر دیا، ایک ارشاد گرامی کو میں نے پیش کیا، جس کو آج کے لئے سر نامۂ بیان قرار دیا ہے۔ تم میرا شکر کرو پہلے آپ یہ سمجھ لیں کہ یہ شکر کیا چیز ہے جو شکر کا مفہوم متعین ہوتا ہے ہو جائے گا تو اب اس کے مقابلے میں جو کفر اس کا معنی متعین ہوگا ایک تو کفر ہوتا ہے جو ایمان کے مقابلے میں بولتے ہیں یہ ایمان ہے اس کے جو مقابل ہے وہ کفر ہے جو مومن ہے کافر نہیں، جو کافر ہے وہ مومن نہیں ہے۔ اور ایک کفر وہ ہے جو شکر کے مقابلے میں ہے تو پہلے شکر کا معنیٰ متعین آپ کریں۔ سیدھے انداز سے بات عرض کروں گا اس لئے کہ وقت ہی ایسا ہے۔ کہ سارے انداز والے بعد ہی شاید کھوپڑی کے اندر سمجھ سکے۔

کفرانِ نعمت کیا ھے:

نعمت کے بدلے کسی کی تعریف کرنا یا خدمت کرنا یا تعظیم کرنا یہ شکر ہے بس ایک بات کا لحاظ ہو نعمت کے بدلے تعریف اور حکم ہو رہا ہے شکر کرو یہیں سے اس بات کا حکم ملتا ہے کہ ہم نعمتوں کو پہچانیں اور نعمتوں کی معرفت حاصل کریں۔ اس لئے کل نعمتوں کا علم ہی نہیں ہوگا تو ہم شکر کیا کریں شکر نعمت ہی کے بدلے میں ہوتا ہے کہ کسی کی تعریف آپ نے کی نعمت بدلے یہ شکر ہے۔ اب اس کے مقابلے جو کفر ہے وہ یہ کہ نعمت ملے اور تعریف نہ کرے تعریف سے روگردانی کرو یہ ہے کفر اور اگر شکر کے معنیٰ ہیں خدمت، میری خدمت کرو، میری مدد کرو، تو اب یہ خدمت نہ کرنا مدد کرنے سے باز رہنا یہ کفر ہوگا۔ تو پہلی صورت میں جو تعریف

کرنے والا وہ شاکر اور تعریف نہ کرنے والے کافر، دوسری صورت میں خدمت کرنے والا شاکر، خدمت نہ کرنے والا کافر، اور تیسری شرط میری تعظیم کرو۔ تو اب کفر کے معنی کیا ہوئے تعظیم نہ کرنا، نعمت کی تعظیم نہ کرنا۔ تو اب تعظیم کرنے والا شاکر اور اور تعظیم نہ کرنے والا کافر۔ یہاں پر کہیں آپ یہ نہ سوچیں کہ خدا کی تعریف حمد وثناء یہ تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ خدا کی خدمت کیسے کی جائے اور خدا کی تعظیم کی کیا شکل ہے۔ اس لئے کہ جہاں تک عبادت کا سوال ہے وہی آج اعلیٰ درجے کی تعظیم ہوتی ہے مگر عبادت کے لئے ضروری نہیں ہے کہ معبود آپ کے سامنے ہو اور نگاہوں کے سامنے، کیا وہم وخیال میں بھی نہیں، معبود کی یہ حقیقت یا اس کی ذات کو سمجھنا آپ کے وہم وخیال سے باہر، کہ ایک ایسی ہستی کی عبادت ہو سکتی ہے جو آپ کے خیال میں بھی نہ آئے۔ ایک عبادت والی تعظیم، جو تعظیم کا آخری نقطہ ہوتا ہے مگر عام طور سے تعظیم کا مفہوم جو سمجھا جاتا ہے جب تک کہ معظم سامنے نہ ہو کیسے تعظیم کی جائے جب تک ہم کسی محترم دیکھے نہیں مراسم تعظیم کیسے ادا کریں، جب کوئی آپ کے پاس آتا ہے تب آپ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر نہ دیکھے نہ آپ کے سامنے گذرے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ تعظیم کرے۔ تو پھر رب تبارک وتعالیٰ کی تعظیم کی کیا شکل؟ اگر وہی مطالبہ ہے تعظیم صرف عبادت تو عبادت کے تو مطالبے ہو ہی رہے تھے، میری تعظیم کرو کا مطلب! میری عبادت کرو تو عبادت کے مطالبے ہو چکے ہیں اور لفظ تعظیم اور عبادت کے مفہوم تعظیم اور عبادت کے مفہوم میں فرق بھی ہے وہ فرق آپ ایسے سمجھیں گے کہ ہر عبادت تعظیم ہے مگر تعظیم عبادت نہیں ہے اس کو یوں کہتا ہوں کہ ہر انسان جانور ہے مگر ہر جانور انسان نہیں تو خدا کی تعظیم کی کیا شکل ہوگی اور خدا کی خدمت کی کیا شکل ہوگی ہم کیا شکل بنا سکیں گے۔ اگر قرآن کریم سے ہدایت نہ ملی ہوتی تو ہم کیا سمجھتے کہ کس کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے کہ کس کی خدمت خدا کی خدمت ہے کسی

نصرت خدا کی نصرت ہے مگر خدا نے اس مسئلے کو حل کر دیا۔ **و من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب**۔ جو اللہ کے دین کی نشانیوں کی تعظیم کرے یہی دل کا تقویٰ ہے۔ تو اب خدا کی تعظیم کا مطلب یہ ہوا کہ خدا والوں کی تعظیم کرو۔ اب جو خدا والوں کی تعظیم کرے گا وہ شاکر اور جو تعظیم سے انکار کرے گا وہ کافر۔

جودوسروں کی مدد کرے:

ان تنصرو اللہ ینصر کم، تم خدا کی مدد کرو گے تو خدا تمہاری مدد کریگا۔ تو یہ خدا اپنی مدد خدا کی مدد کرو گے تو اپنے محبوب اور اپنے دین اور اپنے اسلام کی مدد کو خدا نے اپنی مدد قرار دیا تو معلوم ہوا خدا والوں کی مدد یہ خدا کی مدد ہے تو جو مدد کریگا اللہ کے نیک بندوں کی وہ ہے شاکر اور جو مدد سے منہ پھیرے گا وہ ہوگا کافر جو شُکر کے مقابلے میں ہو اس کو یہیں یاد رکھیئے گا۔ اور واقعی دوستو عظمت ہوتی کیسے ہے آپ تعظیم کریں تعظیم کسی کی کریں گیں جو عظمت والا ہو، عظمت والا کون ہوگا عظمت ملتی ہے نسبت سے یا تو ذاتی کمال ہو یا ذاتی کمال والے سے نسبت ہو عظمت ملتی ہے نسبت سے عظیم کی نسبت سے کسی عظیم کی طرف آپ کو نسبت ہو جائے آپ کو عظمت ملے گی اگر یہ نسبت بذات ہے عظمت بالذات حاصل ہوگی۔ اور اگر یہ عظمت باالواسطہ ہے تو عظمت باالواسطہ حاصل ہوگی اب عظمت بالذات کی مثال رسول اللہ کتاب، اللہ کا دین، ولی اللہ براہ راست خدا کی طرف نسبت عظمت تو بالذات ہوگی اور کسی واسطے سے ہو تو عظمت بالواسطہ تو عظمت ملتی ہے نسبت سے۔ اسی لئے جو عظمت والے ہیں ان کی تعظیم کی جائے گی۔ **من لم یرحم صغیر نا ولم یؤقر کبیر نا فلیس منا**، جو ہمارے چھوٹوں پہ رحم نہ کرے اور بڑوں کی توقیر نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔ یہاں پر دیکھئے جس کو آپ باعظمت کہیں گے اس کی تعظیم تو آپ کو کرنی ہے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے آپ کسی کو باعظمت

نہ سمجھیں اس لئے تعظیم نہ کرے تو یہ آپ کا سمجھنا صحیح ہو یا غلط مگر چونکہ آپ باعظمت سمجھتے ہی نہیں ہیں تو غلطی یہ نہیں ہے کہ آپ نے تعظیم نہیں کی غلط یہ ہے کہ ایک عظمت والے کو عظمت والا نہیں سمجھا سمجھتے تو یوں نہیں کرتے۔ ارے یہ نقطہ تو شیطان کی بھی نظر سے چھپا ہوا نہیں تھا اس لئے کہ جب شیطان کہا گیا تھا، **اسجدوا لاٰدم**، آدم کو سجدہ کرو، تو فرشتوں سے کہا گیا تھا اس میں وہ نہیں بھی شامل تھا حکم کے اندر تو سب جھک گئے لیکن وہ کہ نہیں جھکا۔

جھکتا وہی ہے جس میں جان ہوتی ہے:

واقعہ مشہور ہے بار بار آپ سنتے ہیں اور اس نہ جھکنے کی وجہ سے کہ خدا نے حکم دیا نہیں مانا فوراً مردود کر دیا جاتا، ایسا نہیں کیا گیا حالانکہ رب تبارک وتعالیٰ اگر اسی بات پر بھی مردود کر دیا تو پھر کیا! وہ جو چاہے کرے، **فعال لمایرید**، جو چاہے کرے، مگر نہیں اس نے سجدہ نہیں کیا تو سجدہ نہ کرنا اس کا عمل ہے اور عمل کے لئے غلطی تو عمل کی غلطی سے اسے مغضوب نہیں کیا گیا۔ بھئی عمل کی غلطی سے اگر مغضوب ہو جائے آدمی تو حکم الٰہی آپ لوگوں کو ہے کہ نہیں، **اقیمو الصلوٰۃ**، نماز قائم کرو اور کتنے ہیں جو نہیں پڑھتے بد قسمتی سے۔ **واٰتوا الزکوٰۃ**، صاحب نصاب ہے زکوٰۃ نہیں دیتے، **اتمو الصیام الی الیل**، روزے کا مہینہ ہوتا ہے پر روزہ نہیں رکھتے تم مغضوب ہو گئے کیا! کیا لعنت کا طوق سب کے گلے میں ڈال دیا گیا! سب کو نکال دیا گیا! نافرمانیاں تو تم کر رہے ہو، صبح سے شام تک نافرمانی کرتے ہو، مغضوب نہیں ہوئے۔ معلوم ہوا کہ رب ایسا کریم ہے کہ وہ عمل کی غلطی کو معافی کا موقع دیتا ہے اپنی بارگاہ رحمت سے مایوس نہیں کرتا تو ابلیس سے بھی ایک عمل کی غلطی ہوئی اگر اسے مغضوب کر دیا جاتا تو اب تم یہ کہہ سکتے تھے کہ صرف ایک عمل کی غلطی سے اس کو اتنی بڑی سزا دی گئی، اسی لئے خدا نے اسی وقت یہ بات بھی ظاہر کر دی کہ اے ابلیس بول میں نے جب تجھے حکم دیا تھا تو نے سجدہ

کیوں نہیں کیا جب میں نے حکم دیا تھا تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ بول دے اپنی زبان سے تا کہ پتہ چلے کہ تجھے کس وجہ سے نکالا جا رہا ہے، تجھے کس وجہ سے مغضوب کیا جا رہا ہے، تجھے کس وجہ سے بارگاہ رحمت سے دور کیا جا رہا ہے، تو ابلیس نے کیا کہا؟ ابلیس نے کہا، انا خیر منه، میں اس سے بہتر ہوں، یہ مٹی کے میں آگ کا، یہ بشر میں جن۔ یہاں ایک نقطہ یہ بھی ہے سمجھ لو کہ ایک نبی کی توہین کے لئے مٹی کے لفظ کا استعمال اور بشر کے لفظ کا استعمال سب سے پہلے ابلیس نے کیا لہذا آج کے لوگ متّبع ہیں آپ اس بات کو سمجھیں۔ ہاں تو بات ہوئی انا خیر منه مطلب یہ ہے کہ ابلیس بھی اس بات کا قائل تھا کہ عظمت والے کی تعظیم کرنی چاہئے مگر اس نے حضرت آدم کو عظمت والا نہیں مانا، اس نے حضرت آدم کو پہلے وہ بھی سمجھ رہا ہے کہ عظمت والا ماننے کے باوجود تعظیم یہ تو فطرت انسانی ہے، یہ تو صحیح فطرت کا تقاضہ ہے کہ جب ہم عظمت والا مان لیں تو تعظیم کریں، تو اس نے یہ نہیں کہا کہ میں بہتر یعنی مجھ سے بڑے یہ نہیں میں بڑا ہوں یہ کہتے ہیں نہیں میں بڑا ہوں، یہ بڑا ہوتا تو میں تعظیم کر لیتا، مگر بڑا کون میں ہوں انا خیر منه نبی سے اپنے کو بڑا سمجھا یہ عمل نہیں ہے، یہ عقیدہ ہے، یہ نظریہ ہے، اسی نظریے نے اسے تعظیم سے روکا، دوستو! نظریہ پہلے بنتا ہے عمل بعد میں ظاہر ہوتا ہے، پہلے لوگ نظریہ بناتے ہیں، اس نظریہ کے مطابق عمل کرتے ہیں، تو جو تعظیم کریں سمجھ میں آجائے گا کہ اس تعظیم سے عمل پہلے، یہ نظریہ ہے کہ نبی عظمت والا ہے اور جو تعظیم نہ کرے سمجھ لو کہ وہ یہ نظریہ بنا چکا ہے کہ نبی عظمت والے نہیں ہیں یہ نقطہ تو شیطان کی نظر سے بھی چھپا ہوا نہیں تھا وہ بھی اگر عظمت والا مانتا تو تعظیم کرتا تو اس کی غلطی یہ نہیں ہے کہ اس نے سجدہ نہیں کیا اس کی غلطی یہ ہے کہ لائق عظمت نہیں سمجھا، یہ اس کی غلطی ہے، بات سمجھ میں آ گئی یہیں پر ٹھہر کر ایک بات میں اور کہہ دیا کرتا ہوں جب کبھی اس مضمون کو شروع کرتا ہوں کہ دیکھو وہ لوگ ابلیس

سے بھی گئے گذرے ہیں کہ جس کو عظمت والا مانتا ہے اس کی تعظیم نہیں کرتے اگر عظمت والا مانوں تو تعظیم کرو، وہ لوگ کتنے حیرت ناک ہیں اور کس قدر عجیب ہیں! جو ایک طرف عظمت والا بھی کہتے ہیں اور تعظیم بھی نہیں کرتے یہ بات تو ابلیس سے بھی گئے گذری ہے۔

درود پاک۔۔۔

اللہ کے نشانیوں کی تعظیم:

ذرا سوچنے کی بات ہے، **ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب**۔ جو اللہ کے دین کی نشانیوں کی تعظیم کرے یہی دل کا تقویٰ ہے تو انہیں کی تعظیم یہی خدا کی تعظیم ہے یہاں پر ایک بات میں اور کہہ کے آسانی سے نکل جاؤں یہ خدا کی دین کی نشانی یہ کیا ہے تا کہ یہ پتہ چلے وہ کونسی چیز ہے جس کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے تو قرآن کریم سے ایک ضابطہ آپ نکال سکتے ہیں یہ خدا کی دین کی نشانی کیسے؟ ہم سمجھیں گے کیا چیز خدا کے دین کی نشانی ہے؟ تو **ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ**، صفا اور مروہ یہ خدا کے دین کی نشانیوں میں سے ہیں۔ سارے حاجی وہاں کی زیارت کر کے آئے ہیں، جائیں گے وہ دیکھیں گے یہ صفا اور مروہ کیا ہے۔ پوچھ لیجئے کسی حاجی صاحب سے صفا اور مروہ کسی پیغمبر کا نام نہیں ہے، کسی نبی و رسول کا نام نہیں، کسی غوث و قطب کا نام نہیں ہے، صفا اور مروہ یہ دو پہاڑیاں پتھر کے۔ اب جا کر آپ صفا مروہ سے بھی پوچھ لیں زبان حال کی بولی اگر آپ سمجھتے ہیں اور آپ معلوم کریں پتہ لگائیں کے صفا مروہ نے کتنی نمازیں پڑھیں اور کتنے چلّے کئے! ساری دنیا وہیں جا کے حج کرتی ہے آج اس نے ایک بھی حج نہیں کئے اور ساری دنیا وہیں جا کر سعی کرتی ہے اس نے خود اپنے اوپر سعی نہیں کیا وہیں جا کر اس کے سامنے لوگ کعبے کا چکّر لگاتے ہیں اس نے کبھی چکر نہیں لگایا پھر یہ مقام وہ خدا کے دین کی نشانی کیسے ہوگیا؟ یہ پتھر ہے پتھر مگر پوچھے گا کسی

ایسے حاجی سے واقعی جو کھو گیا ہے ایسا نہ کہ بمبئی سے واپس آ گیا ہو پتہ نہیں وہ کیا بتا دے کہ صفا کسی غوث کا نام رکھ دے اور مروہ کسی قطب کا نام رکھ دے۔

واقعہ:

مجھے کسی نے ایک واقعہ سنایا تھا کہ ایک دیہات میں کوئی سیٹھ صاحب تھے اللہ نے دے رکھا تھا بہت کچھ، مگر حج کا خیال نہیں کرتے تھے گاؤں والوں نے بہت اصرار کیا۔ سیٹھ صاحب حج کر لیجئے، سوچا کے چلو بمبئی تک چلتے ہیں حاجیوں کے قافلے کے ساتھ اور پھر حاجیوں ہی کے قافلے کے ساتھ واپس آ جائیں گے، کسی حوض سے پانی بھر لیں گے بازار سے کھجور خرید لیں گے، کہیں لمبا کرتا بنوا لیں گے اور حاجی بن کے چلے آئیں گے۔ تو سیٹھ کسی طرح جب وہ حاجی بن کے آئے حاجیوں قافلے کے ساتھ گاؤں والوں نے خوب پھول ہار کیا بہترین انداز سے خوش آمدید کیئے مگر جو پرانے حاجی صاحب تھے انہوں ایک بات پوچھا حاجی صاحب یہ بتائے کہ حجر اسود کو بوسہ دینے کا موقع ملا؟ تو کہا ہاں حضرت اسود جو ہیں بڑے اچھے آدمی ہیں اور وہ حاجی گھبرا گیا ارے آپ آدمی کہتے ہیں وہ تو پتھر ہے تو مسکرا کر کہنے لگے نہیں حاجی صاحب جب آپ گئے تھے تو پتھر، اب آدمی ہو گئے ہیں، بہت پہلے آپ گئے تھے۔ تو ایسے مت کہنا اُسے پوچھئے جو واقعی زیارت کر کے آ گیا ہو سوالات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نسبت سے شئی ممتاز:

واقعی اگر پتھر کا دیکھنا مقدر ہے تو مکّے چلو صفا اور مروہ پتھر، خانۂ کعبہ پتھر، حجر اسود پتھر، مقام ابراھیم پتھر، عرفات کا میدان پتھر، کربلا کا میدان پتھر، منیٰ کی وادی پتھریلی وادی، غار حرا پتھر، جبل رحمت پتھر، پتھر کا مقدر دیکھنا ہو تو مکّے چلو اور یہ پتھر خدا کے دین کی نشانی، یہ پتھر

خدا کی نشانی ہے ان کی تعظیم خدا کی تعظیم۔ بات صرف صفا و مروہ کے تعلق سے چلی ایک اللہ کے مقبول بندے کے قدموں سے نسبت ہوگئی اس کو تو آپ نے کیا دیکھا یہ سب نسبتوں نے انہیں یہ مقام دے دیا۔ مقام ابراھیم کو تو وہ مقام ملا جو کسی پتھر کا مقدر ایسا نہیں دکھتا، حاجیوں کے لئے حکم ہے کہ مقام ابراھیم کو اپنا مصلّٰی بنالو۔ مقام ابراھیم وہی پتھر ہے نا جہاں پہ ابراھیم کھڑے تھے اور کعبہ کی تعمیر فرما رہے تھے تو پتھر وہ بلند ہوتا تھا نیچے ہوتا تھا ان کے ارادے کے مطابق تو اس پہ نشان لگ گئے حضرت ابراھیم کے نشان قدم اس کے اوپر۔ تو کہا اس کو مصلّٰی بناؤ، اس پورے حصے میں وہ نماز سب سے افضل ہے جو مقام ابراھیم کے پاس ادا کی جائے یعنی اس نماز سے بھی زیادہ افضل جو حطیم میں ادا کی گئی ہو، اس نماز سے بھی زیادہ افضل جو خانۂ کعبہ کے اندر ادا کی جائے مقام ابراھیم یعنی کعبہ کے اندر کھڑے ہو کے نماز پڑھو تو وہ فضیلت نہ ملے اور مقام ابراھیم کے قریب پڑھو تو فضیلت ملے بات کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ مقام ابراھیم جو پتھر ہے اس پر حضرت ابراھیم کا نشان قدم ہے تو اپنی عبادت کو تم مقبول و معظم اور بہتر فضیلت والا بنانا چاہو تو سجدہ خدا کے لئے ہو قربت نبی کے نشان قدم پہ ہو کبھی اس پتھر سے پوچھنا اے پتھر! تیری سختی بہت مشہور ہے یہ کیوں نشان لے لیا تو موم نہیں کہ نشان لے لے۔ تُو پتھر ہے پتھر تو کتنا اچھا جواب وہ پتھر دیگا اگر میں نبی کا نشان نہ لیتا میرا نشان کہاں سے بچتا، بتانے کا طریقہ یہی تھا کہ کتنے بھی انقلاب آجائیں مگر میں بچا رہوں گا اس لئے کہ میں نے نبی کے نشان قدم کو اپنا لیا ہے بچنے کا نشان مل گیا ہے اگر تم دنیا میں بچنا چاہو تو نبی کا نشان دل میں لگا لینا یہی ایک بچنے کی ترکیب نبی کے نشان کے قریب ہو جاؤ۔ میں انتہا کی بات بتاؤں وہ قوم جو آثار منسوبات کی دشمن ہے وہ بھی آثارِ ابراھیمی کی حفاظت کر رہی ہے۔ ذرا سا آپ خیال کریں کہ یہی تو نشان قدم تو جو چیز عظمت والے سے منسوب ہو جائے وہ

باعظمت نسبت میں بڑا رنگ ہوتا ہے، نسبت میں بڑا زور ہوتا ہے،

جوتیاں بھی قابلِ تعظیم:

دیکھئے ایک بڑی عجیب چیز ہے جس کو آپ پیروں میں پہنتے ہیں اس کو جوتا کہتے ہیں کس کو جوتے سے مارنا یہ ایک انتہا درجے کا ذلیل کرنا ہوتا ہے بلکہ مارنے کو چھوڑیئے جب کسی کو ذلیل کرنا ہوتا ہے تو کہتے ہیں تجھے جوتے سے ماریں گے یہ نہیں کہتے تجھے کوٹی سے ماریں گے یعنی جوتے کی مار کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے، پیروں کے نیچے مگر اگر یہی جوتا کسی عظمت والے سے نسبت حاصل کر لے تو سروں کے اوپر، یہی جوتا سروں پر اور میں انسانوں کے سر کی بات نہیں کرتا فرشتوں کے سروں پر جوتا، فرشتوں کے سروں پر جوتا، اور فرشتوں کے سروں پر، یاد کرو تابوتِ سکینہ کو جس میں انبیاء بنی اسرائیل کے تبرکات اور اس میں حضرت کلیم کا جوتا اسی تابوت کے اند، رحضرت کلیم کا جوتا، **و تحمله الملئكه**، اور فرشتے سروں پہ لے کے چلتے تھے۔ دیکھا آپ نے یہ عظمت تو اصل میں اس نقطے کو وہ جانتے تھے ہم اس جوتے کی تعظیم نہیں کرتے اس جوتے کی تعظیم یہ حضرت کلیم کی تعظیم ہے اور یہ حضرت کلیم کی تعظیم خود خدا کی تعظیم ہے تو تم میرے شکر گذار بندے بنے رہو۔

خدا کی نعمتیں بے شمار ہیں:

اور میری نعمتوں کا انکار نہ کرو تم کم سے کم جتنی نعمت اس کا تو شکر ہونا چاہئے نا کر پاؤ گے پہلے شمار کرو گے یہی مشکل سے اپنی سانسوں کو تو ہم شمار نہیں کر پائیں۔ جو سانس اندر جاتی ہے وہ بھی جو سانس باہر آتی ہے وہ بھی نعمت، اندر والی باہر نہ نکلے تو موت، باہر والی اندر نہ جائے تو موت، ایک سانس کا ایک ہی شکریہ ادا کرو، تو کم سے کم ایک سانس میں دو شکریہ ادا ہو جائے۔ کر پائیں گے! آپ شمار کر سکیں گے! اور اگر آپ کہیں کہ صاحب ہم ہزار ہا تسبیح لے کر بیٹھ کر

کے اپنی سانسوں کو شمار کریں گے تو شمار ہی میں لگ جائیں گے شکریہ کی ادا کیسے کرے گا اور اگر آپ یہ کہیں گے نہیں صاحب ہم شکریہ ادا کرنے کا بھی وقت نکالیں گے شمار بھی کریں گے اچھا تیرے کہنے سے مان بھی لوں تو تو مگر سو رہا ہوگا، تیری سانس کو کون گن رہا ہوگا اس وقت بھی تو سانس آرہی ہے اور جارہی ہے، کیسے شکریہ ادا ہوسکتا ہے! رب کریم کے احسانات اور اور بہت سارے احسانات کو تو میں کیا شمار کرواؤں سیدھے سیدھے احسانات ہیں اس کی طرف توجہ دلا دوں ورنہ زمین کا فرش آسمان کا شامیانہ چاند و سورج کے چراغ ستاروں کی قندلیں، آبشار کے نغمے، دریا کی روانی، جدھر بھی رخ کرو انعام ہی انعام، رحمت ہی رحمت ۔ مگر ایک بات بتاؤ اس کے انعامات کو آپ سنتے ہوئے اس بات پہ توجہ دیں کہ کتنا وہ کریم ہے اس نے ساری مخلوق کو اپنی مرضی سے پیدا کیا کہ کسی سے مشورہ لیا تھا اور انسان جو ہے یہ خدا کی آخری مخلوق آخری مخلوق یعنی آخری نوع آخری قسم مخلوقات کی اس کے بعد نہیں ہے اس نے خدائی بھی نہیں فرمائی اس لئے کہ جو مقصود ہوتا ہے وہ آخری میں ہوتا ہے اس کے بعد میں کوئی نہیں ہوتا تو مقصود کائنات انسان اب انسان کے بعد کوئی مخلوق نہیں ۔ یہ ہے تو اس نے جیسے چاہا انسان بنا دیا اپنی مرضی سے ہمیں بھی انسان بنا دیا کچھ اور بنا دیا ہوتا تو آپ کیا کر لیتے، جنگل کا جانور بنا دیتا، دریا کا قطرہ بنا دیتا، درخت کا پتہ بنا دیتا، ریگستان کا ذرہ بنا دیتا، کچھ بھی بنا سکتا تھا نا، مگر بنایا کیا؟ انسان، کتنا بڑا احسان انسان بنا کر، **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** کا جامہ پہنا دیا، **لقد کرمنا بنی آدم** کے مسند پہ بیٹھا دیا، **انی جاعل فی الارض خلیفة** کا تاج پہنا دیا۔ کتنا بڑا احسان اس کا یہ احسان عظیم ہے کہ نہیں اور پھر اس کے بعد اس طرح سے کہ انسانوں میں بھی قِسم قسم کے لوگ ہیں کہ نہیں مومنین بھی ہیں، کافرین بھی ہیں، موحدین بھی ہیں، مشرکین بھی ہیں، مخلصین بھی ہیں، منافقین بھی ہیں، تو خدا

کیا بنا سکتا ہے جو چاہتا بنا دیتا لیکن ایک دوسرا عظیم احسان کہ اس نے ہم کو ایمان والا بنایا ایک ایک نعمت غور کرتے چلیں جائیے ایمان والا بنایا اور یہ بات بھی سامنے کہ ایمان والا ہی بنانا تھا تو کسی بھی نبی کے زمانے میں پیدا کر کے اس کا فرمانبردار بنا دیتا حضرت آدم کے زمانے ہوتے تو بھی ہم ایمان والے ہی تھے ن، حضرت خلیل کے زمانے میں ہوتے ان کے ماننے والے ہوتے، جب بھی ہم ایمان والے ہی تھے مگر یہ اس کا کتنا بڑا کرم ہے، کتنا بڑا احسان ہے اس نے اپنے محبوب کے غلاموں میں پیدا کیا۔

امتِ محدیہ کو خیر امت بنایا:

نبی دیا تو خیر الانبیاء ہمیں بنایا تو خیر الاُمم، دین دیا تو خیر الادیان، کتاب دی تو خیر الکتب، زمانہ دیا خیر القرون۔ ذرا سا آپ خیال کرتے چلے جائیں کتنا بڑا احسان اب کہیں آپ یہ نہ سوچنے لگیں کہ اگر یہ احسان ہوتا تو اور اچھا تھا کہ نبی کا زمانہ مل جاتا سوچ اچھی ہے جذبات کی ہم قدر کریں گے مگر ذرا سا سوچ یہ رکھیئے آپ نبی کے زمانے کی تمنا کرتے ہیں تو آپ یہ نہ سمجھیں کہ نبی کے زمانے میں ایک ہی طرح کے لوگ تھے نبی کے زمانے ہوتے تو کیا ہوتے اس لئے کہ نبی کے زمانے میں صرف درود پڑھنے والے ہی نہیں تھے گالی دینے والے بھی تھے، گردن کٹانے والے ہی نہیں تھے پتھر برسانے والے بھی تھے، پتھر برسانے والے بھی تھے، رسول کے فرمانبردار نیکوکار ہی نہیں تھے، بلکہ سرکار کی راہوں میں کانٹے بچھانے والے بھی تھے، تو پتہ نہیں آپ کیا ہوتے۔ لہذا ایسی سوچ کو آگے جانے مت دو اسی کو خدا کا شکر ادا کرو کہ زمانہ کوئی بھی ہو غلام انہیں کے ہیں اب دوسری بات اور عرض کردوں یہ بات اس دور کے بھی عرض کر سکتے ہیں۔

مقامِ صحابہ:

مؤدبانہ انداز سے پہلے ایک بات میں بتادوں کہ صحابہ اکرام کے مقام ومرتبے کو کوئی غیر صحابی نہیں پہنچ سکتا، ہم مقام ومرتبہ کی کر رہے ہیں کہ ان کے مقام ومرتبت کو جو عظمت حاصل ہے وہ کسی کو حاصل نہیں ہوسکتی۔ یہ ہوسکتا ہے بلکہ واقع بھی ہے، کہ بعض غیر صحابی بعض صحابہ سے علم میں بہت زیادہ وہ صحابی جو مقلد غیر مجتہد اور وہ غیر صحابی غیر مجتہد وہ علم میں ان صحابہ سے زیادہ اور اعمال کی تعداد دیکھو تو بعد والوں کی ریاضتیں مشقتیں وہ بھی بہت ہی زیادہ دکھ رہی ہیں اس کے باوجود علم وعمل کی کثرت کے باوجود کوئی اپنے وقت کا غوث وخواجہ بھی کیوں نہ ہو، مگر صحابی کے مقام کو نہیں پہنچتا۔ وہ بات اپنی جگہ پر وہ عقیدے کی بات ہے۔ کیا سمجھے! آپ اس لئے کہ ان کو جو مقام دیا ہے وہ کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہے، وہ کسی علم کا نتیجہ نہیں ہے، وہ درجہ انہیں ملا ہے چہرۂ مصطفی سے ہے، زیارت مصطفی، سے صحبت مصطفی سے، تو صحبت ونسبت سے جو مقام ملتا ہے وہ علم سے نہیں ملتا۔ بہت سارے علوم آج ایجاد ہو گئے صحابہ کے زمانے میں ان کا کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا۔ یہ فقہہ کیا ہے؟ یہ اصول فقہہ کیا ہے؟ منطق کیا ہے؟ فلسفہ کیا ہے؟ یعنی جن علوم کو لوگ آج سیکھ کر کے اپنی بڑائی کا نشہ دکھاتے ہیں ان علوم کو وجود نہیں تھا صحابہ کے دور میں ان علوم کا وجود نہیں، پتہ چلا وہ علم سے آگے نہیں بڑھے تھے نسبت سے آگے بڑھے تھے رسول سے براہ راست رابطے سے آگے بڑھے تھے وہ تعلق والے لوگ تھے،

دو قسم کے لوگ:

کچھ ہوتے ہیں علم والے لوگ اور کچھ ہوتے ہیں تعلق والے لوگ۔ تعلق والے لوگ آگے بڑھ جاتے ہیں تعلق والے کی رسائی رب تک ہوتی ہے علم والا باہر ہی کھڑا رہتا ہے علم والے

باہر ہی کھڑے رہ جاتے ہیں تعلق والا اندر ہی پہنچ جاتا ہے تو تعلق والے وہ تھے تو یہ بات تو عقیدے کی ہے کہ ان کی عظمت ان کی فضیلت تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

ہم بھی خوش قسمت ہیں:

مگر پھر بھی ہم ایک بات ضرور ان سے عرض کر سکتے ہیں کہ حضور یہ ایک ہماری مؤدبانہ عرض ہے کہ آپ نبی پر ایمان لائے کیسے لائے نبی کا کردار دیکھا، نبی کی سیرت دیکھی، نبی کا قول دیکھا، نبی کا فعل دیکھا اور سنا، فعل دیکھا، فضل و کمال دیکھا، جاہ و جلال دیکھا، جود و نوال دیکھا، نبی کا کردار دیکھا، چاند کے ٹکڑے ہوتے دیکھا، سورج کو پلٹتے دیکھا، کنکریوں کو کلمہ پڑھتے دیکھا، درختوں کو جھکتے دیکھا، جانوروں کو سجدہ کرتے دیکھا، دیکھتے رہے مانتے رہے اور ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا پھر بھی مان لیئے، آپ پر بھی خدا کا فضل ہے اور ہم پر بھی خدا کا فضل ہے۔ مگر ہمارا فضل کچھ نرالا نظر آتا ہے آپ کو دکھا کے منوایا ہمیں بغیر دکھائے منوا دیا۔ **یؤمنون بالغیب**، اس مقام کو بھی یعنی سرکار کے ماننے میں بھی ہم **یؤمنون بالغیب**، میں آ گئے بغیر دیکھے مان گئے، اور واقعی بغیر دیکھے ماننے کی بھی بڑی اہمیت ہے دیکھ کر کے تو آدمی کو ماننا ہی چاہئے جو ماننے والی چیز ہے اس کو تو دیکھ کے مان لینا ہی چاہئے۔ آگ جلا رہی ہے آپ دیکھ رہے ہیں۔ نہیں مانیں گے! کشتی دریا میں ڈوب رہی ہے آپ دیکھ رہے ہیں، نہیں مانیں گے! سورج سے تیز کرنیں نکل رہی ہیں آپ دیکھ رہے ہیں، نہیں مانیں گے! دیکھ کے جو نہ مانے یہ بہت بری مصیبت۔ دیکھنے والوں کو ماننا ہی چاہئے بغیر دیکھے ماننا یہ ہے ایمان کا کمال۔ ایمان کمال یہ کہ بغیر دیکھے ماننا اور

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا:

ایک بات اور بھی میں اس مقام پر میں کہہ دیتا ہوں کہ جو جہت میں لوگ جا رہے ہیں نا، یہ

سب کے سب مومن ہونگے ایک بھی کافر نہیں جائے گا، سب مومن جائے مگر وہ یہاں کے مومن نہیں ہونگے وہاں کے مومن ہونگے، وہ ماننے والے بھی ہونگے یہاں کے نہیں وہاں جا کے مانیں گے، تو وہاں کا ماننا کام نہیں آئے گا۔

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

وہاں پر تو مانیں گے ہی ارے بھائی قبر کا عذاب دیکھیں گے نہیں مانیں گے! حشر کا میدان یکھیں گے نہیں مانیں گے؟ رسول کے ہاتھ میں لوائے حمد دیکھیں گے نہیں مانیں گے! سرکار کے پرچم تلے انبیاء کرام کو دیکھیں گے نہیں مانیں گے! پُل صراط دیکھیں گے نہیں مانیں گے! وہاں تو ماننا ہی ہے، ارے میں آپ کو بتاؤں دنیا میں جب تک رہے وسیلے کے خلاف لکھتے رہے، بولتے رہے اور قیامت میں پہنچے تو کام وسیلے سے شروع کیا تو وہاں جب مان رہے ہیں مگر وہاں کا ماننا کام نہیں آئے گا ماننا ہے یہیں سے مان لو، یہاں سے مان کے چلو گے تو یہ ایمان والے ہیں جو جنت میں جائیں گیں، جو وہاں رہ کر کے ماننا اگر منوانا تھا بھی ورنہ قیامت کی ضرورت ہی نہیں اگر یہ ساری باتیں منوانی نہ ہوتی تو قیامت کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ خدا علیم و خبیر عالم الغیب والشہادہ جس کو چاہے اپنے فضل سے جنت میں پہنچا دے اور جسے چاہے اپنے عدل سے جہنم میں ڈال دے کسی کو بھی دم مارنے کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ یہ ہے دم مارنے کی گنجائش کیا جہنمیوں کو اگر بغیر حساب و کتاب کے جہنم ڈال دیا جاتا تو وہاں جا کر اسٹرائک کرتے! کالے جھنڈے، انقلاب زندہ باد، حساب نہیں لیا یوں ہی جہنم میں ڈال دیا انقلاب زندہ باد۔ دم مارنے کی گنجائش نہیں مگر رب نے جو ضابطۂ رحمت بنایا، حساب و کتاب کی منزلوں سے بھی گذارا، قیامت کی منزل زبردست اجتماع آخری اور اس میں سب موجود اوّلین بھی، آخرین بھی، مومنین و کافرین بھی، انبیاء بھی، مرسلین بھی، سب موجود موحدین بھی، مشرکین بھی، اکھٹا جو منتشر تھے سب کو جمع کیا گیا اور اس کے بعد ان آنکھوں سے وہ دیکھ رہے ہیں منظر پتہ چل گیا اے محبوب اگر یہ کانفرنس نہ ہوتی یہ اجتماع میں نے نہ کیا ہوتا تو جنتی جنت میں پہنچ جاتا، جہنمی جہنم میں پہنچ جاتا، مگر تیرے ہاتھ میں لوائے حمد کون دیکھتا،

تجھے پل صراط پر بچاتا ہوا کون دیکھتا، تجھے حوض کوثر پر پانی پلاتا ہوا کون دیکھتا، تجھے میزان پر سہارا دیتے ہوئے کون دیکھتا، تمہارے پرچم کے نیچے انبیاء کا ہجوم کون دیکھتا، تجھے مقام محمود مقام شفاعت کبریٰ پہ کون دیکھتا، تو اے محبوب یہ حساب کتاب کے لئے میں نے نہیں کیا ہے تیرے مقام کو دکھانے کے لئے کیا ہے، تیرے مرتبے کو سمجھانے کے لئے، تیری محبوبیت سمجھانے کے لئے تو جب ان میں تھا تو محمد تھا آج تو محبوب ہے محمد وہ ہے جس کی کچھ لوگ تعریف کریں تو کچھ برائی کریں مگر محمود وہ ہے جس کی دشمن بھی تعریف کرے، ساری کائنات تعریف کرے وہ محمود ہے۔ تو تیری شان محبوبیت کو دکھانا ہے، تیرے مقام محبوبیت کو دکھانا ہے تا کہ جہنمی جہنم میں جانے سے پہلے سمجھ لیں ہم نے کس کے ساتھ دشمنی کی اور جنتی جنت میں جانے سے پہلے سمجھ لے کہ ہم نے کس سے دوستی کی۔

درود پاک۔۔۔۔۔

خدائی جاسوس:

واشکروالی ولاتکفرون، میری نعمتوں کا انکار نہ کرو، میرے شکر گذار بندے بنے رہو۔ ویسے تو ہر چیز کو نعمت ہی سمجھتے ہیں بھئی آنکھ نعمت ہے کہ نہیں؟ زبان ہاتھ پیر ہے نعمت، کون اس کو نعمت نہیں کہتا اور یہ آنکھ آپ کی اور یہ ہاتھ بھی آپ کا ہے یہ پیر بھی آپ کے ہیں یہ آنکھیں غیر تو نہیں ہیں اور یہ آپ کے ایسے دوست ہیں کہ جو چاہو آپ ان سے کرالو ایسا دوست کبھی نہیں ملتا جو چاہو کرالو، پیر سے کہو چل انکار نہیں کریگا، لے چلتے شراب خانے چلنے کو تیار، جوا خانے چلنے کو تیار، چوری ڈکیتی جس کام کے لئے چلو چلنے کو تیار، ایسا دوست ایسا ساتھی۔ اور یہ ہاتھ کا حال ہے جو کہو کرنے کو تیار، رشوت کے لیے بڑھاؤ تو بڑھ جاتا ہے، سود کے لئے بڑھاؤ تو بڑھ جاتا ہے، ظلم کرنے کے لیے بڑھاؤ تو بڑھ جاتا ہے، جو کہو کرتا ہے۔ اور آپ اس کو اتنا اپنائے ہوئے ہیں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا گھر سے باہر آپ جائیں اور ہاتھ کو گھر میں ٹانگ کے چلے جائیں، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ پیر کو چھوڑ کے چلے جائیں، تو بہت چل چکا ہے

اب آرام کرنے کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں، یہ تیرے ہیں تیرے مگر دوستو! وہ منظر عجیب ہوگا میدان قیامت میں تیری زبان بند کر دی جائے گی، تیرے ہاتھ تیرے خلاف گواہی دینگے، تیرے پیر تیرے خلاف بولیں گے، اے اللہ یہ مجھے تھیٹر لے کے جاتا تھا، یہ مجھے سنیما خانے کو لے گیا تھا، اے اللہ یہ مجھے شراب خانے لے گیا تھا، یہ جوا خانہ لے گیا تھا، یہاں لے گیا تھا، یہ وہاں لے گیا تھا سارے عیب کو کھول رہے ہونگے اور یہ ہاتھ بھی بول رہیں ہیں اس نے مجھ سے ایسا ایسا کام لیا، فلاں کو بلا وجہ تھپڑ لگا دی، فلاں سے رشوت لی، فلاں کا حق چھین لیا، فلاں سے سود لے لیا، اب سب بتائے چلے جا رہیں ہیں، زبان بند ہے ہاتھ پیر بولتے چلے جا رہے ہیں وہاں جا کے پتہ چلا کہ جس کو ہم نے اپنا سمجھا تھا وہ خدائی جاسوس ہے جو ہمارے پاس تھا ہمارے کردار کو دیکھ رہا تھا۔ دیکھو دوستو یہی آپ کے اپنے دوست آئے کام آپ کے عیبوں کو کھول رہے ہونگے۔ بولو پھر وہ کیسا اپنا ہوگا جب ہمارے ہاتھ پیر ہمارے عیبوں کو کھول رہے ہوں گے تو کالی کملی والا ہمارے عیبوں کو چھپا رہا ہوگا اپنا تو وہی جو گنبد خضریٰ میں ہے یہ پیر ہمارا نہیں ہے، یہ ہاتھ ہمارا نہیں ہے، ہمارا تو وہی گنبد خضریٰ میں آرام کر رہا ہے۔

نعمتِ خدا کا صحیح استعمال:

ایک بات اور بتا دوں ویسی ساری نعمتیں نعمت ہے مگر فرق کیا ہے ان کا صحیح استعمال ہو تو نعمت، ہاتھ نعمت ہے مگر اس کا صحیح استعمال ہو آنکھ نعمت ہے مگر اس کا صحیح استعمال ہو پیر بھی نعمت ہے اب اس کی پوری تفصیل کہاں تک بیان کروں ہر چیز نعمت ہے جو اس کا استعمال صحیح اگر آنکھ کا غلط استعمال ہو تو آنکھ زحمت، کان کا غلط استعمال ہو تو زحمت، جو چیز زحمت کے باعث بن جائے وہ زحمت۔ تو کیا سمجھے! ہاتھ استعمال صحیح بھی ہوتا ہے اور غلط بھی ہوتا ہے کہ نہیں پیر کا

استعمال صحیح بھی ہوتا ہے اور غلط بھی اور آنکھوں کا استعمال صحیح بھی ہوتا ہے اور غلط بھی اور کانوں کا استعمال صحیح بھی ہوتا ہے اور غلط بھی، اب مجھے یہ بتاؤ آج کے کل کے حساب سے ہاتھ کا استعمال زیادہ غلط ہو رہا ہے یا صحیح، یا آنکھوں کا استعمال آج کل زیادہ غلط ہوتا ہے یا صحیح یا کانوں کا استعمال آج کل زیادہ غلط ہو رہا ہے یا صحیح، تو آج کل زیادہ تر خدا کی ان نعمتوں کا استعمال غلط ہو رہا ہے، پیروں کا بھی استعمال غلط، ہاتھوں کا بھی استعمال غلط۔ میں اب تمہیں کیا سمجھاؤں کہ ہاتھ کو کاٹ کے پھینک دو، نہ رہے گا نہ غلط استعمال ہوگا، آنکھ کو نکال کے پھینک دو، نہ ہی رہے گی نہ غلط جگہ کو دیکھے گی، کان کو بہرا کر دو نہ رہے گا نہ غلط نغمات سنو گے، پیر کو توڑ کر الگ کر دو نہ رہے گا نہ شراب خانے کی طرف جائے گا، کیا میں یہ مشورہ دوں یا یہ مشورہ کروں کہ صحیح استعمال کرلو آنکھ کے، صحیح استعمال کو سمجھ لو کان کے، صحیح استعمال کو سمجھ لو ہاتھ کے، صحیح استعمال کو سمجھ لو، وہ تو بہت ہی جاہل لوگ ہیں جو صحیح استعمال رہتے ہوئے بھی بات کو نہیں سمجھے اور صحیح استعمال کسی چیز کا ہو جو صحیح استعمال ہو اس کی رہنمائی کرو، اور جس کا غلط استعمال ہو اس کو روکو۔

درود پاک۔۔۔۔

نعمت رحمت ہے، کبھی بھی زحمت بن سکتی ہے:

ہر چیز کا ایک صحیح استعمال ہوتا ہے مگر دوستو جس طرح سے اللہ نے جتنی نعمتیں پیدا کی ہیں اس میں رحمت کا بھی پہلو ہے، اس میں اس کی حکمت سے کچھ زحمت کا بھی پہلو ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر یہی آگ آپ کا کھانا پکاتی ہے مگر یہی آگ آپ کا گھر بھی جلا دیتی ہے۔ یہی پانی آپ کی پیاس بجھاتا ہے، مگر یہی پانی کبھی کبھی آپ کی آبادی کو بہا لے جاتا ہے۔ یہی سورج آپ کو نور دیتا ہے مگر کبھی کبھی موت کا پیغام بھی دیتا ہے۔ یہی چاند آپ کو چاندنی دیتا

ہے، مگر کبھی کبھی اسی چاندنی کی زور سے سمندروں کے اندر سے جو موجیں اُٹھتی ہیں بڑے بڑے جہاز الٹ جاتے ہیں۔ کیا حکمت اگر کچھ پہلو اچھے ہیں تو کچھ پہلو زحمت بھی ہیں۔

ایک نعمت ایسی جس میں زحمت کا کوئی عنصر نہیں:

ہر نعمت کے اندر آپ یہ دیکھیں گے یہ پتھر یہ ہمارے کام کی چیزیں ہیں بڑے بڑے مکانات ہم بناتے ہیں مگر کسی دیوانے کے ہاتھ میں یہی پتھر پہنچ جائے تو راستہ ہی چھوڑنا پڑھتا ہے اُس راستے گذرنا بہت مشکل ہے کہ فلاں جگہ پہ دیوانہ بیٹھا ہوا ہے پتھر لے کر کے بیٹھا ہوا ہے تو پھر اس وقت پتھر کی زحمت والا پہلو سامنے ہوتا ہے۔ تو ہر چیز کے اندر نعمت کا بھی پہلو ہے اور زحمت کا بھی پہلو ہے مگر ایک نعمت ہے جو صرف نعمت ہے، اس نعمت کا نام ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

جس چیز کی ضرورت کم وہ دور ہے:

یہاں زحمت کا کوئی پہلو ہی نہیں۔ دیکھو رب تبارک وتعالیٰ کی مہربانی دیکھو جو چیز تمہیں زیادہ ضروری اس کو تمہارے قریب کر دیا، اور جو چیز کی ضرورت کم اس کو دور کر دیا اس کو میں اسے سمجھاؤں کپڑے کی ضرورت آپ کو ہے کہ نہیں اور غلے کی بھی ضرورت پانی کی بھی ضرورت ہَوا کی بھی ضرورت اب بتاؤ زیادہ ضرورت کس کی ہے؟ تو آپ کہئے گا ہوا کی زیادہ ضرورت، پھر اس کے بعد دو نمبر پر پانی، تیسرا نمبر غلّہ، چوتھے نمبر پر کپڑا، کپڑا ایسا کہ نہ ملے تو بھی آپ زندہ رہ سکتے ہیں، اس لئے کپڑے حاصل کرنے میں کچھ وقت لگتا ہے، بیج لگاتے ہیں کپاس تیار ہو پھر اس سے ڈورے بنوائے پھر اس کو کارخانے میں اس کے کپڑے تیار کرائے پھر اس کو لے آئے، درزی تراش، خراش کے مرحلے سے گذریں پھر وہ آپ کے بدن پہ آتا ہے۔ اور غذا میں اتنی آسانی ہے کہ بیج ڈالا پودے تیار ہوئے کھاؤ غلّہ لے کے گھر چلے آیئے تیار کرنے اس کو کسی کارخانے میں بھیجنا نہیں ہے پیس لیا روٹی پکا لی کھا لیا اس لئے وہ زیادہ ضروری ہے۔ اور اس سے زیادہ ضروری پانی اس کے لئے پانی نہیں ڈالنا زمین کھودو پانی نکالو تیزی سے جو چیز آپ کا ملنا چاہے تیزی سے وہ چیز آپ کو مل جاتی ہے اور اس سے

زیادہ ضروری ہَوا تو رب تبارک وتعالیٰ نے اس کے لئے ایسا نہیں کہ زمین کھودو تو ہوا نکلے بلکہ ہَوا کو تیرے ناک کے قریب کر دیا اس لئے کہ اگر چند سکینڈ بھی ہَوا نہ ملی تو تیرا وجود ختم ہو جائے گا لہذا تیرے ناک کے قریب کر دیا مگر اتنا ضرور ہے کہ سانس تو تم کی لینی ہی ہے ہَوا خود سے اندر نہیں جائے گی۔ اب ہوا تیرے ناک کے قریب ہو اور تو سانس نہ لے اور مر جائے تو اس میں ہوا کا کیا قصور ہے۔ دریا کے کنارے کوئی پیاسا مر جائے تو اس میں دریا کا کیا قصور ہے۔ دستر خوان پر بیٹھ کر کے کوئی بھوکا مر جائے تو اس میں دستر خوان کا کیا قصور ہے۔ اسی لئے تو میں کہا کرتا ہوں خواجہ کے ہندوستان میں کوئی گمراہ مر جائے تو اس میں خواجہ کا کیا قصور ہے

ضروری چیز جاں سے بھی قریب:

ذرا سا آپ خیال کرتے چلے جائیں، اب ایک بات سنو کہ جسم کی زندگی کے لئے خدا نے یہ انتظام کیا جو چیز جسم کی زندگی کے لئے ضروری وہ جسم کے قریب تو جس طرح خدا جسم کا خالق ویسے ہی وہ روح کا بھی خالق، وہ جسم کا بھی رازق، وہ روح کا بھی رازق، وہ جسم کا بھی مربیّ، وہ روح کا بھی مربیّ، وہ جسم کا بھی مالک، وہ روح کا بھی مالک، روح کی غذا اور ہے جسم کی غذا اور ہے۔ جسم کے لئے ہَوا ضروری تھی اسے جسم کے قریب کر دیا، روح کی زندگی کے لئے مصطفی کی ضرورت تھی انہیں جان کے قریب کر دیا۔ **النبیُّ اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم۔** نبی مومنین کی جان سے زیادہ قریب ہیں تو نعمت کی جیسی ضرورت ہو قریب،

جتنی ضرورت اتنی نعمت:

ایک چیز اور بتادوں میں نعمت کی جتنی زیادہ ضرورت ہوتی ہے خدا اسے زیادہ بناتا ہے۔ اور آسانی سے مل جاتی ہے اور جس کی کم ضرورت ہو وہ کم مشکل سے ملتی ہے۔ اب مثال کے طور پر نمک کی ضرورت زیادہ ہے اور شکر کی ضرورت کم تو شکر قیمتی بھی ہے اور مشکل سے ملتی ہے، اور نمک سستی آسان جہاں کچھ نہ ملے نمک تو ملتا ہی ہے جو چیز کی ضرورت اس زیادہ۔ ایسی ہی دیکھ لو غذا کی ضرورت کم پانی کی زیادہ تو غذا کی پیداوار کم پانی سے تو تین حصہ بھرا ہوا ہے اور پانی زیادہ ہَوا کی ضرورت تو پوری دنیا کو ہوا گھیرے ہوئے ہے دیکھا آپ نے جس کی ضرورت زیادہ وہ آسان اور زیادہ اسے ہی دیکھو سونے چاندی کی ضرورت کم

پتھر کی ضرورت زیادہ تو پتھر ہر جگہ ملتے ہیں اور سونا چاندی قیمتی شرعاً مفتی صاحب بتاتے ہیں شرعی احکام بھی واسطہ ہیں اس کے کہ سونا چاندی یہ مرد نہیں استعمال کرسکتا، عورتیں زیورات استعمال کرسکتی ہیں سونا مطلقاً مرد استعمال نہیں کرسکتا چاندی کے لئے بھی انہیں اجازت دیدی تو ایک انگوٹھی وہ بھی چار ماشے سے زیادہ نہ ہو اس پر ایک نگینہ ہو یہ مرد پہن سکتا ہے مگر ایک سے دو بھی نہیں پہن سکتا، کچھ لوگوں کو تو میں نے دیکھا کہ ساری انگلیوں میں انگوٹھی پتہ نہیں چلتا کہ یہ انگوٹھی پہن آئے ہیں یا دکان لے آئے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں معمولی بات ہے اس کو پہن کے آپ نماز پڑھیں تو نماز مکروہِ تحریمی لوٹانا واجب، اتنی اہم چیز ہے اور یہ سونا تو بلکل نہیں مگر کچھ مردوں کو بھی دیکھا گیا ہے سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے کچھ دیکھے گئے کچھ لوگ تو سونے کی چین بھی پہنتے ہیں گلے میں چین دل بے چین، اور عورتوں کو اجازت ہے وہ کتنا بھی سونا پہنیں اس معاملے میں عورتیں حریص بھی بہت، جتنا بھی پہننا ہے پہن لیں، اس کا خیال نہیں کرتے کہ کان کٹتا ہے کہ گلا کٹتا ہے مگر بہن کو اجازت اور تم نے جوان کا حق تھا وہ تم نے لے لیا سونا انہیں پہننا تھا تم نے پہننا شروع کر دیا تو مجھے ڈر یہ لگا کہ آج تو ان کا حق چھین کر کے سونا پہن رہا ہے، کل کہیں بڑھ کر کے چوڑی پہننا شروع کر دے اور پھر آگے بڑھ کر کے ساڑی نہ پہننا شروع کر دے اور پھر آگے ایسا نہ ہو کہ تو اندر ہو اور وہ باہر ہوں لہذا پہلے ہی سے چوکنا کر دینا ضروری ہے۔

درود پاک۔۔۔۔

سب سے زیادہ ضرورت:

تو میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ جس کی ضرورت زیادہ وہ زیادہ اور جس کی ضرورت کم وہ کم اب یہاں پر ایک بات میں آپ کو اور بتا دوں کسی نعمت، نعمت تو نعمت ہی ہے مگر سب سے زیادہ کس چیز کی ضرورت ہے میں کہتا ہوں سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم نعمت سے قریب ہوں کیا سمجھے سب سے بڑی نعمت کیا ہے نعمت سے قربت کیا سمجھے آپ پانی نعمت ہے دریا کہیں اور بہہ رہا ہے مگر ہم ہیں دور دور، تو ہم کو سب سے زیادہ ضرورت کیا ہے

کہ نعمت سے ہم قریب ہوں اور نعمت ہمارے قریب ہو، کھانا ہو ہم سے دور دوا ہو ہم سے دور تو اس دوا سے ہمیں کیا فائدہ اس پانی سے ہمیں کیا فائدہ تو اصل چیز نعمت نہیں ہے بلکہ اصل چیز نعمت سے قربت ہے جب تک نعمت سے قربت نہیں ہوگی ہمیں نعمت کا فائدہ نہیں مل سکتا تو میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ قربت والی نعمت ملنی چاہیئے اور نعمت سے قربت کا نام ہے رحمت تو سب سے زیادہ رحمت کی ضرورت ہے تو قرآن نے ارشاد فرمادیا، **وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین**، اے محبوب ہم نے تجھے سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کے بھیجا ہے۔ یہ وہ رحمت ہے جو سب کے قریب ہے اسی قربت کا نام رحمت ہے تو سب سے زیادہ ضرورت ہے رحمت کی۔ یہاں ایک عجیب سوال لوگ کر دیتے ہیں تو اس کا جواب میں دیتا پھرتا ہوں اس کی طرف آپ کی بھی توجہ مبذول کردوں جنہوں نے نہیں سنا وہ سن لیں اور موضوع سے مناسبت بھی ہے۔

یااللہ کہنا کیسا ہے؟

اس کو ایک سوال کرتے کہ صاحب وہ لوگ جو یا رسول اللہ کا نعرہ لگاتے ہیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی یارسول اللہ، یارسول اللہ۔ جس کو دیکھو اور خاص کر کے ہمارے اسٹیج کو ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔ یارسول اللہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تو پوچھو بھئی کیا سمجھ میں آتا ہے یااللہ، یا اللہ، یااللہ، تو تم اللہ کی ذات کو بلاتے ہو، خدا کی ذات کو بلاتے ہو یہ کہہ کر یااللہ یہ تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا، اگر یااللہ سے خدا کی ذات کو بلانا ہے تو واقعی ہمارے سمجھ میں نہیں آتا یااللہ کا لفظ سمجھ میں ہی نہیں آتا اور میں آپ کو سمجھاؤں تو شاید آپ کے بھی سمجھ میں نہ آئے دیکھو بلایا کس کو جاتا ہے، جو دور ہو، دور والے کو بلاتے ہیں نا؟ یا قریب ہو اور متوجہ نہ ہو جو قریب بھی ہو اور متوجہ بھی ہو کیا اسے کوئی بلائے گا بُلایا اسے جاتا ہے جو دور ہو۔ اب یااللہ کہنے والوں سے

پوچھنا کیا وہ اللہ کو دور سمجھتے ہیں یا قریب سمجھتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں متوجہ نہیں جو خدا کو دور سمجھیں وہ بھی کافر جو قریب سمجھ کے یہ کہہ کہ متوجہ نہیں ہے وہ بھی کافر تو ایک ایک آن میں ایک ایک لمحہ ہر ہر مخلوق کی طرف متوجہ توجہ اس کی ہٹتی ہی نہیں قریب بھی متوجہ بھی تو اب اس کو بلانے سے مطلب کیا ہے نا سمجھ میں آنے والی بات ہوگئی نا؟ یا اللہ کہنا نہ سمجھ میں آنے والی بات ہے اگر یا اللہ سے خدا کی ذات کو بلا رہے ہو تو الٹے ہوئے کہتے ہیں آپ بھی یا رسول اللہ کہہ رہے ہیں کہا سنو ہم نے جب یا اللہ کہتے ہیں تم نے تو خدا کی ذات کو بلایا یہ تمہاری جہالت کی دلیل، بے سمجھے بلایا تو جہالت کی دلیل اور سمجھ کے بلایا تو کفر کی دلیل تو اس کو یا تو دور سمجھا یا تو غیر متوجہ سمجھا یہ کفر کی دلیل ہوگا ہم جو یا اللہ کہتے ہیں تو خدا کی ذات کو نہیں بلاتے ہم خدا کی رحمت کو بلاتے ہیں خدا کی رحمت خاص کر جو قریب بھی ہوتی ہے دور بھی ہوتی ہے جو متوجہ بھی ہوتی ہے، غیر متوجہ بھی ہوتی ہے۔ تو ہم جب دعا کرتے ہیں تو یا اللہ کہنے کا مطلب ہے، یا رحمت اللہ، اے اللہ کی رحمت، یا قھار اللہ، تو ہم نے کبھی قہر کو بلایا کبھی رحمت کو بلایا ہم ذات کو نہیں بلاتے اللہ کی رحمت کو بلاتے ہیں تو جب یا اللہ کہا تو مراد ہے اللہ کی رحمت اور جب کہا یا رسول اللہ تو مراد ہے اللہ کی رحمت یا رسول اللہ کہہ کے رحمت کو بلایا اور یا اللہ کہا تو رحمت کو بلایا۔ رحمت کا نام ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ حضور اللہ کی رحمت ہیں تو سب زیادہ عقلمندی کی بات تو ہم ہی کرتے ہیں کہ جب بلاتے ہیں تو خدا کی رحمت کو بلاتے ہیں وہ رحمت جس شکل میں نظر آئے۔

درود پاک۔۔۔۔۔

روزانہ صدقہ اور اسکا ثواب:

واشکرولی ولا تکفرون، تم میری نعمتوں کو بیان کرتے رہو، ذکر کرتے رہو اور

میرے شکر گذار بندے بنے رہو میری نعمتوں سے انکار نہ کرو اب میں اس کی کریمی سناؤں کریمی یہ ہے کہ ایک مشکل حکم دیا کو ادا کرنے کی طاقت نہیں تو اس نے فضل کے دروازے بھی کھول دیئے ہمارے چھوٹے سے عمل کو بڑا بنا دیا یہ اس کی کریمی ہے چھوٹا سا عمل جب اللہ کے رسول نے لوگوں سے کہا اے لوگوں تمہارے جسم میں بنیادی (۳۶۰) تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور ہر جوڑ کے شکرے میں روزانہ ایک صدقہ دیا کرو تو روزانہ کتنا صدقہ تین سو ساٹھ صدقہ، آپ سنیں گے تو آپ بھی حیران ہو جائیں گے اگر آپ کو روزانہ تین سو ساٹھ نکالنا پڑے تو دو چار روز بعد صدقہ لینے والوں کی صف میں آپ بھی دیکھیں گے مگر وہاں جب سرکار سے پوچھا گیا تھا تم یہ سمجھتے ہو کہ مال دولت دینا ہی صدقہ ہے نہیں، مسلمان کو سلام کرنا بھی صدقہ ہے، ان کے سلام کا جواب دینا بھی صدقہ ہے، محبت کے ساتھ مصافحہ کرنا بھی صدقہ ہے، راہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے، مریض کی عیادت بھی صدقہ ہے، ماں باپ کی خدمت بھی صدقہ ہے، ماں باپ کے چہرے کو محبت سے دیکھنا بھی صدقہ ہے، بچوں پر شفقت کرنا بھی صدقہ ہے۔ یعنی ہر نیکی کو صدقہ بتا کر کے سرکار نے ایسا کیا کہ تین ہزار بھی صدقہ کرنا ہو تو افلاس کا سایہ تک بھی نہیں آتا تو ہر نیکی صدقہ یہ آسانی ہوتی کہ نہیں؟ اور اس کے بعد آسانی پہ آسانی یہ کہ اگر چاشت دو رکعت کوئی پڑھ لے تو (۳۶۰) تین سو ساٹھ جوڑوں کا صدقہ ہو گیا، کتنا آسان یعنی نیت کرو ثواب لے لو۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہ روے منزل ہی نہیں

نیت کا اجر:

نیت کرنے میں کچھ خرچ نہیں ہوتا مگر اجر مل جاتا ہے۔ ایک صاحب، پیر صاحب کو

لے گئے گھر پہ، حضرت گھر نیا بنایا ہے چلئے قدم رکھ دیجئے، دیکھا ہر طرف جنگلیں ہیں، روشن دان ہیں، کھڑکیاں ہیں، پوچھا بیٹا اتنے روشن دان کیوں بنائے، اتنے دروازے کیوں بنائے، کہا حضور ہَوا خوب آئے، روشنی خوب آئے، کہتے ہیں کہ تو نے نیت کیوں نہیں کی کہ اذاں کی آواز آئے اگر تُو اذاں کی آواز کی نیت کرتا تو کیا ہَوا نہ آتی کیا روشنی نہیں آتی؟ ارے جسے آنا ہے وہ تو آنی ہی ہے مگر تیرا مکان بنانا عبادت ہو جاتا اتنی سی نیت اس نیت میں حرج!

ہم تو مائل بکرم ہے کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہ روے منزل ہی نہیں

نکتہ:

ایک علمی نکتہ کے طرف آپ کی توجہ لے جاؤں نیت کتنی بنیادی حیثیت رکھتی ہے پہلے آپ اعتراض کو سمجھیں کافر ہمیشہ جہنم میں رہے گا، مومن ہمیشہ جنت میں رہے گا اللہ کی رحمت سے یہ بات تو بہت ہی آسان ہے مگر اس میں کوئی تقسیم نہیں ہے کہ کفر کتنا کیا کسی نے اگر ایک گھنٹے کفر کیا وہ بھی ہمیشہ جہنم میں اور ساٹھ سال کفر کیا جب بھی ہمیشہ جہنم میں کفر کرنے والا ایک گھنٹے کرے تو بھی جہنم، ساٹھ سال کفر کرے جب بھی جہنم، ڈیڑھ سو سال تک کافر ہے جب بھی جہنم۔ ہمیشہ مومن کا یہی حال ابھی ایمان لا کر کے چند منٹ میں مر گیا ہمیشہ جنت میں، سو برس تک عبادت کی وہ بھی ہمیشہ جنت، کہنے کا مطلب یہ کہ جتنی غلطی ہو اتنی سزا ہونی چاہئے، اور جتنا کام ہو اتنی جزا ملنی چاہئے، یہ صلہ دیا یہ ہمیشہ جنت پچاس سال والا بھی اسی میں دو سو سال والا بھی اسی میں ایک گھنٹے والا بھی تو اصل چیز یہ ہے یہیں سے سمجھا کہ جنت و جہنم کی ہمیشگی کا دارومدار عمل نہیں ہے عمل کی بنیاد پر نہ جنت کی ہمیشگی ہے نہ جہنم کی ہمیشگی ہے بلکہ

نیت کی بنیاد ہے کافر کے کفر کی کتنی چھوٹی عمر کیوں نہ ہو، حالتِ کفر میں ہمیشہ کافر ہی رہنے کی اس کی نیت ہے اور مومن کی حالت ایمان کی عمر کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو مگر حالتِ ایمان میں ہمیشہ رہنے کی اس کی نیت ہے اسی نیت نے اسے ہمیشگی کی جنت دیدی اور اسی نیت نے اسے ہمیشگی کی جہنم دیدی۔

ہر حال میں شکر گزار بنے رہو:

نیت کی بڑی خاص اہمیت ہے واشکروالی ولا تکفرون، تم میرے شکر گزار بندے بنے رہو اور میری نعمتوں کا انکار نہ کرو کچھ اچھی اصلاحی باتیں بھی عرض کردوں اگر آپ شاکر بنا چاہیں تو چند باتوں کا خیال رکھیں، نہیں رکھیں گے آپ شکر نہیں کریں گے۔ پہلی بات تو یہ خیال میں رہے آپ کے، آپ اپنی حقیقت کو نہ بھولیں جو اپنی حقیقت کو بھولتا ہے کبھی فرعون بن کر نمایاں ہوتا ہے کبھی نمرود کی شکل میں اٹھایا جاتا ہے، اپنی حقیقت کو یاد کرو جب تم پیدا ہوئے تھے تو کیا تھے بے بس بے کس لاچار مگر اس کا احسان تمہارے ماں باپ کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا فرمائی انہوں نے تکلیفیں اٹھائی تم کسی لائق نہیں تھے ان نگاہ داشت پرورش نے تمہیں لائق بنایا، دیکھا وہ تمہاری حقیقت تو تم اپنے اوپر سے مکھی مچھر نہیں اٹھا سکتے تھے اس حقیقت کو کبھی نہ بھولو جب نہیں بھولو گے تو کبھی غرور پیدا نہیں ہوگا کسی حال میں اور میں بتاؤں بچپنا چاہے رئیس کا ہو چاہے غریب کا ہو، چاہے بادشاہ کا ہو چاہے فقیر کا ہو، بچپنے کی سب کی کیفیتیں لاچار، رئیس ایک بے کسی ایک بے بسی سب کی حقیقت ایک، یہ نہیں کہ بادشاہ کے گھر پیدا ہوا تو ہوتے ہی ہشیار ہو گیا۔ دیکھا سنا کہ سب کی حقیقت ہمیشہ ایک ہوتی ہے تو اپنی حقیقت کو بھولے نہیں۔

حکایت:

اس سلسلہ میں واقعہ کو تازہ کر لو حضرت ایاز محمود غزنوی کے بہت چہیتے غلام، مگر لوگ ان کے

بھی دشمن ہو گئے تھے درباری لوگ اور چاہتے تھے کہ بادشاہ کے نظروں میں انہیں گرا دیا جائے اور ایک چیز ان کی پکڑ میں بھی آ گئی تھی وہ یہ کہ بادشاہ توشہ خانے میں وہ جاتے کچھ دیر بیٹھتے پھر چلے آتے لوگوں نے سمجھا کوئی لمبا ہاتھ مار رہے ہیں شاہی خزانے پر یہ بات بادشاہ کے کانوں تک پہنچائی گئی بادشاہ نے بھی کہا کہ اب جب جائیں تو مجھے بتایا جائے مختصر یہ کہ واقعہ نگاری مقصود نہیں بادشاہ کو اطلاع ہوئی بادشاہ وہاں پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھلتا ہے اندر کوئی ایسی قابل اعتراض بات دیکھی نہیں مگر ایک باکس تھا اس پہ ایک تالا چڑھا ہوا تھا لوگوں نے اشارہ کیا حضرت اس کو کھلوایا جائے، سرکار اب اس کو کھلوایا جائے اور حکم ہوا تو حضرت ایاز نے حکم کی اطاعت کے پیش نظر اسے کھول دیا، اس میں کیا تھا ایک پرانی قمیص، ایک پھٹی ہوئی لنگی، ایک بوسیدہ ٹوپی۔ دیکھ کر حضرت محمود حیران ہوئے یہ کیا ہے! کہا حضور جب غلام کی حیثیت سے میں آپ کے بارگاہ میں آیا تھا تو میرے بدن پر یہی لباس تھا اور اس کے بعد آپ کی نوازشات، آپ کی اکرامات، آپ کے فضل و کرم ہمیشہ میرے اوپر سایہ گستر رہا اور اچھے سے اچھا کھاتا رہا، اچھے سے اچھا پہنتا رہا، مگر میں نے اپنی یہ عادت بنالی کہ روز میں آ کر کے اپنے شاہی لباس کو، بادشاہ کے عطا کردہ لباس کو اتار دیتا ہوں اس لباس کو پہن کر کے اپنے سے کہتا ہوں کہ ایاز تیری حقیقت یہی ہے بادشاہ سے بے وفائی نہیں کرنا غدّاری نہ کرنا یہ چمک دمک تیری نہیں ہے یہ شاہی اکرامات کی ہے یہ ان کے فضل و کرم کی ہے تو میں اپنی حقیقت کو نہ بھولوں یہ میں نے عادت بنالی ہے۔ حضرت محمود آبدیدہ ہو گئے، سینے سے لگا لیا اور کہا تو نے اپنی حقیقت نہیں فراموش، کی محمود اپنی حقیقت بھلا چکا تھا۔ ذرا سا دیکھو تو یہی بات ہے اپنی حقیقت کو نہ بھولو کہا کہ خدا کا شکر ادا کرتے رہو سارے انعامات جتنے ملتے جائیں اس پر تم خدا کا شکر ادا کرتے رہو۔ ایک بات تو یہ اور

دوسری بات یہ ہے کہ دین کے معاملے میں اوپر والے کو دیکھو اور دنیا کے معاملے میں نیچے والے کو دیکھو، کیا مطلب! اگر خدا نے تمہیں دو روٹی دی ہے اسے مت دیکھو جو ایک درجن لے کے بیٹھا ہے اسے دیکھو جس کے ہاتھ میں آدھی روٹی ہو تو تم خدا کا شکر ادا کرو گے مجھے دو ملی اسے تو آدھی ملی اگر تم ایک چھوٹے سے مکان میں ہو تو اسے خدا کا اسے نہ دیکھو جو اونچی اونچی بلڈنگوں میں ہے اسے دیکھو جو فوٹ پات پہ پڑا ہوا ہے۔ تو تم خدا کا شکر ادا کرو گے اگر تمہارے پیر میں جوتا نہیں ہے اسے مت دیکھو جو بہترین جوتا پہن کے چل رہا ہے اسے دیکھو جس کا پیر لٹکا ہوا ہے۔ تم خدا کا شکر ادا کرو گے مطلب یہ ہے کہ جب نیچے کو نظر رکھو گے تو جو نعمت تمہارے پاس ہے تم شکر ادا کرو گے اور اوپر نظر رہی تو قیامت تک شکر کی توفیق نہ ملے گی ایک تجوری بھری تو دو تجوری والی دیکھا وہ بھرے تو دس والے کو دیکھا وہ بھری تو بیس والی کو دیکھا تجوری بھرتے بھرتے خود قبر میں بھر گیا۔ شکر کی توفیق ہی نہیں ہوئی روتے رہے روتے رہے ہمیشہ روتے رہے کیوں یہ رلانے والی چیز کیا ہے نظر اوپر ہے تو دنیا کے معاملے اگر شاکر بننا چاہتے ہو تو نیچے والے کو دیکھو، اوپر والے کو نہ دیکھو، اور دین کے معاملے میں اوپر والے کو دیکھو، نیچے والے کو نہ دیکھو، جو پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے تو اس کو مت دیکھ جو ایک بھی نہیں پڑھتا اسے دیکھ جو تہجد بھی نہیں چھوڑتا، اشراق بھی نہیں چھوڑتا، اوّابین بھی، چاشت بھی، نماز پہ نماز نفل پہ نفل پڑھا چلا جا رہا ہے اگر تو نے ایک حج کر لیا اسے مت دیکھ جو حج نہیں کرنا چاہتا اسے دیکھ، جو حج پہ حج کئے جا رہا ہے اور رب کی طرف اس کے دل سے جو نکل رہی ہے اگر تو نے خدا کی راہ میں چالیس (۴۰) لاکھ حج کر لیا تو اسے مت دیکھ جو چالیس بار بھی نہیں جاتا اسے دیکھ جو کچھ بھی نہیں بچاتا۔۔

پروانے کو چراغ اور بلبل کو پھول بس

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

تم شکر کرو خدا نعمتیں بڑھائے گا:

دیکھوتو ایسا تو معلوم ہوا کارخیر میں نظر اوپر والے پر ہوتا کہ عمل کا غرور نہ پیدا ہو اور اب تو حال ہی عجب ہے حج کر کے آئے ایک ہی حج کیا ہو تو پوچھئے اس کا نام کیا؟ نام بتاتے ہیں حاجی عبدالرحمن، میرا نام حاجی عبدالرحمن ہے۔ نہیں سمجھتے کہ اسے اپنے سے اپنے کو حاجی کہنے میں اس میں بھی ریا کی بُو ہے، مگر کہتے ہیں لوگ کہ حج کر کے آیا ہے حاجی عبدالرحمن حالانکہ باپ دادا نے نام نہیں رکھا تھا نام عبدالرحمن ہی رکھا تھا، حج کر کے آگئے تو حاجی عبد الرحمن ہو گئے ارے دوسرا کہے مگر خود تو نہیں کہنا چاہئے خود ہی لکھ دیتے ہیں اس پر تو مجھے وہ لطیفہ یاد آیا کہ کسی نے پوچھا آپ کا نام؟ کہا حاجی عبدالرحمن، تو انہوں نے پوچھا آپ کا کیا؟ کہا نمازی عبدالسلام۔ تو آپ کہتے ہیں یہ کیسا نام؟ جیسا تیرا نام ویسا میرا نام، ارے تو نے ایک حج کیا حاجی کہتا ہے میں پانچ پڑھتا ہوں اس لئے نمازی کہتا ہوں۔ تو دوستو عمل کرنے میں اوپر والے کو دیکھو اور دوسری بات **اوروا شکروالی**، اس پر اب غور کر لو شکر کرو نعمتوں کے لئے نہیں میرے لئے، **واشکرو الرضائی** یہ ٹھیک ہے، میرا ضابطۂ رحمت ہے، **لان شکرتم لازیدنکم**، تم شکر کرو گے تو میں نعمتیں بڑھاؤں گا، مگر نعمت کے لئے شکر مت کرنا میری رضا کے لئے کرنا، شکر سے بھی مجھے چاہو، نعمت کے لئے عبادت مت کرو، عبادت خدا کے لئے کرو، نعمت کے لئے اگر عبادت کرو گے تو میں پوچھوں گا تو عبادت کر رہا ہے کہ تجارت! جنت کے لئے تو خدا کو پوجتا ہے جہنم کے لئے پوجتا ہے اگر جنت و جہنم نہ ہوتے تو کیا خدا پوجنے کے لائق نہیں تھا! سوچنے کی بات، حضرت رابعہ بصری تو حالت شکر نکل ہی پڑی بالٹی لے کر کے پوچھا تو کہا اسی پانی سے جہنم کو بجھانے جا رہی ہوں اور اس لکڑی سے جنت کو

جلانے جارہی ہوں تا کہ میرے خدا کو کوئی جنت کی لالچ میں نہ پوجے، جہنم کے خوف سے نہ پوجے اور حضرت علی کا یہ کلام اللہ اکبر کیا غضب کی بات ارشاد فرمائی ہے مولائے کائنات نے ، **ماعبدتک طمعاًفی جنتک ولا خوف من نارک ولکن وجدتک للعبادة فاعبدتک** ، اے خدا میں نے تیری جنت کی لالچ میں تجھے نہیں پوجا، تیرے جہنم کی خوف سے تجھے نہیں پوجا بلکہ میں نے تجھے عبادت کے لائق پایا اس لئے پوجا۔ یہ شُکر کا بڑا اونچا مقام شکر والے جو ہیں نعمت تو خدا کی رحمت سے انہیں ملے گی مگر نعمت مقصد نہ ہو، **واشکروالی** ، شکر گذار بندے بنے رہو۔ مگر مجھ سے طالب ہدایت رہو طالب نعمت نہیں اور یہاں پر اس چیز کو ذہن میں رکھ لیں جیسا کہ میں نے کہا کہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے نعمتوں کی معرفت ضروری ہے ان کا ذکر ضروری ان سے رابطہ ضروری اب نعمتوں کی کوئی بھی لسٹ بنائیں گے تو سب سے زیادہ نعمت سب سے بڑی نعمت وہی جس سے ہم کو ہدایت ملی گمراہی کے راستے سے نکل کر ہم ہدایت کی روشنی پر آئیے سب سے بڑی نعمت وہ جو وہاں کام آئے یہاں کی ساری نعمت یہیں رہ جائے گی جو نعمت وہاں ہو اور وہ نعمت کیسے ملے گی بس دو نقطوں میں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں اگر ہے خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(7)

صاحبِ کوثر

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

ادب گا ہیست زیرآسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ان کے رخ صفا کی صفا کچھ نہ پوچھیے
آئینۂ خدا بخدا کچھ نہ پوچھیے
جنت کی سلسبیل کی کوثر کی پوچھیے
ان کے گلی کی آب و ہوا کچھ نہ پوچھیے
قوسین تک پتہ ہے اس آقا کی سیر کا
پھر کیا ہوا، ہوا جو ہوا کچھ نہ پوچھیے
اپنے کو دے دیا ہمیں خواجہ کی شکل میں
میرے نبی کی شان عطا کچھ نہ پوچھیے
ان کے حضور ہاتھ اٹھانے کی دیر تھی
پھر کیا ملا جو ملا کچھ نہ پوچھیے
وہ آخری گھڑی مری بالیں پہ آ گیے
حیرت سے تک رہی تھی قضا کچھ نہ پوچھیے

اگر خموش رہوں تو توہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہوگیا محدود

بارگاہ رسالت وآل رسالت میں درود شریف کا نذرانہ عقیدت پیش فرمائیں۔

میں نے قرآنِ کریم کی ایک بہت ہی معروف ومشہور سورۂ مبارکہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا اس سلسلے میں اگر میں یہ کہوں تو بیجا نہیں یہ تو مشہور سورۂ مبارکہ ہے اگر میں ترجمہ نہ بھی کروں تو اس کی ضرورت آپ محسوس نہیں کریں گے۔

اعطینک الکوثر کی تحقیق ومفسرین کے اقوال:

اے محبوب ہم نے تجھ کو کوثر دے دیا، دیکھئے ایک چیز ہوتی ہے جس کو عطا کہتے ہیں اسی سے عطیہ تو آپ کسی کو کچھ بھی دے دیں وہ عطا ہے وہ ایک عطیہ ہے اور ایک چیز ہے جس کو اعطا کہتے ہیں عطا کے ساتھ بھی عطیہ اور اعطا کے ساتھ بھی عطیہ مگر تھوڑا سا فرق آپ ذہن میں رکھیں ہر ایک عطیہ کو عطا کہیں گے مگر اگر کوئی قابل قدر عطیہ ہو کہ دینے والے کی نگاہ میں اس کا وزن ہو تو وہاں اعطا کا لفظ لے آئیں گے تو ہم نے کوثر دے دیا، معلوم ہوتا ہے کوئی بڑی چیز دی گئی ہے، کوثر ہے تو بڑی چیز، پہلے تو میں علما کے اقوال آپ کے سامنے رکھوں گا یہ بھی یقین کریں کہ علما کے جتنے اقوال ہیں اس کے پیچھے کچھ ان کی دلیلیں بھی ہیں ایسا نہیں کہ کچھ انہوں نے ہوا میں کوئی بات لکھ دی ہے کچھ دلائل بھی ان کے ساتھ ہیں، انہوں نے کوثر کے معنیٰ کی وضاحت کی ہے اب قرآن میں چوں کہ لفظ کوثر ہی ہے تو اس کا اطلاق جہاں جہاں بھی ہو سکے تو وہیں دامن مراد اتنا ہی وسیع ہوتا چلا جائے گا چونکہ آپ ایک عظیم دارالعلوم کے افتتاحی اجلاس میں بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے دل ودماغ کی کھڑکیوں کو کھول کر بیٹھے اور پھر دیکھیں دارالعلوم سے کیا کیا چیزیں سکھائی جاتی ہیں کسی نے یہ کہا کہ کوثر سے مراد ہے حوضِ کوثر، کسی نے کہا کوثر سے مراد ہے نہر کوثر۔ ہم پوچھیں گے نہر کوثر سے کیا؟ کہا جنت کی ایک نہر ہے اور کہا یہ حوض کوثر کیا؟ یہ جنت کا ایک حوض ہے ایک بات بتاؤ جنت کا حوض جنت سے بڑا ہوگا کوئی مسجد کا حوض مسجد سے بڑا عمارت کے حساب ہی سے تو آپ حوض بنائیں گے ایسا تو نہیں کہ صرف حوض ہی حوض عمارت تو غائب ہے تو کیا سمجھے آپ ! کہ وہ حوض کوثر کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو مگر ہے جنت سے چھوٹا ہی ایسے ہی حوض کوثر کتنا ہی لمبی نہر بنا لیجئے مگر وہ جنت کے اندر

ہے تو وہ بھی جنت سے چھوٹی تو کیا دیا جنت کے ایک ٹکڑے کو دیا اور احسان اور ایثار میں اس کا ذکر کیا دیا؟ جنت کا ایک حوض دے دیا۔ آپ سوچیے اس وضاحت کی روشنی میں اور حالانکہ قرآن میں صراحت ہے **ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن**۔ درود پاک۔۔۔

غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے دو جنتیں:

رب کی بارگاہ میں کھڑا ہونے سے جو ڈرا اس کے لیے دو جنتیں **ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن**، رب کی بارگاہ میں کھڑا ہونے سے جو ڈرا اس کے لیے دو جنتیں۔ کیا مطلب! کہ رسول کے غلام کے لئے دو جنتیں اور آقا کے لیے صرف حوض۔ ایک بات سوچو کہ حوض تو ایک جنت سے بھی چھوٹا ہوگا دو جنت سے اور بھی چھوٹا ہوگا تو ٹھیک ہے اگر اس طرح کی سندیں ملتی اور اس کے شواہد ملتے ہیں وہ اپنی جگہ پر لیکن جب ہم غور کرتے ہیں تو یہ معنی شان رسالت سے کچھ زیادہ مناسب نہیں لگتا کہ ہم مقام احسان میں صرف ایک حوض کی بات کریں اور غلام جنت لے کے پھیرے غلاموں کو دو جنتیں ملیں اور آقا کو یہ صرف ایک حوض! سوچنے کی بات ہے کہ نہیں۔

کوثر سے مراد اسلام ہے:

کسی نے کہا کہ نہیں جناب کوثر سے مراد اسلام اگر آپ یہ کہتے ہیں تو اسلام ایک دین ہے اور خدا کا دین تو اس سے پہلے جو انبیا کرام کے پاس دین تھے وہ بھی خدا ہی کے دین تھے چاہے آپ دین ابراہیمی کہیں، چاہئے عیسوی کہیں، موسوی کہیں، کچھ بھی کہیں بنیادی طور پر وہ سب اسلام ہی ہیں تو اسلام تو سبھی کو ملا، چاہے اس وقت اسلام کے نام سے جانا پہچانا نہ جاتا ہو، مگر حضرت آدم سے لے کر حضرت خاتم تک جو دین تھا وہ ایک ہی دین تھا نسبتوں کا اختلاف ہے دین کا اختلاف نہیں ہے۔ تو یہاں اگر خدا نے دین دیا تو اس سے پہلے انبیا بھی دین لے کر آئے تو کونسی خاص بات ہو گئی کہ یہ کہا جائے کہ اسلام کوثر سے مراد ہے اس طرح تو کوثر تو سبھی کو مل چکا ہے۔

کوثر سے مراد قرآن ہے:

کچھ لوگوں نے کہا نہیں کوثر سے مراد قرآن۔ قرآن اللہ کی کتاب تو ایسی ہی جو آسمانی کتابیں تھی

اللہ ہی کتاب تھی۔ جن کو توریت، زبور، انجیل کے نام سے آپ جانتے ہیں اور پہلے جو مرسلین تھے وہ بھی سب صاحبِ کتاب تھے وہ بھی خدا ہی کے کلام تو اللہ کی کتاب تو سب کو ملی ہے اور بات ہے کہ فرق مراتب کتابوں کی بیچ میں ہو ایک کو تو خدا حدا عجاز تک پہنچا دے اس کی حفاظت کا انتظام خود کرے دوسرے کی حفاظت کو اپنے ذمہ کرم میں نہ لے اور بات ہے مگر کلام تو وہ خدا ہی کا ہے۔

کوثر سے مراد کلام اللہ ہے:

تو اگر صرف کلام دینے کو کوثر کہا تو خدا نے اپنے کلام سے نہ جانے کتنوں کو نوازا، سارے مرسلین کو نوازا ایک کو تو ایسا نوازا کہ اس کا نام ہی کلیم پڑ گیا۔ یہ بات بھی کچھ زیادہ کچھ بہت زیادہ لگتی ہوئی نہیں معلوم ہوتی۔

کوثر سے مراد اولاد ہیں:

کسی نے یہ کہا کہ کوثر سے مراد اولاد ہے اولاد تو کیا پہلے انبیا کو اولاد نہیں تھی! قرآن ہی کے اندر ہی ہے وجعلنٰھم ازواجا وذریۃ، پہلے کے جو رسول تھے انہیں ازواج بھی تھی اور صاحب اولاد بھی تھے اور پہلے نبیوں کی اولاد کو تو ایک شرف یہ بھی حاصل تھا کہ یہ بھی نبی، اولاد بھی نبی، یہ بھی شرف ملا۔ ہمارے رسول تو خاتم النبین ہو کر آئے ان کی اولاد کچھ بھی ہو جائے نبی نہیں ہو سکتی مگر وہاں نبی کی اولاد نبی تو اولاد بھی ٹھیک ہے خدا کی نعمت ہے مگر ان نعمتوں سے پہلے والوں کو بھی نوازا ہے تو یہ کونسا خصوصی عطیہ ہوا!

کوثر سے مراد معجزات ہیں:

کچھ لوگوں نے کہا کوثر سے مراد معجزات، ٹھیک ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم کے معجزات بے شمار ہیں مگر ایک بات بتاؤ انبیا کرام بھی معجزات سے خالی نہیں تھے کم زیادہ ہونا یہ ایک الگ بات ہے اشتراک کلی ہو، جزوی ہو، مشترک مشترک ہی رہے گا امر مشترک کو مختص کیوں بنایا گیا اور ایک بات بتاؤں انبیاء کرام کے معجزات تھے پہلے انبیاء کرام کے بیّن معجزات تھے اتنے بیّن معجزات نبی کے پاس نہیں ہے یعنی اس کا اظہار نبی نے نہیں کیا اور نہ نبی کے ذریعہ بیّن معجزات

کا اظہار کرایا گیا۔ ارے بھائی مردے کو زندہ کر دینا، کوڑھ والے کو اچھا کر دینا، بیّن معجزات ہیں۔ اندھے کو انکھیارا بنا دینا، لاٹھی کو اژدھا بنا دینا، گریبان سے ہاتھ نکالا تو روشن دکھا دینا، یہ کتنے بیّن معجزات ہیں۔ اس طرح بین معجزات نبی کریم کے پاس نہیں یہاں تک کہ جب اسی طرح کے معجزات کا مطالبہ قوم نے کیا کہ ہمیں ایسی نشانی آپ دکھائیں جو پہلے رسولوں کو دی گئی تو اس کے بدلے میں نبی چاہتے تو ویسی نشانی دکھا سکتے تھے مگر نبی نے دکھایا نہیں۔

سنتِ الٰهیه:

قرآن نے یہ نہیں کہا کہ اے محبوب تم نبی ہو لاٹھی کو اژدھا بنا دو، مردے کو زندہ کرو، یہ نہیں کہا کہ بلکہ یہ خدا نے یہ کہا اے محبوب ان سے پوچھو کہ اس قوم میں بھی معجزے دیکھنے والوں نے دیکھا مگر مانا نہیں کیا تم دیکھ کر مان جاؤ گے؟ کیا یہ مان جائیں گے؟ انہوں نے مانا نہیں تو ہم نے ہلاک کر دیا انہیں دیکھو میں سنت الٰہیہ بتاؤں جب کسی قوم نے نبی سے معجزے کا مطالبہ کیا اور نبی نے معجزہ دکھایا اب اگر اس نے نہیں مانا تو خدا نے اسے ہلاک کر دیا تو معجزہ دکھانے کے بعد اب ماننا ضروری ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ تو نبی ایسے کریم ورحیم تھے وہ انہوں نے ایسا معجزہ ہی نہیں دکھایا کہ نہ مانو تو ہلاک کر دیئے جاؤ وہ ہلاک کرنے والے نہیں تھے وہ **رحمة للعالمین** تھے دیکھا صاحب، تو بین معجزات آپ کہیں کہ صاحب اس طرح کے پہلے انبیا کے پاس تو زیادہ تھے اور نبی کے پاس بین معجزہ نہیں اسے تو نبی کی فضیلت کم ہو جاتی ہے درجہ کم کیوں کرتا ہے کہا درجہ کم نہیں ہوتا۔

بیّن معجزے کی ضرورت:

ایک بات بتاؤں میں، معجزے کی ضرورت کیا بغیر معجزے کے اگر کوئی مان لے تو معجزے کی ضرورت کیا! جانتے ہو معجزہ کس لیے ہوتا ہے، تائید کے لیے ہوتا ہے، اس لیے کہ منکر انکار کرتا ہے آپ معجزے کے ذریعے منواتے ہیں تو میں اگر نبی نہ ہوتا تو میرے اندر یہ بات کہاں سے ہوتی

یہی تو ہوتا ہے تو تائید تائید کے لیے ہونا ہے قوت کہاں سے آنے والی تو تائید کس کی کی جاتی ہے قوت کسے پہنچائی جاتی ہے جو کمزور ہو۔ ایک بات بتاؤ چھوٹے بچے کو میں بھیجتا ہوں اگر تو کسی کو ساتھی بنا دیتا ہوں کہ کمزور ہے ساتھی کی ضرورت ہے، نگراں کی ضرورت ہے کہیں بھٹک نہ جائے، کہیں لوگ اس کو تکلیف نہ پہنچا دیں چھوٹے کو، اگر بڑا بچہ جا رہا ہے، کسی ساتھی کی ضرورت نہیں کسی نگراں کی ضرورت نہیں تو تائید کی ضرورت کیا ہے! تائید کی جاتی ہے اس کی جو نسبتاً کمزور ہو قوی کو اس کی ضرورت نہیں مضبوط کو اس کی ضرورت نہیں ہے وہاں ضرورت تھی کہ بیّن معجزہ دیکھا جائے کہاں حضرت مسیح کے معاملے دیکھیے کہ حضرت مسیح اگر بیّن معجزہ نہ دکھائیں ماں کی گود میں نہ بول پڑتے، مردے کو زندہ نہ کرتے تو بڑا مشکل مسئلہ تھا۔ مشکل مسئلہ یہ تھا کہ اس دور کے بے عقل لوگ ان کی ماں پہ تہمت لگا رہے تھے، ان کے نسب پہ شبہ کر رہے تھے تو جب ان کے نسب پہ شبہ ہو رہا تھا تو ضرورت تھی کہ ایک بیّن معجزہ دکھا کر کے اس شبہ کا خاتمہ کر دیں، تو تائید کی ضرورت وہاں ہے جس کے نسب کو لوگ شک سے دیکھیں اور یہاں ضرورت نہیں کہ چہرہ دیکھو تو ایمان مل جائے۔

۔۔درود پاک۔۔

سند کی افادیت:

دیکھو پہچانا جاتا ہے جسے لوگ پہچانتے نہ ہو یہ تو ایسے ہیں **یعرفونه کما یعرفون ابناءھم**، ایسا پہنچانتے ہیں جیسے اپنے بچوں کو پہنچانتے ہیں تو دیکھو صحت کی ضرورت اسے ہوتی ہے جو خود کمزور ہو، مثال کے طور پر ایک معمولی آدمی آ کر کے یہ کہے کہ صدر جمہوریہ نے یہ کہا، یہ پیغام دے کے مجھے بھیجا ہے، اس سے میں یہ کہوں گا صدر کا پیغام ہے اس کے لیے تو مجھے سند دکھا، ارے تو آپ لوگ کرتے ہی رہتے ہیں سند خوب دیکھتے ہیں جب کسی مدرسے کا سفیر آتا ہے سفیر آتا ہے تو سفارت نامہ دیکھتے ہیں، مہر دیکھتے ہیں یہ بے چارے اگر کہتے ہیں میں سفیر ہو تو آپ مانتے نہیں دارالعلوم شاہ عالم کا سفیر آیا تو آپ اس سے سند مانگتے ہیں، سند دکھاؤ کہ تو دارالعلوم سے آیا ہے

مگر وہیں سے اگر مفتی بشیر صاحب آ گئے تو آپ سند نہیں مانگتے معلوم ہوا کہ سند اس سے مانگی جاتی ہے جس پر شک کیا جا سکتا ہے تو اگر ایک معمولی آدمی یہ کہتا کہ صدر جمہوریہ نے یہ کہا تو آپ سند مانگتے ہیں مگر وزیر اعظم ہی آ کر کہے کہ صدر جمہوریہ نے کہا آپ کہے سند مانگتے ہیں مگر وزیر اعظم ہی آ کر کہے کہ صدر جمہوریہ نے کہا آپ کہے سند دکھاؤ بات تو وہی چیز کی ہے مگر کہنے والے کا امکان ہے مرتبہ ہے کہ یہ جو بول رہا ہے وہ سہی ہے تو دیکھو یہ بڑی خاص بات ہے کہ سند کی ضرورت سے یہ نہ سمجھو کہ اگر کسی کے پاس سندیں زیادہ ہو تو وہ بہت اونچے مقام کا ہو گیا۔ اس کو ضرورت ہے اپنے کو منوانے کے لئے بہت ساری سندوں کی مگر کچھ ایسے مستند ہوتے ہیں جس کی سند کوئی پوچھتا ہی نہیں کہ تیرے پاس کہاں کی سند ہے تو دوستو گروہ انبیا میں وہ ابتدائی دور تھا لوگوں کے عقل کی رسائی اونچی نہیں تھی انبیا کو پہنچاننے کی صلاحیت نہیں تھی انہیں سند چاہتے تھے تو معجزات معجزات کو سند کے طور پر رکھ دیا گیا مگر نبی کریم کا تو معاملہ ایسا تھا کہ کسی سند کی ضرورت ہی نہیں تھی جو چہرہ دیکھتا تھا مسلمان ہو جاتا تھا، آنکھیں ملاتا تھا مسلمان ہو جاتا تھا، دو چار کلمے سن لیتا تھا مسلمان ہو جاتا تھا۔ سوچو فاروق اعظم مسلمان ہو گئے اور یہ نہیں کہا کہ سند دکھاؤ، صدیق اکبر مسلمان ہو گئے یہ نہیں کہا کہ معجزہ دیکھا علی مرتضیٰ مسلمان ہو گئے، یہ نہیں کہ آیت پیش کیجئے یہ مسلمان ہوتے چلے ہی جا رہے ہیں اسلام بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے تو یہ اس آنے والے کے باکمال ہونے کی دلیل ہے، اس کے اتنے باکمال ہونے کی دلیل ہے کہ بس اس کی زبان سے جو نکل گیا وہی سند ہے تو یہ بات بھی بہت فضیلت والی نہیں لگتی کہ کوثر سے مراد معجزات ہیں کس نے کہا کہ نہیں۔

کوثر سے مراد امت ہے:

کوثر سے مراد امت ہے۔ کیا پہلے نبیوں کی امت نہیں تھی ارے کم سہی کہیں زیادہ کہیں کم مگر تھی کہ نہیں ایک سو بیس صف جب لگے گی تو چالیس صف تو پہلے والوں ہی کی ہے نا، ہمارے نبی کی اسی صف میں ان کی چالیس صف، مگر ہے تو نا۔ تو وہ بھی تو امر مشترک ہی رہا یہ کوئی خاص خصوصیت والی

بات نہیں رہی اور مقام یہاں ہے خصوصیت ہی کا تو یہ کون سا عطیہ ہے جو مخصوص ہے تو میرے ذہن میں کھٹک تھی۔

کوثر سے مراد آخر کیا ھے؟؟؟

اس کو میں آپ کے سامنے پیش کر دیا اب یہ مسئلہ حل ہوا کہ نہیں کہ پھر آخر کوثر سے مراد ہے کیا؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ پہلے قرآن کے لفظ سے جو بات زیادہ قریب ہو ادھر آپ کے ذہن کو لیجانا چاہتا ہوں، اپنے ذہن کو لیجانا چاہئے کہ قرآن کے لفظ سے دیکھو یہ کوثر کا لفظ ہے یہ مبالغہ کا صیغہ ہے سمجھا جیسے جوہر جس میں بڑی آب وتاب ہو، جوہر زیادہ روشن جس میں انتہا درجے کا ظہور وہ جوہر۔ تو اب کوثر کا معنی کیا لیے کہ انتہائی غائتِ کثر کوثر کثرت کی انتہا، غایت کثرت تو وہ کثرت کی انتہا کیا ہے، دیکھو کثرت کی انتہا اگر کثرت کے اندر لے گئے آپ اس انتہا کو کثرت کا جز ہو جائے گا لہٰذا جو کثرت کی انتہا ہو وہ کثرت کے باہر ہو غایت کثرت وہ حدِ کثرت سے باہر ہوا گر اندر لیا تو وہ جزوِ کثرت ہو گیا تو کثرت کے باہر کیا ہے وَحدت ایسے محبوب میں نے اپنے کو تجھے دے دیا اب جب خدا ان کا ہو گیا تو اب جنت بھی ان کی، حوض بھی ان کا، کوثر بھی ان کا، معجزہ بھی ان کا، کمال بھی ان کا، جمال بھی ان کا، ایک ایسی چیز مل گئی کہ اس کے کارخانے قدرت میں جو کچھ ہے سب ان کا، اس کارخانۂ قدرت میں جو کچھ ہے سب ان کا، اے محبوب ہم نے تجھے اپنے کو دے دیا تو اے محبوب جب ہم نے تجھے اپنے کو دیا۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ، تو بھی اپنے کو ہمیں دے دے تو بھی نماز، بدنی عبادت بھی میرے ہی لیے ہو، مالی عبادت بھی میرے ہی لیے، تیری جان میرے لیے ہو، تیری زندگی میرے لیے، تیرا عمل میرے لیے تیری صلوٰۃ میرے لیے ہو، دیکھو صلوٰۃ جو ہے یہ تو نماز بدنی عبادت، قربانی مالی عبادت، یہ بنیادی حیثیت سے اس میں ساری عبادتیں آئی ہیں تو اے محبوب جان ومال سے تو میرا ہو جا، میں تیرا ہو گیا، تو میرا ہو جا محبوب کی بارگاہ بڑی نازک ہے۔ ہمیں علما نے بتایا تھا کہ ”من کان للہ تعالیٰ کان اللہ لہ، جو اللہ کا ہوتا ہے اللہ اس کا ہوتا ہے

تو خدا نے دوسروں کے لیے قانون یہ بنایا جب تو میرا ہو گا تب میں تیرا ہوں گا مگر محبوب تیرا تو میں پہلے ہو چکا ہوں اور اب تو میرا ہو جا۔۔۔۔۔۔درود پاک۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دوسروں کے لیے قانون اور ہے محبوب کے لیے کچھ اور ہے اے محبوب پہلے تو ہو پھر میں تیرا ہوں ایسا تو نہیں تو میرا ہو ہی گیا میں تو تیرا ہو گیا تو میرا ہو جا ذرا سا آپ خیال کریں اور اے محبوب میں تیرا تو میرا جو تیرا بدگو ہے جو تیرا مقابل ہے وہ ابتر، اب اس کا کوئی تقاضہ نہیں اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں اس کے کوئی بیٹھنے کی جگہ نہیں تیرا بدگو تیرے گستاخ کو اب کوئی جگہ نہیں۔ ارے انتہا کی بات بتاؤں محبوب جنت تو بڑی چیز ہے، عرش تو بڑی چیز ہے اس کے لئے مٹی بھی ٹھکانہ نہیں اگر وہ مٹی میں بھی اپنا ٹھکانہ چاہے تو اس کو ٹھکانہ نہیں ملے گا تیرے بدگو کو یہ کہنا پڑے گا **یلیتنی کنت ترابا** ارے میں مٹی ہی ہو جاتا مگر میں اسے وہ بھی ہونے نہیں دوں گا۔ ذرا سا آپ خیال کریں۔

خدا و مصطفیٰ کا تعلق:

یہ عجیب بات ہو گئی! خدا محبوب کا ہو گیا اور محبوب خدا کے ہو گئے تو ایسا تعلق پیدا ہو گیا کہ اب محبوب ہی کے تعلق کو خدا کا تعلق کہیں گے خدا اور رسول میں تعلق قاب قوسین پیدا ہو گیا، اس کے تعلق سے **دنیٰ فتدلیٰ فقاب قوسین او ادنیٰ**، یہ رسول اتنا قریب ہوئے، اتنا قریب ہوئے کہ دو قوس کی قاب ہو گئے، تو اس کی وضاحت تو علما اپنے اپنے انداز سے کرتے ہیں مگر جو چیز مجھے پسند ہے میں اسے تفسیر کبیر کے حوالے سے پیش کروں گا۔ ایک انداز تو یہ بھی ہے کہ بڑی معنویت رکھتا ہے اگر آپ سوچیں دو قوس کی قاب وہ کمان آپ نے دیکھا جس پہ تیر چلاتے ہیں تو قوس جو ٹیڑھی ہے اس کو قوس کہتے ہیں وہ جو رسی ہوتی ہے جس پر اوپر آپ تیر رکھ کر کھینچ کے مارتے ہیں اس کو قاب کہتے ہیں، تو وہ جو کمان ہے اور جو یہ قاب ہے اگر قاب نہ ہو تو تیر بھی نہ چلے گا قاب پر رکھ کر کھینچتے ہیں کھینچنا ہے تم کو اپنی طاقت سے، جتنی طاقت سے کھینچو گے اتنا ہی تیز تیر نکلے گا اسی کو قاب کہتے ہیں۔ دسترخوان کا قاب آپ نہ سمجھ لیجئے گا۔ تو اب دو قوس کی تو آپ دائرہ بناؤ گول سا اور بیچ میں

ٹکڑے کر دو تو وہ بیچ والی لکیر جو ہے اوپر کی بھی قاب ہے اور نیچے کی بھی قاب ہے ایک قوس نیچے ایک قوس اوپر دو ہے اور قاب ایک اب اسی قاب پر کچھ رکھ کے اوپر کچھ جائے گا اور نیچے بھی آئے گا تو اسی قاب کے اوپر رکھ کر اوپر والا نیچے بھیجے گا تو اسی قاب پہ رکھ کے نیچے والی کی بات اوپر جائے گی تو اسی قاب کے اوپر تو اے محبوب اوپر وجود کی کمان اور نیچے امکان کی کمان اور تو دونوں کے بیچ کی قاب ہے اب امکان والا کچھ لینا چاہئے تو اسی قاب کو واسطہ بنائے اور وہاں سے بھی کچھ آئے گا تو اسی قاب کے ذریعے آئے گا۔ یہ تو فلسفیانہ انداز کی بات ہوگئی۔ مگر میں آپ کو وہاں کے رسم ورواج کی بات بتاؤں عرب اور اس کے حساب میں توضیح کروں اور وہ ہمارے لیے مناسب بھی ہے توضیح کہ۔

نبی کا دوست اللہ کا دوست، نبی کا دشمن اللہ کا دشمن:

عرب کا طریقہ یہ تھا کہ جب دو سردار آپس میں موافقت کرتے تھے، میل کرتے تھے تو ان کا طریقہ تھا دونوں سردار رات کو اپنی اپنی کمان لے کے نکل جاتے تھے، رات کی تاریکی میں سناٹے میں، کسی میدان میں چلے گئے، کسی جنگل کی طرف چلے گئے، دونوں پھر وہاں ملتے تھے اب وہاں دو کے سوا تیسرا نہیں، پھر دونوں کیا کرتے تھے؟ اپنی کمان کو ملا دیتے تھے قوس سے قوس کو ملا دیا، قاب کو قاب سے ملا دیا اور پھر دونوں اپنے ہاتھ سے پکڑتے تھے اور اس میں ایک تیر رکھتے تھے۔ تو قوس تو دونوں کی ہے قاب بھی رکھ کر کھینچ کے چھوڑ دیتے تھے اس کو نیک فالی کے طور پر وہ ایسا کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ ہم دونوں کی کمانیں دو ہیں مگر تیر ایک ہے جدھر میرا تیر چلے گا ادھر تیرا تیر چلے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو تیرا دوست ہوگا وہ میرا دوست ہوگا جو تیرا دشمن ہوگا وہ میرا دشمن ہوگا۔ یہ ہے تعلق قاب قوسین تو جب خدا نے عرب کے انداز سے تعلق قاب قوسین کو ظاہر کرنا چاہا تو اپنے محبوب کو اندھیری رات میں ایسی جگہ پہنچایا ایسی جگہ پہنچایا کہ وہاں محبوب کے سوا کوئی نہ جائے جہاں محب اور محبوب کے سوا کوئی نہ ہو اور محبوب محب کی قاب قاب سے مل گئی کمان کمان سے مل گئی اور جب تیر وہاں سے چلا اب جو محبوب کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے جو محبوب

کا دوست ہے وہ خدا کا دوست ہے رسول اور خدا میں تعلق قاب قوسین ہو گیا۔ ۔ درود۔ ۔ ۔

مقصد تخلیقِ کائنات:

اور ظاہر ہے بات خدا نے جس چیز کو دوسروں کے لیے بنایا تو پھر جس کو اپنے لیے کیا بنائے گا انما الدنیا خلقکم وانکم خلقتم للآخرۃ دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لیے پیدا کئے گئے ہو، ظاہر ہے کہ وہی مقصود کائنات ہو خدا جس کو اپنی ذات سے یہ فرمادے میں تیرا ہو گیا وہ کائنات میں بہت اہم شخصیت ہے مگر میں بتدریج آپ کو سمجھاؤں اسی سے سمجھ لیں گے کہ مقصود کائنات کیا ہے دیکھئے خدا نے جو دنیا بنائی تو تخلیق کا مقصد کیا ؟ وہ کیا چاہتا ہے؟ دنیا بنانے سے وہ وَحْدت کا ظہور چاہتا ہے یا کثرت کا، ظہور اگر آپ کہیں کہ وہ وحدت کا مقصود ہے تو پھر دنیا کی تخلیق کی ضرورت نہیں۔ اس لیے واحد حقیقی تو خود خدا کی ذات ہے تو جب واحد حقیقی پہلے ہی سے موجود ہے تو اب کسی فرضی اور مثنوی واحد کی ضرورت کیا ہے! جب حقیقی واحد موجود ہے تو بناوٹی واحد کی ضرورت کیا! لہٰذا پتہ چلا کہ دنیا کی تخلیق کا مقصد کثرت اور مقصد کو سمجھ لو کہ تخلیق کا عمل جہاں رک جائے اور آگے نہ بڑھے تو سمجھ لو مقصد یہی تھا آپ کام کرتے ہیں نا، کرنے کا ایک انتہا ہوتا ہے وہاں پر آپ کا کام ختم ہو جاتا ہے، تو ہم سمجھ لیتے ہیں مقصد یہی تھا بنانا، جو ہے مقصد یہی تھا، تو یاد رکھو یہ جتنے مفرد ہیں وہ خود مقصد نہیں ہیں وہ کسی مرکب کے لیے بنائے جاتے ہیں، معجون میں اجزا بہت ہوتے ہیں مگر حکیم صاحب سے پوچھو وہ کہتے ہیں یہ سارے اجزا جو ہیں وہ فلاں معجون بنانے کے لیے، یہ اسٹیج کے اجزا بہت ہیں مگر وہ مقصود نہیں تھے بنانے کے لیے تو اجزا مقصود نہیں ہوتے، ان اجزا سے جو کچھ بنایا جاتا ہے وہ مقصود ہوا کرتے ہیں، اینٹ پتھر مقصد نہیں وہ عمارت مقصد ہے جو تم نے اینٹ پتھر سے بنایا ہے۔ تو اب جب خدا نے فرشتوں کو بنایا اگر وہی فرشتوں کو بنا کے کسی کو نہ بناتا تو میں سمجھ لیتا کہ تخلیق کا مقصد فرشتے ہیں مگر تخلیق کا عمل رکا نہیں، فرشتوں کو بنایا تو دوسری مخلوقات کو وہ بناتا چلا جا رہا ہے اور کہیں رکا نہیں زمین بنایا آسمان بنایا

چاند سورج ستارے دریا پہاڑ درخت بنا تا چلا جا رہا ہے، تخلیق کا عمل کہیں نہیں رُکا تو سمجھ میں بات آئی یہ مقصد نہیں اگر یہی مقصد ہوتے تو بعد میں کام ختم دیکھا آپ نے اس کے بعد آخر میں ایک نوع بنائی اس نوع کا نام ہے انسان تم کو بنانے سے پہلے خدا نے سب کچھ بنا دیا ساری چیزیں موجود ہو گئی تمہارے بعد پھر کوئی نئ قسم مخلوق کی خدا نے نہیں پیدا کی انسان جو ہے یہ خدا کی تخلیق کی آخری نوع ہے آخری قسم ہے اس کے بعد کوئی نبی قسم نہیں بنائی گئ اگر کوئی نئ قسم بنا دی جاتی تو میں سمجھتا انسان بھی مقصد نہیں ہے مگر انسانوں کو بنا کر کے خدا نے کوئی نئ قسم نہیں بنائی اس سے پتہ چلا ہے کہ مقصد تخلیق انسان ہے اسی لیے اس کے سر پر خلافت کا سر تاج رکھا گیا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اسی لئے کرامت کا جامہ پہنایا گیا لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ یہ سب اعزازات ملے ہیں اور وہ اسی لیے کائنات کی تخلیق کا مقصد ہی انسان ہیں، کتنا اونچا مقام ہو گیا انسان کا، کتنا اونچا درجہ ہو گیا انسان کا۔

انسان کی تین قسمیں:

مگر ایک بات بتاؤں انسان کی بھی تین قسمیں ہیں ایک کافر، ایک مومن، ایک نبی، تو کافروں کا معاملہ یہ ہوا کہ یہ جس کام کے لئے بنایا گیا تھا اس کام میں آیا نہیں، ارے بھئی دیکھو مٹی بنائی گئ تھی کہ درخت فائدہ اٹھائے، مٹی نے اپنے کو درخت پر قربان کر دیا، درخت بنائے گئے تھے کہ جانور فائدہ اٹھائے، درختوں نے اپنے کو جانور پہ قربان کر دیا، جانور بنائے گئے تھے کہ انسان فائدہ اٹھائے، جانوروں نے اپنے کو انسانوں کے حوالے کر دیا، ارے بھئی انسان تو بڑے بیوقوف ہیں جو جانوروں کے حوالے ہو گئے۔ مطلب یہ ہے کہ جس کو جس کام کے لیے خدا نے بنایا وہ اس پر اپنے کو خرچ کرتا رہا، اپنے کو صرف کرتا رہا اور یہی صرف کرنا بتا رہا ہے کہ یہ مقصد نہیں یہ اینٹ پتھر مقصد نہیں اگر یہ مقصد ہوتے تو دوسرے کی خدمت کیوں کرتے، یہ درخت مقصد نہیں ہے اگر یہ جانور مقصد ہوتے تو جانوروں کا چارہ کیسے بنتے، یہ انسان مقصد ہے یہ حیوان بھی مقصد نہیں

اگر یہ جانور مقصد ہوتے تو یہ انسانوں کے خادم کیسے ہوتے، جو اپنے کو دوسرے پر خرچ کر دے وہ مقصد کے دائرے سے نکل گیا اب انسان جو ہے وہ مقصد بن گیا تو انسان کی میں نے تین قسمیں بتائی کافر، مومن، نبی، کافر جو ہے یہ جس کام کے لیے بنایا گیا تھا اس میں صرف نہیں ہوا بیکار ہو گیا اس کو میں ایسے بتاؤں بریانی کس لیے بناتے ہوَ، محنت کر کے جو بناتے ہو نا، کس لیے بناتے ہو پھینکنے کے لیے! کسی نے پھینکنے کے لیے بنائی! کھانے کے لیے۔ مگر جیسے پکی ویسے ہی سڑ گئی اب کیا کرو گے اگر بریانی سڑ جائے، خراب ہو جائے، کھاؤ گے! تو جب انسان کام کے لائق نہیں تو پھینکا ہی جائے گا نا۔ کافر کی مثال ایسے ہی ہے تو بنایا گیا تھا تو اچھا اور اچھے کام کے لیے بنایا گیا تھا مگر جب اس کام میں نہیں آیا تو یہ جانور سے بھی بدتر ہو گیا تو وہ سڑ گیا اب وہ اس لائق نہیں ہے کہ رکھا جائے۔ **اولئك هم شر البريه** یہ جانور بدتر اس لیے ہو گیا کہ جانور اپنے مقصد کو سجھتا ہے کہ ہم انسان کی خدمت کے لیے ہیں، یہ نہیں سمجھ رہا ہے۔ تو یہ سڑا ہوا گوشت ہے یہ تمہارے بدن کا ناسور اسے کاٹ کر کے پھینک دیں مقصد تو تھا کہ رسول کا غلام بن جائے نہیں تو بیکار ہو گیا تجھے مقصد بنانا بڑی بات ہے اور ایسا سڑا کہ پھر جانور بھی نہ کھائے گا اب اس کے بعد آپ خیال کریں تو اب رہنے دو۔

نبی اور مومن

بچے ایک مومن ایک نبی مومن ایمان والا مومن کی تعریف کیا ہے ایمان والا ہے اور ایمان کیا ہے **هو التصديق بما جاء النبی** نبی کی تصدیق یہ ایمان تو ایمان کے لیے نبی کا وجود ضروری اسی لیے دوستو جو لوگ نبی کو چھوڑ کر کے خدا کو مانتے ہیں وہ موحد بنتے ہیں اور جو نبی کے دامن سے وابستہ ہو کر خدا کو مانتے ہیں وہ مومن ہوتے ہیں، قرآن موحد بنانے نہیں آیا ہے مومن بنانے آیا ہے۔ تو ایمان بغیر نبی کے وجود کے مل نہیں سکتا تو ایمان کی مثال سائے کی ہوگی سایے کا اپنا مستقل وجود نہیں ہوتا، سورج کی روشنی پڑتی ہے تو وجود ہوتا ہے، دیوار کا سایہ وہ اپنے وجود وعدم میں بالکل بے

اختیار ہوتا ہے ، سورج جب تک چاہے پڑے سایہ سورج ہی سے بڑھتا ہے نا ، سایہ جو سورج کا صدقہ ہے کہ نہیں مگر سائے نے کبھی سورج کو دیکھا کیا تعجب ہے انہیں کا صدقہ کھا رہے ہیں زیارت نہیں ہوئی ہے سایہ نے کبھی سورج کو دیکھا مگر جو لائق سایے ہوں گے وہ تو دیکھیں گے نہیں مانیں گے اگر وہ سورج نہ ہوتا تو میں کہاں سے ہوتا اور جو نالائق سایہ ہوگا وہ کبھی دیوار سے شکایت بھی کرسکتا ہے اے دیوار ذرا تو ہٹ جا میں سورج کو دیکھنا چاہتا ہوں تو دیوار کہے گی اگر میں نہ رہا تو تو کہاں رہے گا! میرے ہی وجود سے تیرا وجود ہے میں ہی نہ رہوں تو تو کہاں سے تو معلوم ہوا کہ ایمان یہ سایہ ہے، ظِل ہے، تو اب یہ مستقل وجود نہیں رہا جو مستقل وجود ہی نہ ہو وہ مقصود تخلیق کے لئے کیسے ہوسکتا ہے، وہ مقصود کائنات کیسے ہوسکتا ہے، تو اب مستقل وجود صرف نبی کا ہے لہٰذا مقصود کائنات صرف انبیا کی ذات ہے، یہی وہ ہیں جو اللہ کے خلیفہ ہیں، یہی وہ ہیں جو کائنات کی ساری بڑائیوں کو لیے ہوئے ہیں، تو انبیا کرام کیا ہوئے مقصود کائنات، مگر مقصود کائنات کے اندر ثبوت تو ہوگئی، انبیا ہوگئے، مگر اب نبوت سے کیا مقصود ہے؟ تو ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت آدم کو خدا نے پیدا کیا، نبوت کے شرف سے مشرف فرمایا، نبوت کا تاج پہنایا، خلافت کی مسند پر بٹھایا، اب اگر نبوت کا سلسلہ اب وہیں ختم ہوجاتا تو ہم سمجھ لیتے کہ مقصود کائنات حضرت آدم ہیں، مگر ایسا نہیں ہوا ہم پھر دیکھتے ہیں کہ حضرت نوح آرہے ہیں تو پتہ چلا مقصود نبوت آدم نہیں ہیں، مقصود نبوت حضرت آدم نہیں، حضرت نوح آکر کے بتادیا اگر حضرت نوح پر بات ختم ہوجاتی تو ہم سمجھتے مقصود یہی ہیں، مگر ان کے بعد حضرت ابراہیم بھی آرہے ہیں، ان کے بعد انبیا کا سلسلہ چلا آرہا ہے، یہاں تک حضرت مسیح تک یکے بعد دیگرے انبیا آتے رہے، نبوت کا چرچا ہوتا رہا، سب نے خدا کے شرف ہمکلامی حاصل کیا اور خدا کا ہمکلام ہونا ہی تو شان نبوت ہے، تو سب شرف حاصل کررہے ہیں مگر بات کہیں رک نہیں رہی ہے عیسیٰ کے بعد بھی ایک آیا مگر جب وہ آیا وہ اب سند لے کر آیا کہ اب میرے بعد کوئی نہیں آئے گا، سلسلۂ نبوت کا سلسلہ یہیں ختم

ہو گیا، میں خاتم النبین اللہ کا رسول اس کے ساتھ ساتھ خاتم النبین جب نبوت کا سلسلہ یہیں ختم ہو گیا تو بات سمجھ میں آ گئی کہ مقصود یہی تھا جس کے لئے دنیا سجائی گئی زمین کا فرش بچھایا گیا آسمان کا شامیانہ لگایا گیا چاند و سورج کے چراغ جلائے گئے ستاروں کی قندیلیں روشن کی گئیں اسی کا آنا مقصود تھا جس کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیا کرام کو بھیجا گیا تا کہ اس کے آنے کا چرچا کریں وہ آئے گا اسی لیے ہر آنے والا اس آنے والے کی بشارت دے رہا ہے ہر آنے والا اس آنے والے کی پہچان کر رہا ہے ایک لاکھ بیس ہزار انبیا کرام یہ کہتے چلے گئے کہ آنے والا آئے گا اور بعد میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام یہ کہتے رہے کہ آنے والا آ گیا ادھر بھی چرچا ہو رہا ہے ادھر بھی چرچا ہو رہا ہے اب قیامت تک انہیں کا چرچا ہوتا رہے گا اس سے پتہ چلا کہ مقصود کائنات ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب بات سمجھ میں آ گئی کہ اے محبوب میں نے تجھے مقصود کائنات بنا کر خود اپنے کو تیرے حوالے کر دیا تو بھی ہمارے حوالے ہو جا میں تو سمجھتا ہوں کہ رسول کریم خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو گیا ان کے آخری نبی ہونے کا ابھی ذکر ہو گیا اب چاہئے کہ میں اپنے بیان کو بھی آخری منزل تک پہنچا دوں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(8)

اللہ کی مدد

ایاک نعبد و ایاک نستعین

حسن فطرت کے ہر ایک جلوے سے بیگانہ بنا
دل بڑا ہوشیار تھا اس در کا دیوانہ بنا
اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے
گر کچھ کہا تو تیرا حسن ہوگیا محدود

درود پاک۔۔۔۔

قرآن کریم کی سورۂ مبارکہ کے جس ارشاد مقدس کو میں نے آج کے لئے سرنامۂ بیان قرار دیا ہے اس میں ایک اعتراف ہے بارگاہ خداوندی میں جسے ہم پیش کر رہے ہیں کہ اے رب ہم تجھی کو پوجیں، تجھی کو پوجتیں ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ایاك نعبدو ایاك نستعین

گفتگو کے گوشے بہت ہیں اور ہر ایک پہلی شئی حاصل بحث کا وقت نہیں رہتا۔

عبادت کیا ھے؟

حاصل کلام ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تو آپ نے کبھی سوچا کہ یہ عبادت ہے کیا؟ آپ کہتے ہیں تو عبادت کرتے ہیں تو کیا کرتے ہیں! اور کبھی آپ نے غور کیا کہ عبادت کی منزل کب آتی ہے عبادت کے اعتراف سے پہلے وہ کونسی منزلیں ہیں کہ ادھر سے آپ نہ گزریں تو عبادت کا وجود ہی غائب، عبادت کا وجود ایمان کے بغیر ناممکن ماننا، جس کی آپ عبادت کریں گے کیا یہ ہوسکتا ہے کہ کسی کو نہ مانو اور عبادت شروع کردو تو اب اس کو تو ماننا ہے نا بغیر مانے

آپ عبادت کرے اس سے پہلے اس پر ایمان لازم ہے لازم ہے کہ نہیں اور ماننے سے پہلے اس کا علم لازم اس لئے کہ معرفت ہی نہیں ہوگی۔

خدا کی معرفت ضروری ہے:

پہچانو گے نہیں تو مانو گے کیسے؟ پہلے آدمی پہچانتا پھر مانتا ہے، پھر جھکتا ہے، بغیر مانے جھکتا نہیں بغیر پہچانے مانتا نہیں اور یہ بھی کہ پہچاننے کے لئے بھی ضرورت ہے، معرفت کے لئے ضرورت ہے، ذریعۂ معرفت جب تک معرفت کا ذریعہ ہی نہیں ہوگا معرفت نہیں اور ہم آپ پوچھتے ہیں کہ خدا کی عبادت کرنے والو خدا کو مانا اور ماننے سے پہلے جانا اگر نہیں جانا تو مانا کیسے اور اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ خدا کی معرفت کا ذریعہ کیا وہ وسیلۂ معرفت نہیں تو معرفت نہیں معرفت نہیں تو ایمان نہیں ایمان نہیں تو عبادت نہیں رشتے یہاں سے وہاں تک لگے۔ تو اب وسیلۂ معرفت تلاش کر وہ کونسا وسیلہ ہے جس نے خدا کو پہچانوایا۔ آپ اگر کہیں گے ہم عقل والے ہیں ہم ہوش والے ہیں ہم حیوان ناطق ہیں ہم یہ ہیں ہم وہ ہیں ہماری عقل جو ہے وہ ذریعۂ معرفت ہے۔ ارے دوستو عقل پر بھروسہ کرلو تو یہ بتاؤ جو عقل کی معرفت اور عقل آخری ذریعۂ معرفت تو وکلا کے اندر اختلاف کیوں عقل والے بھی اپنے کو نہیں پہچان سکے خدا کو کیا پہچانیں گے عقل والوں کا حال کیا ہے تم ان سے پوچھو کہ انسان کی حقیقت کیا ہے تو کچھ عقل والے بولیں گے حیوان ناطق اور کچھ عقل والے بولیں گے حیوان ناطل نقل کرنے والا جانور حیوان ناطق سمجھ رکھنے والا حیوان اور کچھ عقل والے بولیں گے کہ حیوان متمدن یہ سارے عقل والوں کے فیصلے ابھی اپنے کو نہیں سمجھ سکے کہ یہ خود کیا ہیں خود ان عقل والوں سے پوچھو یہ تمہاری روح کیا ہے جو تمہارے اندر ہے وہ کیا ہے بس زیادہ حقیقت تم کیا بتا پاؤ گے اتنا بتادو اندر کے باہر ہے؟ زیادہ اہم سوال ہم کیا کریں تمہاری روح اندر ہے کہ باہر ہے کچھ

عقل والے کہتے ہیں کہ روح اندر ہے اور کچھ عقل والے کہتے ہیں کہ باہر ہے۔ اور جو عقل والے کہتے ہیں ان سے پوچھو کس جگہ پر ہے بہت پریشانی سے کہا اس کو بتائیں کہاں اس کا مکان بتائیں کہاں اس کی جگہ بتائیں عقل والے کچھ نہیں سمجھ سکے عقل والوں کی بے وقوفی تو دیکھو روح کو اندر مان رہے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ اس کا کوئی مکان نہیں، اندر ہے اس کی کوئی شکل نہیں مگر اندر ہے مگر اس کا کوئی طول وعرض نہیں اندر ہے مگر اس کی کوئی کیفیت نہیں اس کی کوئی کنیت نہیں اندر سب مان رہے ہیں اور یہی مان رہے ہیں کہ پورے جسم پر متصرف ہے مختار ہے ارے عقل والو جب ایک جہاں تم نے مان لیا ایک پورے جسم پر اختیار ایک پورے جسم پر متصرف ایک پورے جسم کی مالک ایک پورے جسم کا بادشاہ اور وہ ہے بھی ایسی کہ نزدیک نہیں ہے نہ اس سے ہم سن پا رہے ہیں نہ سمجھ پا رہے ہیں۔ مان رہے ہیں مکان یہ ہے روح لاپتہ ہے شکل کے اندر محدود ہے مگر کوئی صدر نہیں تو ہر جگہ ہے مگر کوئی جگہ نہیں ارے عقل والو اتنی بات جب تم نے مان لی تھی تو جو ہم نے کہا تھا ایک ہے جو ساری کائنات میں ہے متصرف بھی ہے مالک بھی ہے اگر جسم کو تم نے سارے جسم میں مانا تیری توحید نہیں بگڑی ہم نے روح کائنات کو ساری کائنات کا مالک مانا ہماری توحید بگڑ گئی اسی لئے عقل قابل بھروسہ نہیں۔ عقلوں کا حال جانتے ہو کیا ہے بڑی محتاج ہے کوئی کتاب نہ ملے تو کچھ کام نہ بنے میں آپ کو بتاؤں آپ غور کریں ہر عقل دو کتاب کے بیچ میں ہے اور ہر کتاب دو عقل کے بیچ میں ہے۔ اب میں اس کو سمجھاؤں شاید سمجھا سکوں، شیر گجرات نے ایک کتاب لکھی تو یہ ان کی عقل نے لکھا، میں نے اسے پڑھا تو ایک عقل ان کی ہے دینے والی ایک میری عقل ہے لینے والی، تو یہ کتاب دو کہ بیچ میں آگئی کہ نہیں! اب ادھر دیکھو میں نے کتاب لکھ دیا وہاں سے لیا تھا تو ایک کتاب وہ جس سے میں لے رہا ہوں اور ایک وہ ہے جسے میں دے رہا ہوں تو میری عقل

دو کتاب کے بیچ میں آ گئی کہ نہیں! تو ہر عقل دو کتاب کے بیچ میں اور ہر کتاب دو عقل کے بیچ میں۔ اب پہلی کون ہے اس کتاب کا نام بتاؤ جس سے پہلے عقل نہ ہو اور اس عقل کا نام بتاؤ جس سے پہلے کتاب ہی نہ ہو تو مان لو جس عقل سے پہلے کوئی کتاب نہیں ہے اس عقل کا نام ہے رسول اللہ ﷺ اور جس کتاب سے پہلے کوئی عقل نہیں ہے اس کتاب کا نام ہے کتاب اللہ۔

درود پاک۔۔۔۔

اہل عقل انگشت بدنداں ہیں:

عقل پر بھروسہ عقل والے نہ جانے کیا! اسی لئے دیکھو قرآن میں بھی عقل والوں کو غور وفکر دعوت بھی ضروری ہے مگر کسی کی عقل کو معیار حق لے کر آیا دعوت تو ضروری ہے مگر قرآن میں دیکھو خطاب کیا ہے ایمان والوں سے جو خطاب ہے، یا آیھا الذین أمنوا، اے ایمان والو اسے ہی بولو تو یہ جو ایمان والے ہیں تو حید والے ہیں تو حید والے پھر یہ کیوں نہیں کہا اے وہ لوگ جو توحید کے قائل ہو! اے توحید والو! توحید والا نہیں کہا، عقل والا کہا، ایمان والا کہا، اب اس احتیاط کی طرف جاؤ کہ جو توحید کے مدعی تھے جو مشرک تھے وہ مشرک ہی رہے مگر جو توحید کا دعویٰ رکھتے تھے کچھ ایسے تھے جو مؤحد تھے آج بھی کچھ ایسے ہیں جو ایمان نہیں مؤحد ہیں توحید والے ہیں ایمان تو نہیں ہیں پہلے بھی ایسا ہو چکا ہے مگر توحید والوں کو بلایا نہیں گیا جب بلایا گیا تو ایمان والو، یا آیھا الذین أمنوا، اور رسول سے بھی کہا کیا قل ھو اللہ احد، اے محبوب تم فرما دو کہ اللہ ایک ہے۔ اس میں راز کی بات کیا ہے نبی سے کہا گیا تم فرما دو اللہ ایک ہے کیوں اللہ کو عقل سے بھی سمجھا جا سکتا ہے مگر جو عقل سے ہوا ہو سے ہوا ہوا ایک طرف کا ہے وہ موحد ہوتا ہے اور جو تمہارے کہنے سے مانے گا مومن ہوگا۔ تم فرما دو کہنے کی بات آ گئی عقل

اس لائق ہی نہیں کہ اس پر بھروسہ کیا جاسکے عقل کا ٹکراؤ عقل کا اختلاف اتنا بڑھ گیا جب تک یہ عقل والے رہیں گے بڑتے رہیں گے عقل والوں کوتو ملانے والی چیز ایمان عقل والے کر رہے تھے ایمان کر دیا دیکھا تو عقل تو اس لائق نہیں ہے تو وہ ہے کون جو وسیلہ معرفت ہو خدا کی معرفت کرانے والا کون، آپ کہیں گے خدا کی معرفت تو لڑ رہے تھے ایک کر دیا جو خدا کی معرفت خود رکھتا ہے۔ جو خود ہی نہ پہچانے وہ پہچانوائیگا کیسے!

نبی وسیلۂ معرفت:

اور یاد رکھو کہ خدا کی معرفت ایسے ویسے نہیں ہوسکتی، کسی کو خدا خود جس کو اپنی معرفت کرائے۔ کوئی عقل سے خدا کو پہچاننا چاہے یہ تو مان سکتا ہے کہ مالک ہے مختار ہے رازق ہے عقل سے یہ سب باتیں سمجھی جاسکتی ہے سہی معنوں میں معرفت کو تو دوستو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے چلو خدا کی بارگاہ ہی میں عرض کریں تو ہم پر ایمان لازم کیا اور ایمان سے پہلے ہمیں معرفت چاہیئے، تو وہ معرفت کا ذریعہ کیا ہے، تیری معرفت کا برابر ذریعہ کیا ہے، اس لئے کہ جو ذرائع تو نے ہمیں دیئے ہیں وہ ناقص ہے آنکھوں سے ہم دیکھ سکتے ہیں مگر اس کی بھی ایک حد ہے کانوں سے سن سکتے ہیں اور اس کا بھی دائرہ ہے دماغ سے ہم سوچ سکتے ہیں مگر اس کی بھی ایک منزل ہے جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے وہ ظاہری یا باطنی ہیں وہ تیری معرفت کرانے کے لئے کافی نہیں ہے تو کیسے ہوسکتا ہے؟ ایک فنا ہونے والا اس کو کیسے سمجھیں جس کے لئے فنا ہے ہی نہیں بہت مشکل ہے دوستو خدا کا سمجھنا کچھ آسان نہیں ہے خدا کی معرفت میں سب عاجز تو اس وقت رحمت کی آواز تمہارے کانوں میں سنائی جاتی ہے اے بندے اپنی معرفت کے لئے میں یہ عقل جو تجھے دی ہے کہ یہ میری معرفت کرائے اس کے لئے نہیں دی ہے جب میں نے اپنی معرفت کرانی ہے تو اس کا انتظام میں نے کیا کیوں مجھے تم کیسے

سمجھو گے، **کنت کنز مخفیا** میں تو ایک چھپا ہوا خزانہ ہوں جہاں نہ تمہاری عقل جا سکے نہ تمہاری سمجھ جا سکے مگر میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ **کُنتُ کنز مخفیا ان اعرف فخلقت نور محمد** میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے نور محمد کو پیدا کر دیا نور محمد کو اسی لئے میں پیدا کیا کہ یہ وسیلۂ معرفت ہو ساری مخلوق کے لئے رسول وسیلۂ معرفت کیسے بنیں گے اس لئے کہ ہر چیز سمجھنی نہیں ہے نا، خدا کی قدرت سمجھنی ہے نا ہی اختیار ملکیت وجود وحیات علم سب کچھ سمجھنا ہے تو ساری صفتوں کو سمجھنا ہے ایک رسول سب کچھ کیسے سمجھائیں گے اور خدا نے کیا سب کچھ سمجھانے کے لئے ہم نے انہیں بھیجا ہے ارے معلوم یہ ہوا کہ عالم امکان میں کوئی ممکن ہی تو آ سکتا تھا والد تو نہیں آ سکتا تھا کوئی والدہ نہیں آ سکتی تھی اور والد نہیں آئے گا مگر واحد اپنے تمام صفات کو ایک ممکن میں ڈال کے بھیج دے گا تو اب خدا کا علم سمجھنا ہے تو نبی کا علم سمجھو، خدا کی قدرت سمجھنی ہے تو نبی کی قدرت سمجھو، خدا کا اختیار سمجھنا ہے تو نبی کا اختیار سمجھو، خدا کی ملکیت سمجھنا ہے تو نبی کی ملکیت سمجھو، اتنا سمجھ کے بھی تم کچھ نہ سمجھو گے اتنے ہی سمجھو گے کہ جب لینے والا ایسا ہے تو دینے والا کیسا ہوگا، بندہ ایسا ہے بندہ نواز کیسا ہوگا، اس سے زیادہ تم کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ تو وسیلۂ معرفت ہیں رسول اچھا ایک بات اور بتائیں اور اب ہم ڈائریکٹ خدا کو نہیں سمجھ سکتے اب ہمارے لئے ہے کہ ہم رسول کو سمجھیں اور اس کے لئے حدیث بھی ہے۔ اے محبوب ہم نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ تمہاری پہچان کریں تمہیں پہچانیں تمہاری پہچان کرائیں تا کہ انہیں میں پہچان کرادوں۔

یہ دیکھئے ہم میں اتنی بھی صلاحیت نہیں ہے کہ خود سے رسول کو سمجھتے یہ خدا کا کرم ہے وہ سمجھا رہا ہے، وہ ہمیں پہچان کرا رہا ہے ہم نہیں ہوئے تم رسول کی معرفت تمہارا کوئی مقام نہیں ہے رسول کو پہچاننا آسان نہیں ہے تمہارا کام تو رسول کی معرفت کر دینا ہے اس کو میں

ایک حساب سے یوں سمجھا تا ہوں کہ کچھ بے قیمت چیزیں ہیں مگران سے بھی کسی نا کسی کے مقام کا پتہ چلتا ہے وہ خود کوئی مقام نہیں رکھتے اس کو ایسے سمجھو سب سے زیادہ اعداد میں بے قیمت کون ہے زیرو اعداد میں شمار ہی نہیں ہے اس کا زیرو کی کوئی حقیقت نہیں ہے تو ذیرو کا کام کیا ہے اپنے کو نہیں سمجھا رہا ہے دوسرے کو سمجھا رہا ہے۔

مثال بے مثال:

اس کو ایسے سمجھو ایک لکیر کھینچ لو ایک لکیر تو یہ لکیر جو ہے اکائی والی بھی ہوسکتی ہے دہائی والی بھی ہوسکتی ہے سیکڑے (سو) والی بھی ہوسکتی ہے ہزار والے بھی ہوسکتی ہے مگر پتہ نہیں چلتا ہے کتنی یہ لکیر بتائے گا ایک نقطہ رکھا ہم نے کہا دہائی والی ہے، دو نقطہ رکھ دیا اب کہا یہ سیکڑے والے ہے اور تین نقطہ داہنی طرف بڑھا دیا تو ہزار والی، تو زیرو کا کام صرف اس ایک کو سمجھانا پھر اس کا مقام کیا ہے، تو جتنا زیرو بڑھتا گیا اس ایک کا مقام اٹھتا گیا، یہ ہزار یہ لاکھ یہ کروڑ اور زیرو زیرو کا زیرو زیرو دوسرے کو اس سے سمجھا دیا مگر خود زیرو کا، زیرو کا کام کیا ہے؟ سمجھانا ہے اس کے مقام کو بتانا ہے، تو اے محبوب ساری کائنات تمہارے مقابلے زیرو ہے، جیسے دنیا پیدا ہوتی جارہی ہے تیرا مقام اٹھتا چلا جائے گا، تیرا مقام اٹھتا چلا جائے گا۔ دنیا کو ہم نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ تیری منزل کا پتہ تیری شرافت کا پتہ چلے مگر ایک بات سمجھو زیرو بھی وہی کام کے ہیں جو داہنی سائیڈ ہیں بائیں سائیڈ والا زیرو تو صرف زیرو ہی ہے، نہ خود پہچان رہا ہے اپنے کو نہ کسی کو پہچانوا رہا ہے وہ۔ تو اصحاب یمین اور ہے اصحابہ شمال اور ہے، داہنی ہاتھ والے اور ہیں بائیں ہاتھ والے اور ہیں، بائیں ہاتھ والے بھول رہے ہیں ادھر اپنے کو پہچان پا رہے ہیں نہ کسی پہچانوا پا رہے ہیں مگر داہنی ہاتھ والا جو ہے وہ صرف اپنے نبی کا گن گائے گا وہ داہنی طرف رہنے والے ہیں نا اور پھر چاہے داہنی طرف والے زیرو ہوں اور چاہے بائیں

سائیڈ سارے زیرو کو ملا دو ایک زیرو کروڑوں زیرو مل کے ایک نہیں بن سکتے تو ساری کائنات مل کے محمد رسول اللہ ﷺ نہیں بن سکتے۔ اب میں زیادہ دور تک آپ کو نہیں لے جانا چاہتا اس لئے کہ میں تو بیان کر رہا ہوں تقریر تو بعد ہی ہوگی۔

درود پاک----------۔۲

سوچنے کی بات ہے زیرو کا معاملہ مل کے بھی ایک کبھی نہیں بن سکتے کتنی بھی محنت کریں کتنے چلے کھینچے کتنا دور کریں زیرو زیرو مل نہیں سکتے۔ اب ایک بات بتاؤ اچھا وسیلہ وسیلۂ معرفت تو سرکار وسیلئے معرفت ہو گئے، وسیلے کی ضرورت کب تک، ایک ایک چیز کو ذہن میں رکھتے ہیں وسیلے کی ضرورت کب تک، منزل نہ ملے، آپ ٹرین سے چلے خروس والے چلے بہری سے بلگام والے چلے جب تک جب احمد آباد پہنچ گئے تو کیا دیکھا اب میں بھی ڈبے میں بیٹھنے کو تیار نہیں منزل آگئی وسیلے کی ضرورت ختم تو جب نبی وسیلہ تو اب خدا کی جو پہچان ہوگئی تو اب نبی کی ضرورت کیا! منزل مل گئی تو اب نبی کی ضرورت کیا! معرفت ہوگئی ارے دوستو خدا کی معرفت ہوگئی سوچو یہ تو اغواث بھی نہ بول سکے یہ اقطاب بھی نہ بول سکے یہ تو ابدال بھی نہ بول سکے ارے جس کو سب سے زیادہ معرفت ہوئی وہی بول گیا، **ماعرفناک حق محمد**، میں نہیں پہچانا جیسا پہچاننے کا حق ہے، تو کیا سمجھے کہ خدا کی معرفت کی منزلیں غیر متناہی ہیں تو نبی کی ضرورت بھی غیر متناہی ہے۔

جب تم محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں مانتے تمہیں علم ہی نہیں ہوگا جب علم نہیں ہو تو عبادت نہیں ہوگی تو خدا نے کہا کہدو، **ایاک نعبد**، یہ تو وہی کہہ سکتے ہیں جو رسول عربی کے غلام ہیں۔ درود پاک---------------

اب ذرا مضمون معیار کو اور کچھ کم کرتے ہوئے تھوڑی سی آپ کی صدر کے قریب

ہم آئیں کہ آپ کچھ حل کر سکتے ہیں، ویسے ہمیں یقین ہے کہ ہم کتنی ہی اچھی بریانی آپ کو کھلا دیں مگر بعد میں جو چورن آپ کو ملنے والا ہے سب کو ہضم کر دے گا، **ایاک نعبدو ایاک نستعین**، خدا سے ہم کیا عرض کیا کرتے ہیں اے خدا ہم تجھی کو پوجھتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، تیور یہی ہے نا، اب دیکھئے ارشاد تیور، **ایاک نعبد**، تجھی کو پوجتے ہیں اس کا مطلب کیا ہوا کسی کو نہیں پوجتے یہی تو مطلب ہوا ہم تجھی کو پوجتے ہیں۔ صاف معنی یہ کیا ہوا ہم کسی کو نہیں پوجتے تو اسی تیور کا یہ بھی تو ہے نا، **و ایاک نستعین** ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں تو اس کا بھی صاف مطلب یہی ہونا چاہیئے تھا کسی سے نہیں مانگتے یہی ہے نا، جملہ ایک ہے تو تیور ایک ہے، ترتیب ایک ہے، ایاک نعبد ہم تجھی کو پوجتے ہیں اس کا مطلب کسی کو نہیں پوجتے وہی مطلب یہاں ہونا چاہئے، ایاک نستعین، ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں ہم تیرے سوا کسی سے نہیں مانگتے یہی تو ہونا چاہئے تھا نا۔ تو کیا یہ بات سچ ہے دونوں جملے کے حق ادا کر رہے ہو کیا خدا کے سوا تم کسی سے نہیں مانگتے، **یا غوث المدد، یا غریب نواز اغثنی، یا رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں؟ یا پیر یا دستگیر، خدا سے تو یہ کہتے ہو کے اے خدا تیرے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتے، مانگتے تو ہو اور دوستو اگر تنہا آپ مانگ رہے ہوتے جب میں آپ پر جلدی سے پابندی لگا لیتا مگر میں دیکھتا ہوں جس قرآن پہ الفاظ ہیں وہاں ایاک نعبد کو اسی منزل پہ ہے رکھا خدا کے سوا کسی کی عبادت تو پورے قرآن میں کسی بھی تاویل سے عبادت کی نسبت غیر خدا کی طرف کی ہی نہیں گئی کسی مجازی حقیقی معنوی ظاہری باطنی کچھ عنوان دینا کہ عبادت کو جب خدا کے ساتھ مخصوص کیا گیا تو قرآن کی ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جس طرف غیر خدا کی عبادت کی نسبت کی گئی ہو اس کی اجازت دی گئی ہو اور قرآن ہی نہیں ذخیرۂ حدیث میں دیکھو کہیں بھی نہیں ملے گا کہ غیر خدا کی عبادت کو کسی معنی بھی صحیح کہا گیا ہو۔ مگر وہی قرآن جو

ایاک نستعین کہہ رہا ہے وہی کہہ رہا ہے **استعینوا باالصبر و الصلوٰۃ**، اس قرآن پہ تو نہیں کہا تھا **اعبدو الصبر و الصلوٰۃ**، صلوٰۃ اور صبر کو پوجو، یہ تو نہیں کہا تھا۔ مگر یہ کہا کہ مدد طلب کرو صبر سے اور صلوٰت سے، صبر کیا چیز ہے؟ صابر کی صفت ہے۔ صلوٰت کیا چیز ہے؟ نمازی کی صفت ہے۔ تو جب صفت صلوٰت بدلتا ہے تو منصف کیوں نہیں ہوگا، میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ صبر جو ہے وہ صابر سے زیادہ زوردار نہیں ہے۔ صبر کا وجود صابر سے اگر صابر ہی نہ ہو تو صبر کہاں سے ٹھکانہ ملے گا صبر کو ٹھکانہ جس نے دیا جو صابر و ذاکر بنا صبر ٹھہرایا جس نے صبر کو سینے سے لگایا جس نے شکر سر پہ رکھا وہ کتنا بڑا طاقت والا ہے کہ جس سے مدد طلب کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے وہ اس کے گھر کا مکیں ہے وہ اس کی صفت ہے تو سمجھ میں بات آ گئی اور وہ سہی ہے یہی نہیں ہے بلکہ **وتعاونوا علی البر و التقویٰ و لا تعاونوا علی الاثم و العدوان**، ایک دوسرے کی مدد کرو نیکیوں میں یہ نہیں کہا کہ ایک دوسرے کو پوجو مدد والی بات آ گئی اور انتہا کی بات ہے۔ توحید والا نبی سے زیادہ نہیں سمجھ سکتا جب نبی نے کہا تھا حضرت عیسیٰ کی آواز میں **من انصاری الی اللہ** تو یہ حضرت عیسیٰ نے خدا سے نہیں کہا تھا اپنے صحابیوں سے خطاب کیا تھا اور صحابی بھی سمجھ رہے ہیں کہ ہماری ہی طرف اشارہ ہے تبھی جواب دیا، **نحن انصار اللہ** ہم ہیں خدا کے دین کے مددگار تو اپنا انصار تو بتایا اپنا عادل نہیں بتایا۔ دیکھا آپ نے فرق جو کہ یہ فرق کیوں کہ استعانت اور عبادت ذکر تیور ایک اب دونوں میں فرق کیوں تو میں بتادوں کہ عبادت اور استعانت نوعیت الگ الگ، پہلے عبادت کا معنی سمجھ لو اور پھر استعانت کو سمجھ، لو دیکھو موجود ہے وہ چھوٹی بھی ہوتی ہے بڑی ہوتی ہے، کم بھی ہوتی ہے زیادہ بھی ہوتی ہے، ظاہری بھی ہوتی ہے، باطنی بھی ہوتی، مگر عبادت کا رنگ ایک ہی کہ یہ نہیں کی یہ چھوٹی عبادت ہے یہ بڑی عبادت ہے، یہ دبلی عبادت ہے یہ موٹی عبادت ہے

، عبادت کا رنگ ایک اور مدد کی قسمیں الگ الگ۔ آپ کہیں گے کہ عبادت کا رنگ ایک کیوں تو عبادت کا پہلے معنیٰ سمجھ لو عبادت خشوع وخضوع، انکساری وعاجزی کی انتہا کا نام عبادت ہے، عاجزی خاکساری کا نام عبادت یہ ہوا اور سمجھ لو کہ انتہا دو ہوا نہیں کرتی ہر چیز کی ابتداء بھی ایک ہے انتہا بھی ایک ہے نہ ابتداء کی تقسیم ہوتی ہے، نہ انتہاء کی تقسیم ہوتی ہے۔ یہ میرا عصا ہے اس کی جو انتہاء ہے وہ ایک ہی ہے انتہاء اسی کو کہیں گے جس کے اوپر کوئی نقطہ نہ ہو اگر اس کے اوپر کوئی نقطہ ہوا تو وہ انتہا نہیں، تو انتہا ایک ہی ہے تو عاجزی کی انتہاء ایک ہی ہے تو جب ایک ہی ہے تو اس انتہا کا ظہور اسی ذات کے لئے ہے جو کمال کے انتہا پر ہو اور جو کمال کی انتہا والی ذات ہے اور عاجزی کی انتہا ایک تو یہ ایک اسی ایک کے لئے اور مدد تو قسمیں ہیں کسی کو چار آنے دیدو یہ بھی مدد کسی کو سو روپیہ دیدو یہ بھی مدد زیرو بنا لو یہ بھی مدد اور جو پانچ سال کے بعد ووٹ دیکے وہاں پہنچاتے ہو یہ بھی مدد ہے۔ تو مدد کی قسمیں طئے ہے مگر میں اور تیزی سے سمجھنا چاہتا ہوں نا کہ ہماری یہ بولی واضح سمجھ لیں۔ **ایاک نعبدو و ایاک نستعین**، ہم تجھی کو پوجتے ہیں تیرے سوا کسی کو نہیں پوجتے، اور ایاک نستعین ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں یعنی تیرے سوا کسی سے نہیں مانگتے کہ ہم خدا کے سوا کسی سے نہیں مانگتے ہیں مگر اس کے لئے ایک مثال دینی پڑے گی تب اس راز کو اور سمجھیں گے تھوڑا سا وقت میں آپ سے لوں گا اس کو سمجھانے میں دیکھو یہ ہمارا ملک ہے کہ نہیں ہندوستان یہ ایک ملک ہے آپ جانتے ہیں کہ اس میں شعبے اور محکمے کتنے ہیں، یہ ہمارے ملک کے محکمے ہیں، ایک ادارہ ہے جس کو مقننہ کہتے ہیں جہاں قانون بنتا ہے، اس پر بیٹھنے والے منسٹر ہوتے ہیں، پرائم منسٹر ہوتے ہیں۔ ایک ادارہ جس کو عدلیہ کہتے ہیں جہاں انصاف ہوتا ہے یہ آج کل کی اداروں کی بات نہیں کرتا یہ یہاں عدالت کے سوا سب ہوتا ہے، خیر تو عدلیہ کہا جاتا ہے وہ اس کی بولی بھی ہے کیا کریں

کہاں تک بچیں گے آپ یہاں بیٹھنے والے جج ہیں ان کا کام کیا ہے بنے ہوئے قانون کو نافذ کرنا، ایک محکمہ ہے اس کو انتظامیہ کہتے ہیں یہ پولیس والے، کوتوال صاحب ہیں اے، سی، پی، صاحب ہے ڈی ایس پی ہے، اے. جی ہے ڈی او جی ہے، یہ سب کیا ہیں انتظامیہ ہے ان کا کام کیا ہے قانون کی حفاظت کرنا، ملک کو بدنامی سے بچانا یہ محکمے ہیں۔ ہندوستان کی ایک محکمہ ہے جس کو دفاعیہ کہتے ہیں دفاعیہ فوجی ملٹری والے، تو ان کا کام کیا ہے باہر والے غیروں سے اپنے ملک کی حفاظت کرنا، وہاں کے عہدے اس کے یہ جنرل ہے، یہ کرنل ہے مگر یہ سب ہندوستان ہی کے عہدے ہے نا، اپنی انتظامیہ سے مدد لے تو ہماری گورمنٹ ہی مدد ہے اگر ہم اپنی عدالتوں میں مدد لیں تو یہ ہماری حکومت ہی کو تو مدد ہے، حکومت نے انہیں ہماری مدد کے لئے بنایا ہے، ہم اگر اپنی ملٹری اور فوجیوں سے مدد لیں تو غیر سے مدد نہیں ہے ہمارا ملک ہماری مدد کر رہا ہے اس لئے کہ یہ کرسی ہمارے ملک کی ہے یہ کرسی والے لوگ ہیں یہ منصب والے لوگ ہیں ان کو جس کام کے لئے بنایا گیا ہے اگر ہم ان سے حاصل کریں تو یہ اپنی ملک ہی سے مدد ہے ہم اپنے ملک کے غدار نہیں کہے جائیں گے مگر ہم نے چین والوں کو بلایا تو اگر ہم نے امریکہ والوں کو بلایا اگر ہم روس کو بلایا اب غیر کو بلا رہے ہیں اسے غیروں کو جو ایجینٹ یہاں ہیں اگر مل جائیں تو ان کی بھی خوب مدد کی جاتی ہے دیکھا آپ نے ہم اپنے ملک سے جو ہمارے لوگ ہیں وہ ہمارے کام کے لئے ایک بات بتادیں ہر ایک کا کام جو ہو رہا ہے دوسرا وہ کام تو نہیں کرتا نا یہ ملٹری والے جو کام کرتے ہیں کیا جج صاحب بھی جاتے ہیں یہ پارلمینٹ کے ممبر کبھی گئے ہیں سرحد پر بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں تقریریں کرتے ہیں ملک کو بچانے کس اسکمیں بتاتیں ہیں مگر گھر کے اندر رہکر میدان میں نہیں جائیں کیوں میدان کے لئے ان لوگوں کو چن لیا گیا ہے میدان کے لئے چنے ہوئے لوگ ہیں وہی لوگ

جاتے ہیں سب نہیں جاتے تو ملک کا بچانا ہم پر ضروری ہے کہ نہیں بولو ہے ضروری ضروری تو یہاں کیوں بیٹھے ہو یہاں کیا بچھاڑ رہے ہے پھر تو محاذ پہ ہونا چاہئے نا، مگر نہیں وہ ہمارے ہی لوگ ہیں جو محاذ پر ہیں ان کی جیت ہماری جیت ان کی ہار ہماری ہار ہے، ہمارا جو فوجی لڑ کے ہارتا ہے تو کہتے ہیں ہندستان ہار گیا، جیت کے آئے تو کہتے ہیں ہندوستان جیت گیا، تو ان کی جیت ہماری جیت ہے ان کی ہار ہماری ہار ہے وہ ہمارے لوگ ہیں ہر شخص میں وہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ ہر محاذ پر جا کے جنگ کرے۔ یہ جناب شیر گجرات گاڑی پر بیٹھ گئے ڈرائیور معمولی ڈرائیورا جاہل مطلق مگر اس فن کا ماہر اب شیر گجرات بیٹھ کے اس کو کہتے کہ سنو تم مجھے نہیں جانتے! مجھے پورے گجرات نے شیخ گجرات اور شیر گجرات کے نام سے جانا جاتا ہے، میں عالم ہوں، فاضل ہوں، میرے پاس اتنے ڈگریاں ہیں، اتنا اونچا مقام ہے میرا خاندان بہت اعلیٰ ہے، میرے بزرگوں کی یہ شان ہے، تو پوچھتا ہے حضرت یہ سب آپ کیوں بتا رہے ہیں کہا کہ تو میری شان کو پہچانوں، لاؤ میں تیری جگہ بیٹھ کے چلاؤں تو میری جگہ بیٹھ جا میں تیری جگہ بیٹھ جاؤں تو کہا حضرت آپ کچھ بھی مگر مجھے مرنے کا شوق نہیں ہے آپ کا منصب اور ہے ہمارا کام اور ہے دیکھو منصب سے جب آپ اس کام نہیں ہیں وہ چیز ڈرائیور بھی یہ بھی ہم آپ کو نہیں دے سکتے، رسول کا ممبر کیسے دیدیں مجب آپ ڈرائیور نہیں۔ ذرا سا سوچو صلاحیت دیکھی جاتی ہے ایک دیہاتی آدمی ہل چلانے والا، پکڑ لائے آپ اس کو اور لا کے کرسی پہ بٹھایا، میز پہ رکھ دیا کاغذ اور قلم لکھ، کبھی نہیں لکھا تھا، کہتے ہیں لکھ اور جب وہ لکھنے چلے گا کاغذ پر تو کاغذ بھی سمجھے گا کہ مجھ پر ہل چلا رہا ہے اور قلم یہ سوچے گا کہ آج میری زندگی کا آخری دن ہے اور کسی پروفیسر کسی ڈاکٹر کسی پی ایچ ڈی والے کو لاؤ اور دیکھو کیا ہوگا پکڑا دو اس کے ہاتھ میں بعد میں دیکھو۔۔۔۔ معلوم ہوا ہر کام کے لئے اہلیت ہوتی ہے، بغیر اہلیت

کوئی معمولی اورنہیں کہ جو چاہے خود سے فوجی بن جائے یہ خودمبلغ بننے والے سوچیں یہ کام آسان کام نہیں ہے۔ یہ انبیاء کا کام ہے یہ مجاہدین کا کام ہے، یہ اولیاء کا کام ہے یہ علماء کا کام ہے۔ جاہل اس کے لائق نہیں ہے یادرکھو یہ علماء اولیاء مجاہدین کی تبلیغ ساری امت کی تبلیغ ہے ان کی خاموشی ساری امت کی خاموشی ہے ان کی جیت ہماری جیت ہے ان کی ہار ہماری ہار ہے۔

درود پاک۔۔۔۔۔۔

قصہ فوجی کا:

اچھی طرح سے آپ سمجھتے چلے جائیں تو آپ نے سنا ہوگا وہ فوجی کا قصہّ ہاں ایک فوجی بننے کا شوق ہوگیا ایسے کوئی نہیں بنتا سینہ ناپا گیا، قدناپا گیا، واقعی سینہ بہت چوڑا تھا قد بھی بڑا اونچا تھا فوجی بنانے کے لائق تھا مگر ہمت دیکھی جائے گی ایسے ویسے آدمی کونہیں بھیجتے ہمت دیکھو اب ہمت تو دیکھنے کی چیز ہے، توتھی نہیں، تو یہ انتظامیہ نے یہ سوچا افسروں نے سوچا ہاتھ سیدھا کرر ائفل کی گولی آئی کوٹ کے نچلی آستین کو چیرتی ہوئی نکل جائے گی ہلنا نہیں بس ہمت دیکھ رہا ہے وہ بھی سیدھا کرلیا اس نے اور آئی نکل بھی گئی واقعی نہیں ہلا سب خوش ہوگئے کہ یہ بہادر آدمی ہے یہ محاذ سے بھاگنے والا نہیں تو کہا کہ اس بیچارے کی کوٹ خراب ہوگئی اسے ایک کوٹ لا کے دو، کہا سرکار پتلون بھی خراب ہوگئی بول و براز.

درود پاک۔۔۔۔۔۔۔

غیراللہ کی استعانت:

تو رائفل کی آواز سے پتلون جب خراب ہو، یہ محاذ کے لائق ہے! اس لئے محاذ کے لائق جن کو بنایا گیا دنیا نے انہیں حسین ابن علی کہا، وہ صحابہ بدر، وہ غزوۂ حنین والے، وہ بدر

والے، وہ خندق والے، چن چن کے بنائے گئے ہیں۔ کوئی خود سے نہیں بنتا ہاں تو بس یہ بات کہہ رہا تھا کہ اگر ہم اپنے فوجیوں سے مدد لیں یہ حکومت ہی تو مدد ہے تو دوستو جس طرح ہمارے حکومت کے لئے منصب ہیں اور ان کا ہم احترام کرتے ہیں یہ جج اپنی کرسی پہ بیٹھ کے فیصلہ کرتا ہے ہم کہتے ہیں یہ حکومت کا فیصلہ ہے، یہ گورمنٹ کا فیصلہ ہے یہ نہیں کہتے کہ عبدالرحمن کا فیصلہ ہے یہ نہیں کہتے عبدالقادر کا فیصلہ ہے نہیں جج کا فیصلہ کرسی پر بیٹھ کے کرتا ہے اگر یہ ریٹائڈ ہوجائے اپنے گھر میں بیٹھ کر فیصلہ کرتا ہے مانو گے اس کا فیصلہ! اس کے منہ پہ مار دیا جائے گا کرسی اور چیز ہے کرسی پر بیٹھنے والا عبدالرحمن وہ تو تمہاری گلی میں رہتا ہے ضرور مگر کرسی پر بیٹھ کر فیصلہ کرے گا یہ حکومت کا فیصلہ ہوگا یہ اس کا نہیں ہوگا اس کی مدد حکومت کی مدد ہوگی اس کا ظلم یہ حکومت کا ظلم ہوگا ہماری انتظامیہ اگر ہم پر ظلم کرے تو یہ حکومت کا ظلم ہے اور یہ اگر ہماری مدد کریں یہ حکومت کی مدد ہے بات سمجھ میں آئی تو ہم اپنی حکومت کے ممبر سے نہیں مانگتے ہم نے تو کبھی روس کو تو نہیں بلایا ہم نے کبھی امریکہ تو آواز نہیں دی تو حکومت الٰہیہ کے کچھ مقام ہیں حکمران صرف وہی ہے اس کے بھی بندے یہ منصب غوثیہ ہے یہ ابدال یہ اقطاب یہ اوتاد یہ حکومت الٰہیہ کی کرسیاں ہیں۔ اور اس کرسی پر بیٹھ کر کے غوث وقت کوئی فیصلہ کرتا ہے تو یہ ہے یہ خدا ہی کا فیصلہ ہوتا ہے، یہ خدا ہی کا فیصلہ ہوتا ہے۔ تو منصب غوثیت سے شیخ عبدالقادر جیلانی اگر کوئی فیصلہ کریں تو یہ عبدالقادر جیلانی کا فیصلہ نہیں ہے۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے غوث پاک کا فیصلہ خدائی کا فیصلہ ہے ان کی مدد خدا کی مدد، ان کی نظر خدا کے رحمت کی نظر، اب جب آپ نے اس چیز کو اچھی طرح سمجھ لیا، ذرا سا آپ خیال کرو معلوم یہ ہوا کہ جن سے ہم مدد مانگتے ہیں خدا نے ان کو مدد کے لئے پیدا ہی کیا ہے مدد کرنے کے لئے، جن کو پیدا کیا ہے ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں، اب ہم کہہ سکتے ہیں اے خدا ہم کسی سے بھی مدد نہیں

مانگتے، ہم تو تجھی سے مدد مانگتے ہیں، تیرے غیر سے مدد نہیں مانگتے۔ ایک بات بتاؤ تم نے غیر کا فلسفہ نہیں سمجھا ایک صاحب آئے مجھ سے کچھ بات کرنے راز میں کچھ بات کرنا چاہ رہے تھے بغل میں دیکھا شیر گجرات بیٹھے ہوئے ہیں تو ان کی طرف ذرا سا نظر ڈالی تو میں نے کہا بات کیجئے یہ اپنے ہیں غیر نہیں ہیں غیر بیگانے کو کہتے ہیں جو بیگانہ نہ ہو وہ غیر ہوتا ہے اگر انبیاء اولیاء خدا کے غیر ہو گئے تو خدا کا اپنا کام ہو گا۔

درود پاک۔۔۔۔۔۔

ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں اور یہاں پر یہ نقطہ بھی ہم آپ کو سمجھا دیں کہ خدا نے کچھ چیزوں کو کچھ کام کے لئے بنایا ہے اب اس سے وہی کام لینا کہ ہمارے لئے ضروری ہے پانی بنایا ہے کسی لئے کہ پیاس بجھانے کے لئے بنایا ہے تو پیاس لگی تو پانی پیونا، سمجھو کہ یہ غیر ہے ۔اب خدا ہی بجھائے حالانکہ پلا کے بھی وہی بجھائے گا پانی پلا کے بھی بجھاتا وہی ہے اگر وہ بجھانا نہ چاہے تو پورا دریا پی جاؤ نہیں پیاس بجھتی وہ تمہاری بھوک پیاس مٹانا چاہے تو پورا پہاڑ کھا جاؤ بھوک نہیں مٹتی تمہیں اچھا کرنا نہ چاہیئے پورے جعلی نوٹ کو خرچ کر کے پی جاؤ کچھ نہیں ہوتا اور ذرا سا دیکھو تو کارِ قدرت ایسی ہے کہ زہر کھلا کے زندگی دیدے اور قانون ایسا ہے کھاؤ گے ماردوں گا، قدرت ایسی ہے کہ انگاروں کو ٹھنڈا کر دے اور قانون ایسا ہے جاؤ گے تو جلادوں گا۔ تو خدا کی قدرت کو مانو قانون کو بھی مانو کچھ بے وقوف لوگ قدرت کی بات کرتے ہیں قانون نہیں سوچتے، ارے قدرت تو ہے بغیر ماں باپ کے پیدا کر دے جیسے حضرت آدم کو پیدا کیا ایسی بھی قدرت ہے بغیر ماں باپ کے پیدا کرے جیسے حضرت حوا کو پیدا کر یا ایسی بھی قدرت ہے بغیر باپ کے پیدا کر دے جیسے حضرت عیسیٰ کو پیدا کیا یہ تو ہے قدرت اور قانون یہ رہے بغیر کے ماں باپ کے پیدا کروں گا لہذا تنہا تنہا وہ قانون ہے

قانون کو مانو قدرت کو بھی مانو خدا اس بات پر قادر ہے جسے چاہے مغفرت دیدے جس کو چاہے نجات دیدے جس دین و دنیا صلاح وفلاح کی ہمکنار کردے جس کو چاہے جنت کی بہاریں تک پہنچادے مگر قانون یہ ہے جب محبوب کے پاس جاؤ گے نہیں مغفرت نہیں کروں گا نجات نہیں دوں گا جنت میں نہیں پہنچاوں گا تو دوستو مدینے منورہ غریب نواز کے آستانے پر غوث کی چوکھٹ پر بزرگوں کے آستانے پر ہمیں خدا کا قانون لے جاتا ہے۔

درود پاک۔۔۔۔۔۔۔

جبرئیل بیٹے کا ذریعہ تو غوث بھی ذریعہ بن سکتے ھیں:

خدا کا قانون ہے جو پانی پلاتا ہے خدا کا قانون ہے جو کھانا کھلاتا ہے خدا کا قانون ہے جو دوائی کھلاتا ہے ورنہ کچھ نا ہو تو وہ ٹھیک کردے مگر ہم قانون کا بھی لحاظ کرتے ہیں قدرت کا لحاظ کرتے ہیں کچھ لوگ قانون کو سمجھتے نہیں اور ایک بات ہے اب رہے گی بات بولی کی بات بھی صاف کردو آپ بولتے ہیں نا کہ پانی نے پیاس بجھا دیا کھانے نے بھوک مٹا دیا دوا نے اچھا کردیا ڈاکٹر صاحب نے شفاء دیدی بولتے ہو کہ نہیں تو کیا مشرک ہو گئے نہیں ہم ایمان والے ہیں ہم خدا کے وجود کے ماننے والے ہیں ہماری بولی کا ترجمہ ہمارے عقیدے کی روشنی میں کرو جو ہم کہتے ہیں کہ پانی نے پیاس بجھایا تو مراد ہے خدا نے بجھایا پانی کے ذریعہ جو ہم کہتے ہیں کہ آگ نے جلا دیا تو خدا نے جلایا آگ ذریعہ ہم نے کہا دریا نے ڈبو دیا خدا نے ڈوبویا دریا کے ذریعہ جو ہم کہتے کھانے نے بھوک مٹا دیا خدا نے مٹایا کھانے کے ذریعے حکیم صاحب نے اچھا کردیا، خدا نے اچھا کیا حکیم کے ذریعے تو یہ ہمارا عقیدہ ہے ہاں جو خدا کے وجود کو نہیں مانتا جو ذرائع ہی کو بوسیلہ حقیقی مانتا ہے وہ اگر بولے موسم بہار نے سبزیاں اگائی دہریہ بولے تو یہ کلمہ کفر ہے اور مسلمان بولے تو کچھ نہیں یہ نسبت مجازی ہے یاد

رکھو اسباب کی طرف نسبت مجاز ہے مسبب الا سباب کی طرف نسبت حقیقت ہے خدا نے پیاس بجھایا یہ حقیقت ہے پانی نے پیاس بجھایا یہ مجاز اس وجہ سے حضرت عیسیٰ نے نے کہا میں نے مردے کو زندہ کر ڈالا میں مادر زاد اندھے کو اچھا کرتا ہوں یہ حضرت عیسیٰ جو کہہ رہے ہیں یہ حضرت عیسیٰ نہیں بول رہے ہیں حضرت عیسیٰ نہیں اچھا کرنے والا خدا ہے حضرت عیسیٰ کے ذریعے حضرت جبرئیل کہتے ہیں۔ اے مریم تمہارے رب کا رسول ہوں تمہارے پاس کس لئے (آیت کریمہ) تا کہ میں دوں تجھے ستھرا بیٹا غیر خدا نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کی کسی نے کی حضرت جبرئیل نے کی سید الملائکہ نے کی۔ **ذوقوۃمتین** نے کی **شدید القویٰ** نے کیا تو غیر خدا کی طرف بیٹا دینے کی نسبت کی جاسکتی ہے اگر حضرت جبرئیل بیٹے کے لیے خدا کا ذریعہ بن سکتے ہیں تو ہمارا قادری بیٹے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔۔ درود پاک۔۔۔۔۔

انبیاوصالحین کاراستہ:

اچھا ایک بات بتاؤ تم بولتے ہو کہ نہیں بولتے ہو یہ راستہ کہاں جاتا ہے ممبئی جاتا ہے، یہ راستہ کہاں جاتا ہے دہلی جاتا ہے، حالانکہ راستہ کہیں نہیں جاتا وہیں رہتا ہے اگر راستہ ہی ممبئی چلا جائے راستہ ہی دہلی چلا جائے تو مشکل ہے راستہ نہیں جاتا جو راستہ پر چلتا ہے وہ جاتا ہے جو راستے کی طرف نسبت ہے یہ مجاز ہے چلنے والے کی طرف جو نسبت ہے وہ حقیقت ہے اس چیز کو اچھی طرح سے سمجھ لو **ایّاکَ نعبدُ و ایاکَ نستعین** اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں تیرے غیر کے پاس نہیں جاتے ہیں جس کے پاس جاتے ہیں وہ تیرے اپنے ہوتے ہیں اچھا ایک بات یہاں پر اور رہ گئی وہ بات یہ رہ گئی کہ ویسے اور بھی پہلو اس میں نکل رہے ہیں جماعت کے ساتھ آپ نماز پڑھتے ہیں تو وہاں تو ایاک نعبد ہم تیری عبادت کرتے ہیں بات سمجھ میں آتی ہے مگر جب آپ اکیلے پڑھتے ہیں یہ ہم بتا دیں نعبد ہم جمع کا صیغہ ہے ہم سب تیری ہی عبادت کرتے

ہیں اورا کیلے پڑھنے والا میں تیری ہی عبادت توا کیلے پڑھنے والے کے لیے مناسب کیا تھا **ایّاك نعبدو ایاك نستعین** اے خدا میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں میں تجھی سے مدد مانگتا ہوں یہ بولنا تھا اور بولتے کیا ہیں ہم، یہ ہم کون جب ہم تنہا تھے ہم توا کیلے تھے یہ میں ہم کیسے ہوگیا اس کا دو جواب ایک جواب یہ دوستو جب اکیلے پڑھتے ہوتو بھی اکیلے نہیں رہتے تمہارے جسم کا ہر حصہ مصروف عبادت ہوتا ہے نظر پہ عبادت کان پہ عبادت زبان پہ عبادت دماغ پہ عبادت زبان کی عبادت تلاوت کان کی عبادت سننا دماغ کی عبادت اس پہ غور کرنا ارکان کی عبادت رکوع اور سجود کرنا یعنی سارے اعضاء خدا کی بارگاہ میں مصروفِ عبادت ہوتے ہیں اور ہم خدا سے کہتے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں کوئی تنہائی میں تنہا نہیں رہتے وہاں بھی ہم رہتے ہیں دوسرے عبادت کرنے والے شریک ہوتے ہیں اچھا دوسرا جواب میں عرض کردوں کہ بھائی ہم تنہا مان لو وہاں ہم تنہا مگر خدا کو اپنی تنہا عبادت پیش کرنا پسند نہیں کرتے خدا نے ہی یہ تعلیم دی ہے کہ میری بارگاہ میں تنہا عبادت پیش نہ کرو پڑھو تنہا مگر کہو ہم سب تیری ہی عبادت کرتے ہیں اب سب کون یہ سارے عبادت کرنے والے سارے صالحین سارے انبیا سارے مرسلین سب کو ہم شامل کرکے ان کی عبادتوں کے ساتھ اپنی عبادت بھیجتے ہیں تنہا عبادت نہیں بھیجتے کہ کہیں کمی ہو تو پلٹا نہ دی جائے صالحین کی عبادت کے ساتھ ملا کے ہم سارے عبادت کرنے والے تیری عبادت کرتے ہیں ہم سب تیری ہی عبادت کرتے ہیں کیوں کہ دوستو ہمیں یقین ہے ہمارے غوث کی عبادت نہیں پلٹائی جائے گی ہمیں یقیں ہے شاہِ عالم قطب عالم کی عبادت نہیں پلٹائی جائے گی شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی کی عبادت نہیں پلٹائی جائے گی انہیں کی عبادت کے ساتھ ہم اپنی عبادت لگا دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اس لیے اجتماعی عبادت میں فائدہ ہے۔ چندہ تو آپ کیسے بھی دے سکتے ہیں۔ اجتماعی چندہ ہوتا ہے نا۔ کسی ایک بھی قبول ہوگیا تو سب کا قبول حج تو سب کرکے آتے ہیں ارے یہ حاجی لوگ ایسا تماشہ کرتے ہیں وہاں لاکھوں چلے جاتے ہیں

اکثر تو مارکیٹ ہی میں دکھائی پڑتے ہیں اور اس کے بعد یہاں جب آتے ہیں ہندوستان ایر پورٹ اترتے ہیں حاجی صاحب آپ کے پاس کچھ ہے کچھ بھی نہیں ہے جھوٹ شروع حج کا پہلا تحفہ جو وہاں پر کسٹم آفسروں کو ملتا ہے حال یہ ہو گیا کہ لوگوں نے حاجیوں کے تعلق سے لطیفے گڑھنا شروع کر دیا

لطیفہ:

ایک صاحب نے گڑھ کے سنایا ایک اندھا فقیر کشکول لیے بیٹھا اس میں کچھ پیسے پڑے تھے کوئی صاحب نکالنے لگے تو اس نے شور مچایا کہ حاجی صاحب ایسا مت کیجئے اتفاق سے نکالنے والا حاجی ہی تھا اے اندھے تو نے یہ کیسے جان لیا؟ کہا یہ کام دوسرا کون کرتا ہے ایسے ایسے ہیں مگر یقین جانو عرفات ومزدلفہ کی منزلوں کو طئے کرنے کے بعد انشاء اللہ کسی کا حج نامقبول نہیں ہوگا اس لیے کہ خضر وہاں ہیں الیاس وہاں ہیں اغواث واقطاب وہاں ہیں ہمارا سلسلہ وہاں ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(9)

محمد الرسول اللہ

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

زبان پر بارِ الہٰ یہ کس کانام آیا
کہ میرے نطق نے دیے بوسے میری زباں کے لئے
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
محمد یعنی وہ حرفِ نقش دین فطرت کا
محمد یعنی وہ امدائے توقیات ربانی
کہاں کا دشت ایمن طور کیا برقِ تجلا کیا
یہ سب کچھ تھی جمال مصطفی کی پرتو افشانی
وہ ناطق جس کے آگے مہر و برلب بلبل سدراہ
وہ امّی جس کے آگے عقل کن طفل دبستانی
محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ الہ وسلم --

بڑے لطیف ہیں نازک سے گھر میں رہتے ہیں
میرے حضور میری چشم تر میں رہتے ہیں
ہمارے دل میں ہمارے جگر میں رہتے ہیں
انہیں کہ گھر ہیں یہ وہ اپنے گھر میں رہتے ہیں
یہ واقعہ ہے لباس بشر بھی دھوکا ہے
یہ معجزہ ہے لباس بشر میں رہتے ہیں

مقام ان کا نہ فرشِ زمیں نہ عرش بریں
وہ اپنے چاہنے والوں کے گھر میں رہتے ہیں
ملائکہ بھی عقیدت سے دیکھتے ہیں انہیں
جو خوش نصیب نبی کے نگر میں رہتے ہیں
یقین والے کہاں سے چلے کہاں پہنچے
جو اہل شک ہیں اگر میں مگر میں رہتے ہیں
خدا کے نور کو اپنی طرح سمجھتے ہیں
یہ کون لوگ ہیں کس کے اثر میں رہتے ہیں
رہیں وہ اپنوں سے غافل ارے معاذ اللہ
خوشا نصیب ہم ان کی نظر میں رہتے ہیں
وہ اور ہی تھا جو قوسین پر نظر آیا
ملک تو اپنی حدِ بال وپر میں رہتے ہیں
جو اختؔر ان کے تصور میں صبح و شام کریں
کہیں بھی رہتے ہوں طیبہ نگر میں رہتے ہیں
محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

میں آج کے لئے جس ارشادِ مقدس کو اپنا سرنامۂ بیان قرار دیا ہے وہ میرے بیان ہی کا عنوان نہیں پوری کائنات کا عنوان ہے جب تک اس عنوان کا وجود نہیں ہوا کائنات بھی موجود نہیں ہوئی اور پوری کائنات اسی عنوان کی تفسیر ہے۔

نورِ مصطفیٰ ﷺ:

مضمون کو سمیٹوں تو عنوان بن جائے، عنوان کو پھیلا دوں تو مضمون تیار ہو جائے، ساری کائنات کو سمیٹو تو نور مصطفیٰ ہو اور نور مصطفیٰ کو پھیلا دو تو کائنات ہو جائے۔ اول ما خلق

اللہ نوری سب سے پہلی مخلوق میرا نور کائنات کا ابھی وجود نہیں نور مصطفی موجود **والخلق کلھم من نوری** اور ساری مخلوق میرے نور سے۔ اب سوچیئے کتنی بڑی ذمہ داری میں نے بڑھالی ہے میں کیا میری حقیقت کیا کہ اس عنوان پر کچھ لب کشائی کرسکوں ایک چیز بتایئے کسی کی تعریف کرنے کے لئے اس کی معرفت چاہئے کہ نہیں، ہے کوئی ایسی بات کہ آپ پہچانو نہ اور پہچان کرادو، خود معرفت نہ ہو پھر تعریف اس لئے جب کوئی کسی کا تعارف کراتے ہیں تو ایسے کو کھڑا کرتے ہیں جس کو خود معرفت ہو اور جس کی معرفت جتنی کامل ہوگی اور معرفت اگر ناقص تو اسی حساب سے تعریف بھی تو آپ سوچیں اس کی تعریف بھی اتنی کامل ہوگی جب تعریف کے لئے معرفت ضروری تو اب مشکل بڑھ گئی کہ ہم اس کی تعریف کیسے کریں جس کی کما حقہ معرفت نہ صدیق اکبر کو، نہ فاروق اعظم کو، نہ عثمان غنی کو، نہ علی مرتضیٰ کو بلکہ ارشاد عموم تو کچھ اور بھی آگے لے جا رہا ہے۔

بولی کس کی؟ کافر کی یا مومن کی؟

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقتاً غیر ربی، اے ابوبکر میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کسی نے نہیں پہچانا اب سوچیئے نبی کہہ رہے ہیں میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کسی نے نہیں پہچانا تو دوسروں نے کیا پہچانا حقیقت کو رب کے سوا اس مقام پر میں عام طور پر کہتا ہوں ذرا رب کے سوا کی لسٹ بناؤ کے رب کے سوا میں آتے کون کون ہیں۔ حضرت جبرئیل رب کے سوا، حضرت میکائیل رب کے سوا، حضرت اسرافیل رب کے سوا، حضرت عزرائیل رب کے سوا، ملائکہ مقربین رب کے سوا، حاملین عرش رب کے سوا، حضرت آدم رب کے سوا، حضرت نوح رب کے سوا، حضرت ابراھیم رب کے سوا، حضرت کلیم رب کے سوا، حضرت مسیح رب کے سوا، صدیق اکبر رب کے سوا، فاروق اعظم رب کے سوا، عثمان غنی رب کے سوا،

حضرت علی مرتضیٰ رب کے سوا، سلمان فارسی رب کے سوا، صہیب رومی رب کے سوا، خدیجۃ الکبریٰ رب کے سوا، عائشہ صدیقہ رب کے سوا، بلال حبشی رب کے سوا، حضرت حسنین رب کے سوا۔ رب کے سوا کی لسٹ بناؤ اور پھر کہوائے ابوبکر میری حقیقت میرے رب کے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔ تو اب صاف ارشاد ہوا کہ میری حقیقت کو نہ جبرئیل پہچان سکے نہ مکائیل پہچان سکے نہ حضرت آدم پہچان سکے نہ حضرت ابراھیم پہچان سکتے، نہ حضرت مسیح پہچان سکے نہ حضرت کلیم پہچان سکے اے صدیق اکبر تم محرم اسرار نبوی ضرور ہو منبع علومِ مصطفوی ضرور ہو مگر حقیقت محمدیہ صدیق اکبر نہ پہچان سکے جو ساتھ ساتھ تھے نہیں پہچانا، خلوت والے تھے انہوں نے بھی نہیں پہچانا، جو جلوت والے تھے انہوں نے بھی نہیں پہچانا، اٹھتا بیٹھتا دیکھ نہیں پہچانا، سوتا جاگتا دیکھا نہیں پہچانا، چلتا پھرتا دیکھا نہیں پہچانا، کھاتا پیتا دیکھا نہیں پہچانا تعجب کی بات ہے! جنہوں نے دیکھا نہیں پہچانا جنہوں نے دیکھا بھی نہیں کتنے تعجب کی بات ہے کتنے حیرت کی بات ہے! ارے اس دور والے نے نہیں پہچانا اس دور والوں نے پہچان لیا! ذرا سا آپ خیال کرتے چلیں جائیں بلکہ صاحب پہچاننے کا انداز ہوتا ہے اگر پہچانتے تو اپنی طرح کہتے کبھی ایک مثال دیدو صدیق اکبر نے رسول کو اپنی طرح کہا ہو، فاروق اعظم نے رسول کو اپنی طرح کہا ہو، علی مرتضیٰ نے رسول کو اپنی طرح کہا ہو، عثمان غنی نے رسول کو اپنی طرح کہا ہو، کوئی مثال دیدو سلمان فارسی نے رسول کو اپنی طرح کہا ہو، بلال حبشی نے رسول کو اپنی طرح کہا ہو، ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں کسی صحابی کا نام لے لو جس نے رسول کو اپنی طرح کہا۔ ارے یہ اپنی طرح کس لئے کہا؟ کس نے کہا آپ کہیں گے کافروں نے کہا، **ما انتم الا بشر مثلنا**، یہ بولی مؤمنین کی نہیں ہے کافروں کی بولی ہے۔ دوروشریف اللھم ----

تو یہ بولی کس کی ہے یہ کافروں کی بولی ہے رسول کو اپنی طرح کس نے کہا کافروں

نے کہا تم تو کلمہ پڑھنے والے ہو کافروں کی نقل کیوں کرتے ہو تمہیں اگر بولنا ہے تو وہ بولو جو صدیق اکبر بولے جو فاروق اعظم بولے جو عثمان غنی بولے تم وہ بولو جو مؤمنین کی بولی ہو کافروں می بولی بول کر تمہیں کیا ترقی مل رہی ہے۔ درود شریف اللّٰھم ۔۔۔۔۔

نام کی برکت:

اور یہ بھی سمجھ لیجئے جس آیت کریمہ کو ہر سائز کے لوگوں نے یاد کر رکھا ہے یہ سائز یہ سائز چاہئے کچھ یاد نہ ہو مگر یہ یاد ہے کیا، **قل انما انا بشر مثلکم**، اے محبوب تم کہد وکن سے ان کافروں سے تمام تفسیروں کو اٹھا کر دیکھو کہ قل کے مخاطب کفار ہیں مؤمنین نہیں ان سے کہد و صدیق اکبر سے کہد و نہیں ان سے نہیں فاروق اعظم سے کہد و ان سے بھی نہیں ان سے نہیں اُن سے یہ جو دامن میں آ گئے ہیں ان سے نہیں جو باہر ہیں ان سے کہد و تو قل کے مخاطب کون ہوئے یہ کھلے کفّار اور لطف کی بات بھی ہے کہ رسول سے کہا تھا کہ اے رسول تم کہو ان سے کب کہا کہ یہ کہیں بات جو کہی جا رہی ہے اے رسول تم کہو یہ بکنے لگے تم سے کون کہا تھا کہ تم کہو رسول نے کسی مصلحت سے کہا اس پر میں چلا تو بات دور تک چلی جائیگی بس اتنا ہی ٹھہر کر سمجھ لو کہ رسول نے کافروں سے خطاب کیا بات ختم ہو گئی۔ مولانا کی تلاشی لو امام صاحب کی تلاشی لو نام چاہے مگر آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ نام اچھا ہو اگر کوئی کہے کہ اپنے بچے کا نام ابلیس رکھ دو رکھو گے؟ تو نام اچھا ہو اور اچھا نام اس لئے آپ رکھنا چاہتے ہیں تا کہ اس نام کا اثر اس کی زندگی پر ہو اور واقعی دوستو یہ بچے کا حق ہے کہ جب پیدا ہو اس کا نام اچھا رکھو لوگ نام رکھنے میں بخیلی کر جاتے ہیں بڑا خراب نام کبھی رکھدیتے ہیں نام بہتر سے بہتر رکھو، بعض علاقوں میں تو نام اتنا خراب رکھدیتے ہیں کسی کا نام رکھ دیا بدّ و، کوئی جمعراتی، کوئی شب راتی، کوئی بیاتی، کوئی پپّو، کوئی ببلُو، نام بھی صحیح نہیں رکھ پاتے۔ بنگال میں تو ایک عجیب بات

ہے کسی کا نام گھان محمد، کسی کا نام ہے پان محمد، کسی کا نام ہے ڈامبر علی، کسی کا نام ہے کھجور النساء، ہم سمجھ ہی نہیں پاتے۔ اچھا ایک بڑا دلچسپ ہے کہ ایک شخص تھا جس نے اپنے بچے کا نام رکھا بُدّھو تو میں نے اس سے پوچھ دیا کہ تو نے اپنے بیٹے کا نام بُدّھو کیوں رکھا؟ اب جواب سنیئے اس لئے کہ حضور اچھا نام ہم نے اس لئے نہیں رکھا کہ خدا کو پیارا ہو جائیگا تو ہم نے بُدّھو نام رکھا دیا کہ خدا بھی چھوڑ دیگا بدھو نہ لے جائے ہمارے پاس بُدّھو آ کے کیا کرے گا یہ دیکھئے جہالت دیکھئے۔ مگر دوستو ایک نام رکھنے والا عجیب ملا مجھے جس نے نام رکھا اپنے بیٹے کا غلام غوث تو میں نے سوچا کہ اس بھی پوچھیں کہ اس کا کیا نقطۂ نظر ہے جس نے اپنے بیٹے کا نام غلام غوث رکھا۔ تو اس کے بعد اس نے جو باتیں کی وہ نوٹ کرنے کے لائق ہے اس نے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کا نام غلام غوث اس لئے رکھا کہ جب یہ سنِ شعور کو پہنچے گا جب سمجھ والا ہوگا پتہ نہیں کہ میں رہوں کہ نہ رہوں ہوسکتا ہے کہ جب یہ ہوش سنبھالے تو میں نہ رہوں میرا وجود نہ رہے مگر اس کا نام بتائے گا کہ باپ کا عقیدہ کیا تھا تا کہ جو غلامی مجھے میسر ہو وہ میری نسل میں رہے۔ اور دوسری بات اس نے جو کہی وہ بھی بہت ہی پکی کہی کہ حضور جب ساری دنیا میرے بیٹے کو غلام غوث، غلام غوث، غلام غوث، غوث کا غلام، غوث کا غلام کہے گی اگر غوث نے بھی اپنا غلام کہہ دیا اور میدان قیامت میں بھی اس نام غوث کا غلام ہی ہوگا غوث نے بھی اس کو اپنا غلام کہہ دیا تو اس کی نجات ہو جائے گی۔ اور تیسری بات اس نے یہ کہی کہ حضور اس میں اور بھی ایک لطیفہ ہے کہا کیا کچھ نہیں لطیفہ یہ ہے جو غوث کا دشمن ہوگا وہ بھی میرے بیٹے کو غوث کا غلام ہی کہے گا۔ درود شریف اللھم ۔۔۔۔

میں نے کہا تو نے نہیں رکھا تو نے عبادت کیا ہے ہاں تو بات یہ چل رہی تھی کہ نام اچھے سے اچھا اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلا حق بیٹے ہی کا ہوتا ہے کہ آپ اس کا نام

اچھا رکھو بیٹا پیدا ہی ہوتے باپ کا کوئی حق بیٹے پر نہیں نام اچھا رکھو، اچھی تعلیم وتربیت ہو یہ آپ پر ہے اگر آپ نے بیٹے کا حق ادا نہیں کیا اور بیٹا آپ کا نافرمان ہو گیا جب اس کا وقت آیا تھا حق ادا کرنے کا اس نے بھی ادا نہیں کیا نام رکھا تھا بُدّھو اور جب بُدّھو بڑا ہوا تو وہ باپ کو آنکھ دکھانے لگا باپ اس سے بے پرواہ ہو گیا اور جب میدان قیامت میں باپ بیٹے کا مقدمہ پہنچا باپ نے کہا کہ اے اللہ اس نے میرا حق ادا نہیں کیا تو بدھو کہے گا کہ اے اللہ اس نے میرا حق ادا نہیں کیا میرا نام بدھو رکھا اسے اچھا نام رکھنا تھا تو بدھو کی جیت ہو جائے گی تم ہی بدھو ہو جاؤ گے۔ درود شریف اللّٰھم ۔۔۔۔

ہاں تو بات یہ چل رہی تھی ہم کیا ہمارا نام رکھنا کیا بہت آزما چکے ہیں کسی نے نام رکھ دیا رحمت مستقبل میں ثابت ہوا زحمت کسی کا نام فضل الٰہی آگے چل کے پتہ چلا عذاب الٰہی اس لئے تو ہم نہیں جانتے۔

ایک نام خدا نے بھی رکھا:

اس لئے کہ ہم نہیں جانتے کس کا مستقبل کیا ہے کس کی صلاحیت کیا ہے اس کی استعداد کیا ہے ہم تو خوش فہمی پہ ناز رکھتے ہیں کتنے ہیں جن کا نام عبدالرحمن ہے مگر وہ شیطان کے بندے ثابت ہو گئے رحمن کے بندے سے ثابت نہ ہو سکے کیسا کیسا نام اچھے سے اچھا رکھا مستقبل میں پتہ چلا تو وجہ کیا ہے یہ ہماری لاعلمی ہے ہم نہیں جانتے کہ ہم جس کا نام رکھتے ہیں وہ اس کا مستقبل کیا ہے اس کا بچپنہ کیا ہے اس کی جوانی کیا ہے اس کا بڑھاپا کیا ہے اس کی دنیا کیا ہے اس کی آخرت کیا ہے مگر خدا عالم الغیب والشہادہ جب کسی کا نام رکھے گا وہ اس کا نام ہی نہیں ہو گا وہ اس کا پورا کردار ہو گا۔

تو خدا نے نام رکھا ہے محمد اور جسے خدا محمد کہہ دے اس کا بچپنہ بھی محمد اس کی جوانی

محمد اس کی دنیا محمد اس کی آخرت محمد اس کا دین محمد اس کی امت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ درود شریف۔۔۔۔۔

یہ ہمارا تمہارا نام نہیں ہے یہ خدا نے دیا ہے اچھا ویسے بھی ہے ایک یہ ہمارے یہاں رواج بھی کیا ہے ایک ہی نام دیتے ہیں صفات کی تو بات چھوڑئے اور انبیاء کرام میں بھی ایک ہی نام رائج ہے مگر سرکار کے تعلق سے دو تو ذاتی نام ایک ہے محمد ایک ہے احمد اور سرکار نے وضاحت کیا تو پتہ چلا دو نام اور بھی ہیں سرکار فرماتے ہیں، **انا احد فی العرش واحمد فی السماء و محمد فی الارض و محمود فی السرق** ۔ میں جب پیشانیٔ عرش پہ تھا تو **اَحَد** ؐتھا آسمان پر آیا تو **اَحَمَد** ؐہوا اور زمین پر آیا تو **محمد** ؐہوا اور جب یہاں سے قیامت تو **محمود** ؐہوں گا۔ ہر دنیا کا نام الگ الگ مگر آپ جانتے ہیں کہ میں ٹھہر جاتا ہوں اس لئے کچھ وسوسہ دینے والے کہیں آپ کو مل نہ جائیں۔ **یُوَسْوِسُ فی صدورِ الناس من الجنۃ والناس** خناس کی تعریف کی ہے آپ پناہ بھی مانگتے ہیں۔ **قل اعوذ برب الناس ملک الناس الیٰ آخر** ۔ یہ وسواس جو خنّاس بھی ہے اس کا کام ہے۔ **یُوَسْوِسُ فی صدورِ الناس** ۔ دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے دیکھو میں کسی کو خنّاس کہتا نہیں میں قرآن کی آیت کا ترجمہ کر رہا ہوں ایک چیز ہے جس کو کہتے ہیں خنّاس اس کا کام ہے دلوں میں وسوسہ ڈالنا یہ نہ سمجھو کہ خنّاس وہ ہے جس کے دو سینگ ہوں چار پانچ ہاتھ ہوں دو چار پیر ہوں نہیں میں **یُوَسْوِسُ فی صدورِ الناس** جو دلوں میں وسوسہ ڈالے سمجھ لو یہی ہے حضرت خنّاس۔

الذی یُوَسْوِسُ فی صدورِ الناس یہ لوگوں کے دلوں میں جو وسوسہ ڈال رہے ہیں یہی ہے جناب خنّاس چاہے **من الجنۃ والناس** چاہے جن ہو چاہے انسان ہو، دونوں خناس۔ اب آپ سوچیں گے اس چیز کو اچھی طرح سے ذہن میں رکھو میں کسی کو خنّاس نہیں کہتا

مجھے کیا حق ہے اتنے بڑے مجمع میں میں کیا جانتا ہوں کہ کون کیا ہے نہ کسی کا تعارف نہ کسی کی پہچان اب اگر کوئی کل کہے ہمیں خنّاس کہا تو کہنا وہ تمہیں جانتے بھی نہیں نہ تجھے جانے نہ تیرے باپ کو جانے نہ تیرے دادا کو جانے نہ تیری نسل کو جانے انہوں تو ایسے ہی بات کی مگر تو نے یہ کیوں سمجھا کہ تجھ کو کہا جا رہا ہے کیا ہے دال میں کالا۔ درود شریف۔۔۔

توکیا خنّاس کہے گا کہ رسول کو اَحَدٌ کہہ دیا حالانکہ ساری دنیا پڑھ رہی ہے، **قل ھو اللہ احد** قرآن خدا کو اَحَدٌ کہے اللہ ہی یکتا ہے اورنہوں نے رسول کو بھی اَحَدٌ کہا سمجھداری ہوتی تو سمجھ لیتے کہ **احدٌ فی العرش** کہا عرش پر احدٌ کہا اور خدا کسی مکان کے رہنے سے پاک ہے مگر اتنی بات سمجھ میں نہیں آتی خدا بھی احدٌ رسول بھی اَحَدٌ تو مشرک ہو گئے ایسا آدمی کبھی پلے پڑے آپ کے تو تیزی سے سوال ہی کر لینا۔ بول تو موجود ہے کہ معدوم اگر کہے کہ معدوم تو دیکھتا کیسے اور کہے موجود تو خدا بھی موجود تو بھی موجود تم مشرک ہو گئے، اور پوچھو کہ تو عالم ہے کہ جاہل؟ اگر کہے جاہل بڑی سچی بات کہی اور کہے عالم تو خدا بھی عالم تم بھی عالم تم مشرک ہو گئے۔ تو اندھا ہے کہ دیکھتا ہے؟ اگر کہے کہ اندھا ہے تو واقعی اندھا ہے اگر کہے دیکھتا ہوں خدا بھی دیکھتا ہے تو بھی دیکھتا ہے تم مشرک ہو گئے۔ تو مردہ ہے کہ زندہ؟ اگر کہے زندہ خدا بھی حَیٌّ تو بھی حَیٌّ تم مشرک ہو گئے تو جب بمباری آپ شروع کرینگے نا تو وہ کہے گا خدا کا علم اور ہمارا علم اور ہے خدا کا وجود اور ہے ہمارا وجود اور ہے خدا کا سننا اور ہے ہمارا سننا اور ہے خدا کا دیکھنا اور ہے ہمارا دیکھنا اور ہے ہماری زندگی اور ہے خدا کی حیات اور ہے اور اور کہنے سے جب تو شرک سے بچ رہا ہے تو یہاں کیوں نہیں سمجھ لیتا کہ مصطفٰی کی احدیت اور ہے خدا کی احدیت اور ہے، مصطفٰی کا علم اور ہے خدا کا علم اور ہے، مصطفٰی کا اختیار اور ہے، خدا کا اختیار اور ہے، مصطفٰی کا فیصلہ اور ہے خدا کا فیصلہ اور ہے، تو اور اور کہہ کر وہاں بچ رہا ہے تو

یہاں کیوں نہیں بجتا تو خدا کی احدیت اور ہے مصطفی کی احدیت اور ہے خدا کی اپنی اُلوہیت میں وحدہ لاشریک ہے، تو مصطفی اپنے کمال رسالت میں وحدہ لاشریک ہے۔ خدا اپنے ذات وصفات میں وحدہ لاشریک ہے اور مصطفیٰ کمالاتِ نبوت ورسالت میں وحدہ لاشریک ہیں تو جو غیر خدا کو خدا جیسا سمجھے وہ بھی مشرک اور جو غیر مصطفی کو مصطفی جیسا سمجھے وہ بھی مشرک۔ درود شریف اللّٰھم۔۔۔۔

جس دنیا میں پہنچے وہی نام دیکھو حضرت موسیٰ یہاں دو موسیٰ کوہ طور پر دو موسیٰ آسمان پہ دو موسیٰ آخرت میں دو موسیٰ جنت میں دو موسیٰ ایک نام ہر جگہ چل رہا ہے کہ نہیں اور حضرت عیسیٰ جب تک یہاں پر تھے تو عیسیٰ، آسمان پر ہوں گے تو عیسیٰ، قیامت میں آئیں گے تو عیسیٰ، جنت میں پہنچیں گے عیسیٰ، ایک ہی نام تو چل رہا ہے۔ مگر اس نبی کی شان دیکھو آسمان پر احمدٌ، زمین پر محمدٌ آخرت میں محمودٌ عرش پر احدٌ، آسمان پر احمد زمین پر محمد آخرت میں محمود الگ الگ دنیا کے الگ الگ نام کیوں عالم غیب نام اور ہے عالم شہادت کا نام اور ہے عالم شہادت محمد عالم غیب میں احمد تو پہلے سمجھ لو محمد کس کو کہتے ہیں احمد کسے کہتے ہیں، محمد وہ ہے جس کی بیشمار تعریف کی جائے مسلسل حمد پر حمد تعریف کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے اور بے شمار تعریف کرنے والا ہے وہ احمد تو آسمان پر فرشتے ہیں فرشتوں کا کام کیا ہے صرف تعریف کرنا حمد وثناء کرنا حمد وثناء کرنے والے کے لئے احمد حمد وثناء کرنے میں یہ احمد اور جب دنیا میں آئے جن کی تعریف کی جاتی ہے ان سب میں یہ محمد۔ ذرا سا دیکھو احمد کا لفظ ویسے حضرت جبرئیل بھی بیشمار حمد کرنے والے ہیں ہم آپ شمار کر نہیں سکتے سارے ملائکہ بیشمار حمد کرنے والے ہیں مگر جبرئیل کا نام احمد نہیں ہوا حضرت مکائیل کا احمد نہیں ہوا حضرت آدم کو بھی آدم کہا گیا احمد نہیں کہا، حضرت کلیم کو احمد نہیں کہا یہ لفظ ایک ایسے کے لئے مخصوص کر دیا گیا جس کی حمد سب سے زیادہ ہو آپ

سوچیں گے کہ معاملہ کیا ہے اس دنیا کا نام اور اس دنیا کا نام آخرت کا نام اور تو میں آپ کو بتاؤں ہر نبی کے پاس ایک نام کیوں اس لئے کہ ہر نبی کا دائرہ نبوت محدود وقت کے ساتھ بھی زمانے کے وقت کے ساتھ بھی علاقے کے ساتھ مختلف سارے نبی محدود اور یہ سارے نبی جو آئے وہ عالم شہادت کے لئے آئے تو عالم شہادت میں ان کا دائرہ متعین محدود تو وہ صرف عالم شہادت کے نبی تھے لھذا ان کو ایک ہی نام دیا گیا ایک ہی عالم کے نبی ایک نام دیا گیا اور وہی نام ہر جگہ کام آرہا ہے مگر یہ اللہ رسول جو ہیں یہ صرف عالم شہادت ہے نبی نہیں ہیں، **اُرسلت الی الخلق کافه**، ساری مخلوق کے رسول، **وللعلمین نذیراً** سارے عالم کے نذیر تو عالم شہادت کے بھی رسول عالم غیب کے بھی رسول عالم آخرت کے بھی رسول تو یہاں کے رسول محمد ہوکر وہاں کے رسول احمد ہوکر عالم غیب کا نام احمد ہے عالم شہادت کا نام محمد ہے اس کا انداز بھی میں بتادوں حضرت عیسیٰ کا معجزہ تھا نا مردے کو زندہ کرنا اور عیسیٰ کیسے زندہ فرماتے تھے، **قم باذن الله**، فرمادیا اللہ کے حکم سے کھڑا ہوجا مردہ زندہ ہوجاتا تھا مردے کو میرے نبی نے بھی زندہ کیا مگر اس طرح نہیں کہا ہو **قم باذن الله**۔

ایک صاحب آئے بارگاہ رسالت میں نبوت کی نشانی سمجھنا چارہے تھے کیا چاہتے ہیں آپ میری بیٹی کو زندہ کردیں کہا ہاں چلو واقعہ نگاری مقصود نہیں سرکار کو قبر تک پہنچایا تو سرکار وہاں یہ نہیں کہتے کہ تو اللہ کے حکم سے اٹھ جا بلکہ اس کا نام لے کے بلاتے ہیں جیسے میں بلاؤں اے خالد ادھر آ اے کریم ادھر آ اے شاہد ادھر آ جیسے سامنے والے کو بلایا جاتا ہے حضرت عیسیٰ ہوتے تو کہتے **قم باذن الله** اللہ کے حکم سے کھڑی ہوجا اور رسول یہ نہیں کہہ رہے ہیں سرکار کہے تو کچھ سکتے تھے مگر کیا ہے نام لیا نام لینا تھا اس نے ارادہ کیا بارگاہ رسول میں آنے کی قبر کی ساری رکاوٹیں ختم ہوگئی حدیث کے الفاظ مجھے کہیں نہیں ملے کہ پہلے قبر کو کھود کر

صاف کیا گیا ہو پھر پکارا گیا ہو وہ قبر کے اندر ہے قبر ابھی ہے نبی نے نام لیا قبر کی ساری رکاوٹیں دور ہوگئی، لبیک وسعد یک یارسول اللہ کہتے ہوئے حاضر ہوگئی اور پھر سرکار پوچھتے یہ ہیں کیا تو یہی رہنا چاہتی ہے یا واپس جانا چاہتی ہے وہی پوچھ سکتا ہے جو روک بھی سکے بھیج بھی سکے اس نے کہا کہ ہم نے اپنے رب کو مہربان پایا آپ ہمیں واپس کردو۔ دیکھا آپ نے اس میں بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ عالم شہادت کے نبی تھے تو عالم شہادت میں جو ان کا دائرہ نبوت تھا وہ کسی چیز کو بھی بلاتے ان کا حاضر ہونا ان پر لازم تھا مگر وہ آخرت کے عالم برزخ کے رسول نہیں تھے کہ وہاں سے کسی کو بلائیں تو وہ بھی حاضر ہوجائیں اس لئے انہوں نے قم باذن اللہ کہا اللہ کا نام لے کر آواز کیا یہ ان کا معجزہ بن گیا وہ حاضر ہوگیا وہ زندہ ہوگیا مگر یہ جو نبی ہیں وہ عالم غیب کے بھی نبی ہیں عالم شہادت کے بھی نبی ہیں اور جس کو بھی بلائیں گے اس کو حاضر ہونا فرض ہے ان کی بارگاہ میں کیوں **اِستجیبو اللہ وللرسول اذا دعا کم**، جب نبی بلائیں تو حاضر ہوجاؤ اور اس میں کہا ہے کہ اللہ اور نبی بلائیں تو حاضر ہوجاؤ۔ اللہ تمہیں کب بلائے گا۔ نبی ہی کے بلانے کو خدا نے اپنا بلانا قرار دیا آپ خیال کریں جس دنیا میں ہے ایسا پیارا نام تعریف علماء کرتے ہیں محمد یہ کیسے بنا ہے، حمد سے بنا تحمید حمد کہتے ہیں تعریف اور تحمید جو اس میں کثرت پیدا ہوتا تو تحمید اور اسی میں ہے محمد راز سا آپ سمجھو حمد کی تعریف جو علماء کرتے ہیں صحیح طور پر تو وہی سمجھا پائیں گے اس لئے کہ پیچیدگی اتنی ہوتی ہے کہ اب عوامی مجمع کو اور کتابی اور درسیاتی بات سمجھانے کی کوشش کرنا خود اپنے مبتلائے آفات کرنا ہے پہلے میں آپ کو بتاؤں، **محمدُ الذی یُحمدُ حمداً بعد حمدٍ**، محمد وہ ہے جس کی مسلسل تعریف کی جائے تعریف کا سلسلہ ٹوٹے ہی نہیں آپ ذرا سوچیں بیشمار تعریف جس کی کی جائے آپ سوچیں گے کہ اگر یہی تعریف ہے تو ساری دنیا اگر حضور کی تعریف کرنا چھوڑ

دے تو کیا ہوگا بڑی لوگ محنت کر رہے ہیں کہ میلاد کا جلسہ نہ کرو معراج کا جلسہ نہ کرو یہ ذکر نہیں وہ ذکر نہیں سب کچھ نہ کرو دیکھا آپ نے خود بھی تعریف کریں تو نظر نہیں آئے اور اچھی بات کو بدعت کہہ کر وزن کو کم کر رہے ہیں دیکھا آپ نے تو تم سوچو گے کہ جب ساری دنیا رسول کی تعریف کرنا خدانخواستہ چھوڑ دے تو تعریف کا سلسلہ ٹوٹا کہ نہیں ٹوٹا یہ سوچو گے تو قرآن کہے گا بے وقوف تیری تعریف سے محمد نہیں ہوئے ہیں سن لے۔ اِنَّ اللہ و ملائکته یصلون علی النبی اللہ اور اس کے سارے فرشتے نبی پر درود و سلام کا نذررانہ بھیجتے ہیں اور صلوٰۃ کے معنیٰ حمد و ثناء بھی ہے تعریف کے بھی ہے نبی کی تعریف کرتے ہیں تو وہ تعریف نہ ملائکہ کی تعریف کی تعریف ٹوٹنے والی ہے نہ خدا کی تعریف ٹوٹنے والی ہے ان کو تو خدا نے محمد بنایا ہے۔ ارے بھئی خدا کے سوا نبی کون جانے اب خدا کے سوا نبی کو کوئی نہیں پہچانتا تو خدا سے بہتر تعریف کون کرے گا تو یہ تمہاری تعریف سے ہوئے محمد نہیں ہوئے یہ تو اپنے خدا کی تعریف سے ہوئے **محمدٌ** اُدھر خدا ان کی تعریف کر رہا ہے تو یہ محمد ہوتے ہیں اور جب یہ خدا کی تعریف میں لگ جاتے ہیں تو احمد ہوتے ہیں۔ خدا ان کی بے شمار تعریف کر رہا ہے اور یہ خدا کی بے شمار کر رہے ہیں اور جس کی بے شمار تعریف کی جائے وہ کیا ہے محمد میم پر زبر میم پر کیا ہے زبر محمد بیشمار جس کی تعریف کی جائے اس کا نام کیا ہے محمد اور جو بیشمار تعریف کرنے والا ہو اس کو کیا کہیں گے محمد میم پر زیر لگا دو محمد جو مسلسل تعریف کر رہا ہو تعریف کرنے کا سلسلہ نہ ٹوٹے محمد جس کی مسلسل تعریف ہو رہی ہو۔ زبر زیر کو ذہن سے نکال نہیں دینا معاملہ زیر و زبر ہو جائے گا محمد جس کی مسلسل تعریف کی جائے اور محمد جو مسلسل تعریف کرے۔ تو جب میرا خدا اپنے محبوب کی مسلسل تعریف کرتا ہے تو محبوب مُحَمَّدٌ ہوتے ہیں اور خدا مُحَمِّدٌ ہوتا ہے اور جب میرا محبوب اپنے خدا کی مسلسل تعریف کرتا ہے تو مصطفی مُحَمِّد ہوتے ہیں اور خدا

مُحَمَّدْ ہوتا ہے۔ درود شریف اللّٰھم ۔۔۔

ذرا سا آپ خیال کرتے چلے جائیں ہاں تو حمد کی تعریف کر ہی نہیں سکے۔ حمد کسے کہتے ہیں، **ھو الثناء علی جمیع الاختیار**، اختیاری خوبیوں کی تعریف کرنا، خوبیاں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک غیر اختیاری کہی جاتی ہیں اور اختیاری جس میں آپ کے کسب کا دخل ہو وہ اختیاری ہیں۔ اور جس میں آپ کے کسب کا دخل نہ ہو چاہے کسی دینے سے ہو چاہے خود سے ہو وہ غیر اختیاری۔ دیکھا آپ نے اختیاری غیر اختیاری کو بھی خوب سمجھیں اختیاری خوبی جیسے آپ کو اللہ نے کچھ خوبیاں دی ہیں علم میں فن اس لئے اختیاری چیز ہے اگر آپ چاہیں تو عالم بنیں نہ چاہیں نہ بنیں یہ اختیاری بات ہے مگر کچھ چیزیں آپ کے پاس غیر اختیاری ہیں وہ آپ کی مرضی سے نہیں خدا کے بنانے سے ہیں جیسے قد و قامت جیسے قد و خال شکل و صورت اگر کسی کا چہرہ کالا ہے تو اپنے کو گورا نہیں بنا سکتا ناک ٹیڑھی ہو تو سیدھی نہیں ہو سکتی خدا نے جیسا بنا دیا ویسے ہی ہے۔ اور علم و فن اس میں جناب والا ایک خاص بات ہے علم و فن یہ آپ کی مرضی کی بات جتنا چاہو حاصل کر لو اس میں آپ کے اختیار کی بات ہے۔

سورج کو چمکنا پڑیگا چاہے وہ چاہے یا نہ چاہے یہ اس کی اختیاری بات نہیں ہے چاند کو چاندنی دینا پڑیگا یہ اس کی مرضی کی بات نہیں ہے کہ جس کو چاہے دے جس کو چاہے نہ دے دریا کو بہنا پڑیگا ستارے کو چمکنا پڑے گا، پھولوں کو مہکنا پڑیگا، تو اختیاری غیر اختیاری خوبیاں ہوتی ہیں وہ تو ہوتی ہی ہیں اختیاری خوبی تو محمد جس کی مسلسل تعریف کی جائے یعنی اس کے پاس بیشمار اختیاری خوبیاں ہوں نادانوں نہیں سمجھ سکے اس نام کی حقیقت کو کہتے ہو جس کا نام محمد یا علی ہو اسے کسی چیز کا اختیار نہیں سمجھا نہیں جس کا نام محمد ہے اس کے نام سے اختیار برس رہا ہے۔ درود شریف اللّٰھم ۔۔۔۔

میں مثالوں سے اگر اختیار دیکھنا چاہوں کہ درختوں کے کیا اختیار، جانوروں کے کیا اختیار، ذرّوں کے کیا اختیار، پھر تو بات چلی اتنا دور تک چلی جائیگی پھر تو سمیٹا ہی نہیں جا سکتا۔ تو نام ہی سے اختیار مگر میں ایک بات بتاؤں کہ رسول کی جو اختیاری خوبیاں ہے کہ بھئی بڑے نازک موڑ پر لے جارہا ہوں وہ بھی رسول کی اختیار کی نہیں عام طور میں جو خوبیاں اختیاری ہوتی ہے وہ خوبیاں رسول کی ذات میں اختیاری نہیں آپ کہیں گے یہ عجیب پیچیدہ بات ہوگئی سب کے لئے اختیاری اور، رسول کے لئے اختیاری نہیں؟ اس میں بھی ذات رسول کا کتنا پیارا تحفظ ہے علم تم سیکھو تو جانو رسول نے علم نہیں سیکھا خدا نے خود سکھا یا کہیں سیر کرنے تم جاؤ تو جاؤ رسول نہیں ہیں اس معاملے کو خدا نے خود سیر کرائی۔ تو کیا اے رسول تم نے خود علم نہیں سیکھا ہم نے سکھایا تو خود نہیں بلند نہیں ہوا ہم نے بلند کیا تم نے خود سیر نہیں کی ہم نے کیا جتنے کمالات رسول کی طرف۔ **انا اعطینک الکوثر۔ انا فتحنا لک فتحًا مُّبینا و علمک مالم تکن تعلم، ورفعنالک ذکرک۔** یعنی اے محبوب تیرے ذریعے جتنے خوبیاں جو دوسروں میں اختیاری بنتی ہیں وہ تو نے خود حاصل نہیں کی ہم نے دیا یہ سب ہم نے دیا اصل میں اس میں راز کیا ہے خدا نے اپنی طرف نسبت کیوں کر لی تو ہم آپ کو بتانا یہ چاہتے ہیں کہ جو آپ کے اندر غیر اختیاری خوبی ہے خدا نے جیسے بنایا ویسے تو بن گئے، چہرہ خدا نے جیسا بنا دیا وہی نقشہ تو ہے آپ کا، تو خدا کی بنائی ہوئی چیز کی برائی یہ خدا کی برائی ہے۔ آپ کسی کے قد و قامت کا مزاق اڑائیں یہ اس کا مذاق نہیں ہے بنانے کا والے کا آپ کسی کی شکل و صورت کا مذاق اڑائیں یہ اس کا مذاق نہیں ہے یہ بنانے والے کا، اس لئے اپنی مرضی سے تھوڑی ہی بنایا ہے یہ تو خدا نے بنایا ہے، جب خدا نے یہ بنایا ہے تو اب اگر تم برائی کرو گے در حقیقت یہ خدا کی برائی ہوگی۔ ہاں اگر اس کے علم کی برائی کرتے ہو تو یہ اس کی برائی ہے

اس لئے کہ اس نے محنت نہیں کی، اس کے فن کی برائی کرتے ہو تو یہ اس کی برائی ہے تو جو اختیاری خوبیاں اوپر ہیں جس میں اس کے کسب کا دخل تھا اس کی برائی جو ہے وہ اس کی برائی بنتی ہے اور جو غیر اختیاری خوبیاں ہیں اس کی برائی اب خدا کی برائی بنتی ہے ہم نے کہا بڑا جاہل تو یہ خدا کو کچھ نہیں کہے گا اس کو کہا یہ برائی اسی کی ہے اس نے علم حاصل نہیں کیا فلاں بے فن ہے تو یہ اسی کی برائی ہے تو دیکھو کیا سمجھے کہ تمہارے اندر کچھ صفات ایسے ہیں کہ جس کی برائی کرو تو خدا کی برائی بن جائے اور کچھ صفات ایسے ہیں کہ جس کی برائی کرو تو تمہاری برائی بنتی ہے مگر میرے حبیب کے اندر جتنے بھی صفات ہیں وہ سب غیر اختیاری ہیں نبی کی کسی صفت کو بھی برا کہو گے تو وہ خدا کی برائی ہوگی اگر علم کو برا کہا تو علم نہوں نے خود نہیں سیکھا خدا نے سیکھایا اگر ان کے سفر کو برا کہا تو خود نہیں گئے خدا لے گیا اگر ان کے بلندئ درجات پر نکتہ چینی کی یہ انہوں نے خود بلندئ درجات والی بات اختیار نہیں کی خدا کی تو خدا نے اتنا محفوظ کر لیا کہ اے محبوب اب تیری تعریف ہی میری حمد ہے اور احمد کی حمد خدا کو ایسا پسند آ گئی کہ انہی کی نقل کا نام نماز ہے انہی کی نقل کا نام روزہ ہے، انہیں کی نقل کا نام حج ہے۔

ارے حاجیو حج کرنے گئے نا، کیا کر کے آئے کہتے ہیں کعبہ کا چکر لگا دیا صفا و مروہ کا چکر لگایا سعی کیا عرفات میں ٹھہرے مزدلفہ میں رات گزاری منیٰ رَمی جمار کیا یہ سب کچھ کر کے آئے یہ سب خدا نے کب کیا تھا؟ پوچھو کسی ملّا سے خدا نے کعبہ کا چکر کب لگایا، خدا نے صفا و مروہ کی سعی کب کی خدا عرفات میں کب ٹھہرا خدا نے مزدلفہ میں رات کب گذاری خدا نے رمی جمار کب کیا خدا نے قربانی کب کی، بولو ہم کو تو یہ کہہ کے بلایا گیا ہے کہ خدا کا فرض ہے اور ہم سے یہ کرایا جا رہا ہے خدا کا فرض کیا ہے؟ ارے نادان یہ میرے مصطفی کی ادا ہے مصطفی کی ادا ہے میرا فرض ہے۔ درود شریف اللّٰھم ۔۔۔۔

تو دیکھا آپ نے احمد کی حمد ایسا مقبول ہوگئی پتھروں پہ دوڑ پڑیں تو وہاں دوڑ نا حمد ہوجائے کہیں بسیرا کرلیں وہاں بسیرا کرنا حمد ہوجائے کہیں رات گذار لیں تو وہاں رات گزارنا حمد ہوجائے زرا سا دیکھو انتہا کی بات ہے مغرب کا وقت ہوگیا ہے مگر نبی عرفات میں نماز نہیں پڑھ رہے ہیں حج کا موسم ہے کوئی نہیں پڑھ سکتا کہاں پڑھو مزدلفہ میں پڑھنا ہے وقت نکل جائے گا دو قضاء پڑھنی پڑے گی نہیں ادا پڑھنا ہے جب وقت تھا پڑھنے نہیں دیا اور جب قضاء ہوگئی تو ادا پڑھا یا جارہا ہے معاملہ کیا ہے یہ مصطفی کی ادا ہے اب بھی تو عبادت کا راز سمجھ نہ سکا عبادت کیا ہے نبی جہاں پڑھیں وہاں پڑھنا عبادت نبی جہاں چھوڑ دیں وہاں چھوڑ نا عبادت ۔ درود شریف اللھم ----

وہ بے شمار تعریف **الذی یحمدُ حمدًا بعد حمدٍ** مسلسل حمد تو میں وہی بات کہہ رہا تھا ایسے رسول کی تعریف میں کیا کرسکتا ہوں **العجزُ و للادُراکُ ادُراکٌ** نبی کے ادراک سے عاجز ہونا ہی ان کا ادراک ہے جو کہے نبی کو ہم نے کچھ نہیں سمجھا سمجھ لو کچھ سمجھ لیا اور جو کہے کہ نبی کو ہم نے سمجھ لیا سمجھو کچھ سمجھا ذرا سا آپ خیال کرتے چلے جائیں ، محمد الرسول اللہ یہ اسلام کے پہلے کلمے کا جز ہے نا آپ کیا پڑھتے ہیں ، **لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ** ، تو کیا یہی رسول تھے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں تھا یقین جانو دوستو حضرت آدم بھی رسول ، حضرت نوح بھی رسول ، حضرت کلیم بھی رسول ، حضرت مسیح بھی رسول ، حضرت ابراھیم بھی رسول ، مگر کسی کا کلمہ صفتِ رسالت کسی کے کلمے کا جز نہ بنا دیکھا آپ نے حضرت ابراھیم کا کلمہ کیا **لاالہ الااللہ ابراھیم خلیل اللہ** ، **لاالہ الااللہ نوحؑ نجی اللہ** ، **لاالہ الااللہ آدم صفی اللہ** ، **لاالہ الااللہ داؤد خلیفۃ اللہ** ، **لاالہ الااللہ موسیٰ کلیم اللہ** ، **لاالہ الااللہ عیسیٰ روح اللہ** ، اگر یہ کہا جاتا **لاالہ الااللہ موسیٰ رسول اللہ** ، **لاالہ الااللہ عیسیٰ رسول اللہ** ، **لاالہ**

الا اللہ ابراھیم رسول اللہ، مگر کلمۂ رسالت یہ صرف کلمہ اسلام کا جز ہے صفت رسالت دوستو جس نبی کا جو کمال منتہائے کمال پہ تھا چمکتا ہوا کمال وہ اس کے کلمے کا جز بنا دیا گیا حضرت ابراھیم کی خلّت کیا عظیم المرتبت کلمے کا جز بن گیا حضرت عیسیٰ کا دم مسیحائی کلمے کا جز بن گیا حضرت کلیم کا شرف ہمکلامی کلمے کا جز بن گیا، تو جو چمکتا ہوا خطاب تھا وہ کلمے کا جز بن گیا مگر وہ محبوب جس کی ہر صفت چمک رہی ہو اور ہر کمال درجۂ کمال تک پہنچا ہو اب کس کلمے کو چنا جائے اس کے کلمے کا جز بنانے کے لئے تو اب اس کے لئے موزوں تر یہ ہے کہ اس رسالتِ عامّہ کو کلمے کا جز بنا دیا جائے جس کے دائرے میں انبیاء و مرسلین بھی نظر آ رہے ہیں میں اس کو ایسے سمجھاؤں تو سمجھ میں آئے دیکھو ہم حضرت ابراھیم کے امتی تو نہیں ہیں مگر یہ کلمہ پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ **لا الہ الا اللہ ابراھیم خلیل اللہ**، پڑھتے ہیں یہ صرف امتیوں کا کلمہ نہیں ہے جو امتی نہیں وہ بھی پڑھتے ہیں، **لا الہ الا اللہ اٰدم صفی اللہ**، **لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ**، پڑھتے ہیں ہم مگر اس کلمے سے آپ نہیں سمجھ سکتے کہ ہم ان کے امتی ہیں اللہ کے رسول کو ایسا کلمہ دیا کہ جو پڑھے وہ امتی نظر آئے چاہے امتی پڑھے چاہے نبی پڑھے، **لا الہ الا اللہ حمد رسول اللہ**۔ ارے دوستو دوسرے دلائل اگر نہ ہوں دوسرے مظبوط قسم کے اگر براہین نہ ہوں اور صرف کلمہ سن کر اگر کچھ فیصلہ کرنا پڑے تو ایسا لگتا ہے کہ گروہ انبیاء میں رسول ایک ہی ہے۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**۔

بات کچھ اور بھی آگے جائے گی دیکھئے یہ بھی بات یاد رکھیئے محمد رسول اللہ کا ترجمہ کیا ہے محمد اللہ کے رسول ہیں ہے نا، یہی ترجمہ اب ہیں کہہ چکے ہیں تو کبھی تھے نہ کہنا ورنہ کلمہ چھوڑنا پڑیگا یہ ہیں والوں کا کلمہ ہے تھے والوں کا نہیں جو کہتے ہیں کہ رسول تھے نہیں ہیں رسول ہیں تو اب تین لفظ ایک لفظ ہے محمد دوسرا لفظ ہے رسول تیسرا اسم ہے جلالت اللہ، جب تک تینوں کی

وضاحت نہ ہو محمد اللہ کے رسول۔ تو یہ رسول کیا ہوتے ہیں؟ یہ اللہ کیا اور پھر اس کا رسول یہاں پر آپ نسبت کی چمک دیکھئے آپ رسول کا لفظ جو ہے ایلچی کے معنی میں بھی آتا ہے سفیر پیغام لانے والا اگر میں کہوں کہ داروغہ جی نے اپنا ایک ایلچی بھیجا ہے تو آپ کیا کہتے ہیں بیٹھاؤ ابھی آیا اور اگر میں نے یہ کہا کہ گورنر صاحب نے اپنا ایلچی بھیجا ہے تو جوتا چھوڑ کے آپ بھاگتے ہیں گورنر کا ایلچی آیا ہے اور اگر صدر جمہوریہ نے اپنا ایلچی بھیجا تب تو کیسا بے تحاشہ آپ بھاگیں گے کہ کچھ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ معلوم یہ ہوا کہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ ایلچی ہے تو کس کا ہے پیغام رساں ہے تو کس کا ہے بھیجا ہوا ہے تو کس کا ہے اور جیسی عظمت والا بھیجنے والا ہوگا ویسے ہی عظمت اس بھیجے ہوئے میں ہوگی اس کی مناسبت سے، بات سمجھ میں آرہی ہے کہ نہیں اب یہاں ایک چیز میں بتا دوں یہ جو بھیجے ہوئے ہوتے ہیں وہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو بااخیتار ایک بے اختیار تو اب ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ رسول اللہ میں یہ جو رسول ہیں یہ کیا ہیں ایک ہے بااختیار ایک ہے بے اختیار دو طریقے کے ہوتے ہیں مثال کے طور پر بادشاہ سلامت کوئی پیغام لکھ کر کے گورنر کے پاس بھیجے تو بادشاہ اور گورنر کے بیچ میں جو ہے یہ بادشاہ کا قاصد ہے گورنر کے بیچ میں مگر یہ قاصد بے اختیار ہے اس کا کام صرف کیا ہے کہ تحریر لا کے صرف پہنچا دے اس تحریر کا سمجھنا بھی اس کے لئے ضروری نہیں کام صرف پہنچا دینا اور چلا جانا۔ اور اس کے بعد یہ گورنر بھی واسطہ بنتا ہے بادشاہ اور قوم کے بیچ میں ایک واسطہ تو وہ تھا جو بادشاہ اور گورنر کے بیچ میں تھا اور دوسرا واسطہ وہ جو بادشاہ اور قوم کے بیچ میں ہے تو جو گورنر کے بیچ والا واسطہ تھا وہ بے اختیار تھا آیا پیغام دے کے چلا گیا نہ وہ سمجھانے کا مکلف ہے نہ سمجھنے کا وہ مکلف ہے مگر یہ گورنر جو ہے یہ بھی واسطہ ہے قوم اور بادشاہ کے بیچ کا مگر یہ احکام کو نافذ کرتا ہے اور یہ سزا بھی دیتا ہے جزا بھی دیتا ہے بدلا بھی دیتا ہے یہ بااختیار واسطہ ہے وہ بے اختیار واسطہ ہے تو دوستو بلا تمثیل میں عرض کرنا چاہتا ہوں، مثال دینا مقصود نہیں ہے، بے مثال کی کوئی مثال کیا دے سکتا ہے! مگر سمجھو ایک واسطہ وہ جو خدا اور رسول کے بیچ میں ہے

رسول عربی کے بیچ میں اور ایک واسطہ وہ ہے جو عالمین اور خدا کے بیچ میں ہے جو مخلوقات امتیوں اور خدا کے بیچ میں ہے تو جو رسول کے بیچ کا واسطہ ہے اس کا نام جبرئیل ہے اور ان کا کام بھی اتنا ہی ہے کہ جو پیغام ہولا کے پہنچا دے احکام نافذ نہیں ان کا کوئی حکم نہیں چلے گا ان کا کلمہ نہیں پڑھا جائے گا کوئی نہیں پڑھتا لا الہ الا اللہ جبرئیل رسول اللہ حالانکہ وہ بھی کارِ رسالت کر رہے ہیں۔ نہیں کر رہے ہیں رسول ہیں کہ نہیں ہیں مرسلین ملائکہ میں ہے لا الہ الا اللہ جبرئیل رسول اللہ نہیں پڑھتے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں اس لئے بے اختیار رسول کا کلمہ نہیں پڑھا جاتا با اختیار رسول کا کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ درود شریف

میں بے اختیار رسول کی بات بتاؤں! حدیث جبرئیل مشہور ہے سمجھ، وطلع علینا رجل ''ایک مرد طلوع ہوئے یہ روایت حدیث کی جو ہے سارا واقعہ تمام ہونے کے بعد ہے اور اس بات کو سمجھنے لینے کے بعد ہے کہ آنے والے حضرت جبرئیل تھے روایت تو بعد ہی میں ہوئی نا کہ آنے والے حضرت جبرئیل تھے مگر صحابہ نے جیسا دیکھا ویسا کہا حضرت جبرئیل آئے مرد کی شکل میں تو جب مرد کی شکل میں آئے تو دیکھنے والوں نے انہیں مرد کہا جو جس شکل میں آتا ہے اس کو وہی کہا جاتا ہے۔ اور جب مرد کی شکل میں آئے تو مردوں کو جو اندازہ ہے وہ سب انہوں نے اختیار کیا آئے سرکار کی بارگاہ دوزانو بیٹھ گئے بیٹھ کر سوال کرنے لگے اے اللہ کے رسول ایمان کے بارے میں ہمیں بتائیے ایمان کیا ہے سرکار نے بتایا اسلام کیا ہے سرکار نے بتایا احسان کیا ہے سرکار نے بتایا قیامت کب آئے گی اس کے تعلق سے جو مناسب بات تھی سرکار نے ارشاد فرمایا اور اس کے نشانیاں کیا ہیں؟ سرکار نے بتایا اور بیچ بیچ میں وہ یہ کہتے تھے صدقت یا رسول اللہ صدقتُ آپ نے سچ کہا آپ نے سچ صحابہ حیران تھے کہ کیسا سائل ہے خود ہی سوال بھی کر رہا ہے تصدیق بھی کر رہا ہے صحابہ بھی حیران تھے اور تصدیق کرتے چلے جا رہے ہیں اور پھر جب چلے گئے تو حضور نے کہا پہچانا کون تھے علی ھذا جبرئیل یہ جانے والے جبرئیل تھے کسی نے نہیں پہچانا صرف نبی نے پہچانا باتیں نبی

سے صرف نبی نے یہ کیوں آئے، **لیعلمکم دینکم**، یہ اس لئے آئے تا کہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں تو سوال یہی ہے سکھانے آئے تھے تو سکھانے کا یہ کونسا طریقہ ہے آ کے کھڑے ہو جاتے اے لوگو میں جبرئیل ہوں یقین نہ ہو تو رسول سے پوچھ لو اور بات ختم ہو جاتی اور سنو ایمان یہ ہے اسلام یہ ہے احسان یہ ہے قیامت کا یہ معاملہ ہے اس کی نشانیاں یہ ہیں کہہ کے چلے جاتے سکھانے آئے تھے نا جب سیکھانے آئے تو یہ طریقہ کیوں نہیں اختیار کیا سوال کر کے نبی سے کیوں کہلوا رہے ہیں اس لئے کہ وہ بے اختیار رسول تھے ان کی بات کا ماننا ہم پر فرض نہیں تھا نبی کہلا رہے ہیں تا کہ ان کی بات نہ رہے نبی کی بات بن جائے یہ بات رسول کی بات ہو جائے اور رسول ہی کی بات ہمارے لئے واجبُ التعمیل ہے۔ یہاں ایک بات نکتے اور عرض کر دوں۔

تو صحابہ نے روایت تو سب کچھ سن کر کے کیا نا، یہ کیوں نہیں کہا کہ **طلع علینا ملک**ٌ، **طلع علینا جبرئیل**ٌ جب نام جان چکے تھے تو جبرئیل کہہ دینا تھا تا کہ حضرت جبرئیل آئے یہ رجلٌ کیوں کہا؟ معلوم یہ ہوا جب کوئی حقیقت کچھ بھی کسی کی ہو مگر جب وہ لباس اختیار کر لیتا ہے تو اس پر اسی لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اسی لئے جب جبرئیل جب حضرت مریم کے پاس آتے تو ان کے لئے قرآن میں بشرًا سویا، بشر کا لفظ استعمال ہوا ہے بشر کی صورت بشر کی شکل بشر کی طرح بات کرنا بشر کی طرح چلنا تو جس کی شکل و صورت بشر رجلٌ کی طرح ہو گی اسکو ہم بشر رجلٌ کہیں گے سو سال بھی بشر کی شکل میں رہیگا ہم اسے بشر کہیں گے ہزار رہے گا ہم اسے بشر کہیں گے حضرت جبرئیل اگر اسی شکل و صورت میں لاکھ دو لاکھ سال رہتے تو کیا جبرئیل نہ رہتے کیا ان کی نوری حقیقت بدل جاتی کیا وہ نوری نہ رہتے ذرا سا سوچو معلوم ہوا اگر فرشتہ قیامت تک بشر کی صورت میں رہے چلے پھرے کھائے پیئے سوئے جاگے تب بھی وہ فرشتہ رہے گا تب بھی اس کی حقیقت نوری رہے گی ارے نادانوں وہ عرش کا

نور وہ اللہ کا نور صرف ترسٹھ سال تک بشر کی صورت میں رہا تو وہ تمہارے جیسا کیسے ہو گیا؟ اس کی نورانی حقیقت کیسے بدل گئی؟۔

درود شریف اللّٰھم۔۔۔۔۔

اتنا بھی نہیں سمجھتے آدمی کی صورت میں جو آئے گا اس کی حقیقت نہیں بدلتی لباس بدلتا ہے اچھا ایک بات بھی ہے کہ آدمیوں کے سامنے فرشتے کو خدا بھیجے یا کبھی شیطان بھی آتا ہے وہ بھی آدمی کی شکل میں آتا ہے اور جب آدمی کی شکل میں آتا ہے تو جو اطوار آدمیوں کے ہیں وہی اختیار کرتا ہے۔ تم نے وہ قصہّ سنا ہوگا نا جب دارالندوہ میں اس دور کے بڑے بڑے ابوالکلام بیٹھے تھے اور مشورہ کر رہے تھے اور مشورہ کس بات پر سرکار کے تعلق سے کیا کیا جائے اسلام کے بڑھتے ہوئے زور کو کیسے ختم کیا جائے۔ تو ایک بوڑھا آیا لاٹھی ٹیکتا ہوا سفید داڑھی لمبا لباس اور لاٹھی ٹیکتا ہوا اور آ کے دروازہ کھٹکھٹاتا ہے کون جانتے ہو پہلے بتا دوں یہ ابلیس ہی ہے تو شیطان کبھی تمہارے گھر میں بھی کھٹکھٹا کے آیا کبھی اس نے اجازت لیا جب چاہتا ہے آجاتا ہے یہ اور بات ہے کہ کچھ شاگرد لوگ کھٹکھٹانے والی عادت ڈالے ہوئے ہیں شیطان کبھی کھٹکھٹا کے نہیں آتا جب چاہتا ہے آجاتا ہے وہاں کیوں کھٹکھٹا رہا ہے وہ تو جو شکل چاہے بنالے اندر تو جا بھی سکتا تھا دروازہ کیوں کھٹکھٹایا اس لئے کہ آدمی کی شکل میں آیا تھا بوڑھے کی شکل میں آیا تھا اب اسے لاٹھی ٹیکنی ہی پڑھی اب بڈھوں کے اطوار اسے اپنانے ہی پڑیں گے یہ اطوار اپنانے سے یہ نہ سمجھو کہ اس کی آتشی حقیقت بدل گئی اس کی آتشی حقیقت نہیں بدلی آیا کھٹکھٹایا پوچھا کون اس نے کہا شیخ نجدی یہ اس نے خود ہی پسند کیا تھا کچھ ہم نے تھوڑی بتایا تھا اس کو اب یہ تو اسی سے پوچھ لینا کہ تو نے اپنے کو شیخ یمن کیوں نہیں کہا تو نے اپنے کو شیخ الشام کیوں نہیں کہا تو نے اپنے کو شیخ الھند کیوں نہیں کہا تو نے اپنے کو شیخ مصر کیوں نہیں کہا تو نے اپنے کو شیخ نجدی ہی کیوں کہا اب وہ پتہ نہیں کیا جواب دے مگر آپ تو سمجھیں گے نا کہ اسی کے نام سے دروازہ کھولے گا دروازہ اسی نام سے کھلا تھا پتہ نہیں شیخ یمن کے نام کھلتا کہ نہیں شیخ شام کے نام کھلتا کہ نہ کھلتا شیخ مکہ یا شیخ مدینہ کے نام کھلتا یا نہ کھلتا شیخ

نجدی کہو کفر کا کفر سے قلبی تعلق کتنا پرانا رہتا ہے۔ درود شریف اللھم ۔۔۔۔۔۔

اب جب شیخ نجدی کہا دروازہ کھلا اب بوڑھا بیٹھ گیا اب ایک ایک لوگ رائے دے رہے ہیں وہ کاٹ رہا ہے اب اسکے بعد جب اس نے رائے دی سبھوں نے پسند کیا اس نے کیا رائے دی کہ بھئی دیکھو اگر کوئی بھی ایک آدمی اگر قتل کرے دیکھو قتل کے سوا کوئی دوسرا راستہ ہے نہیں نکال کے باہر کردو تب بھی میں مسئلہ حل نہیں ہوتا تو قتل کے سوا کوئی چارہ کار نہیں اور قتل ایک آدمی ایک قبیلہ کرے تو دوسرے قبیلے والے جو ہیں اس کو مقابلہ کریں گے لھذا ہر قبیلے کا جب جوان جائے گا تو کائی کسی سے لڑ نہیں سکے گا۔

تو یہ ہاشمی گھرانے والے سب کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے تو اس طرح سے یہ مشورہ ابلیس ہی نے دیا تھا کہ یکبارگی حملہ کر کے قتل کر دیا جائے خیر وہ ابلیسی مشورہ اپنی جگہ پر اور خدا کی حفاظت اپنی جگہ پر وہ بات الگ ہے مگر میں صرف یہ کہنا چاہ رہا تھا وہاں آیا تو آدمی کی شکل میں آیا آدمی کے لب ولباس میں آیا تو ہے کوئی بڈھا جو کہے کہ ہم ابلیس کی طرح ہیں ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی کو بھی کیا شوق ہو گیا ابلیس سے ملنے کا آپ لوگ کبھی شوق نہ کیجئے گا اور شوق کرنے کی ضرورت کیا بغیر شوق کے تو آہی جاتا ہے ابلیس آپ سے ملنے کا شوق کیا ابلیس آ گیا آدمی ہی کی صورت میں۔ کون کہا وہی جس سے آپ ملنا چاہتے تھے تو کہا کہ ایک بات بتاؤ تم نے اتنا زمانہ تک عبادت کی اتنے زمانے تک بندگی کی اور بندگی کا راز تو سمجھ نہ سکا ارے بندے بحث وتکرار سے کیا مطلب مالک جدھر کہدے ادھر جھک جاؤ جہاں روک دے وہاں سے رک جاؤ عابد تو رہا عارف نہ بنا۔ ذرا سا آپ خیال کریں عابد تھا عارف تھا نہیں بنا جیسے ابلیس کی طرح نظر بڑی کم ہے ویسے بعد والوں کی نگاہ بھی بہت دور تک نہیں جاتی دیکھو اس نے حضرت آدم کو دیکھا اور حضرت آدم میں نہیں دیکھا حضرت آدم کو دیکھا خاک کا مجسمہ دیکھا عناصر اربعہ کا پیکر دیکھا اور اگر حضرت آدم میں دیکھتا تو نور مصطفی دیکھتا نبوت ورسالت کی شان دیکھتا خلافت الٰہی کے جلوے دیکھتا تو اوپر ہی دیکھ کر کے وہ اکڑ گیا اندر دیکھتا تو فیصلہ بدلنا پڑھ جاتا تو دور تک نظر نہیں جاتی کہنے کا منشا یہ ہے کہ وہاں وہ بھی آدمی کی شکل میں آیا یہاں کا بھی حال ہم نے دیکھا کہ نظر اوپر جاتی ہے آگے نہیں آتی بزرگان

دین کے آستانے پر آپ جاتے ہیں نا پتھروں کے لئے آپ جاتے ہیں کیا آپ کے علاقوں میں پتھروں کی کمی ہے پھول کے لئے جاتے ہیں چادر کے لئے جاتے ہیں کس چیز کی کمی کہا کہ نہیں ہم اجمیر جو جاتے ہیں وہ مزار کے لئے نہیں جاتے اس کے اندر جو سو رہا ہے اس کے لئے جاتے ہیں ہماری نظر مکان پر نہیں مکین پر ہے مکان کی عظمت اسی مکین سے وابسطہ ہے تو ہماری نظر کیا ہے مکین پر ہے مگر کچھ جانے والے اوپر ہی دیکھتے ہیں چادر دیکھتے ہیں پھول دیکھتے ہیں ارے دیکھنے والے اندر دیکھ اوپر دیکھے گا تو کیا دیکھے گا چادر دیکھے گا، اینٹ پتھر دیکھے گا اندر دیکھے گا تو عطائے رسول نظر آئیں گے اندر دیکھے گا تو ہندوستان کا بادشاہ آرام کرتا ہوا نظر آئے گا اندر دیکھ باہر کیا دیکھتا ہے تو کہتے ہیں استاد نے کب اندر دیکھا تھا یہ طریقہ انہوں نے سیکھا یا ہے کہ بھئی باہر دیکھ اندر نہ دیکھ کہنے کا منشا یہ تھا ابلیس بھی آتشی ہے اگر سو برس تک آدمی کی صورت میں رہے تو کیا اسکی آتشی حقیقت ہے بدل جائے گی آتشی ہمیشہ آتشی ہوگا چاہے جس لباس میں ہو اور نوری ہمیشہ نوری ہی ہوگا چاہے جس لباس میں ہو درود شریف اللھم

بات تو بہت آگے تک چلی جائے گی مگر میں بتا چکا ہوں کہ میں عاجز ہوں کہ کس پہلو کو کس رخ سے اٹھاؤں اور کہاں پہنچاؤں بس اگر آپ اتنا ہی سمجھ لیا تو بہت ہے۔

طوفان نوح لانے سے اے آنکھ کیا فائدہ
دو اشک ہی کافی ہیں اگر کچھ اثر کریں

وأخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(10)

اللہ کی رحمت

نَحنُ اَوْلِیَآؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ وَ لَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسکُمْ وَ لَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ۔ نزلا من غفورٍ رّحیم

میں مطمئن ہوں شفاعت میرے رسول کی ہے
رسول میرے ہیں جنت میرے رسول کی ہے
سنادوان کو سمجھتے ہیں خود کو جو مالک
زمین خدا کی ہے حکومت میرے رسول کی ہے
جہان والوں کے قانون کیوں دکھاتے ہو
میری نظر میں شریعت میرے رسول کی ہے

نہ رہنے دینگے ہم ایسوں کو بھی جہنم میں
گنہگارو یہ ہمت میرے رسول کی ہے
اگر خموش رہوں تو تُو ہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہو گیا محدود

بارگاہ رسالت وآلِ رسالت میں درود شریف پیش فرمائیں۔۔۔۔۔۔

میں نے جس ارشاد مقدس کو آج کے لئے سرنامۂ بیان قرار دیا ہے ان میں دین پر استقامت والوں کو مخاطب بنا کر فرمایا جا رہا ہے کہ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی، نحن اولیاء کم، ہم ہیں تمہارے ولی۔ ولی کے مشہور و معروف تین معنی ہیں ایک تو ہے قریب اور ایک ہے مددگار اور ایک ہے دوست۔ تو ہم تمہارے قریب ہیں، ہم تمہارے

مددگار ہیں، ہم تمہارے دوست ہیں تین معنیٰ سے یہ مفہوم الگ الگ بنتے ہیں مگر سوال یہ کہ ہم کون ہیں یہ نحن یہ کون فرما رہا ہے یہ کون ہے جو کہہ رہے ہیں کہ ہمیں تفسیروں میں دو باتیں ملتی ہیں پہلے تو یہ کہ فرشتے کہہ رہے ہیں دوسرے یہ کہ رب تبارک وتعالیٰ فرما رہا ہے تو اس آیت کریمہ کے کل چھ تفسیریں ہوئی تین تو وہ جو فرشتوں سے متعلق ہے اور تین وہ جو ذات الٰہی سے متعلق ہیں اب پہلے آپ فرشتوں کی بات لے کے شروع کریں۔ موسم ٹھنڈا ہے میں اس کا بھی لحاظ رکھوں گا یعنی فرشتے یہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے قریب ہیں نحن جمع کا لفظ ہم تمہارے قریب ہیں تو جمع کا لفظ یہ کہ سارے فرشتے قریب چاہے وہ عرش والے ہوں چاہے وہ مُدبراۃ الامر ہوں چاہے وہ آسمان والے ہوں کہیں بھی ہوں زمیں پر آسمان مشرق مغرب شمال جنوب۔ **بیت المعمور**، جہاں ہوں سارے فرشتے اور کہتے ہیں ہم تم سے قریب سدرہ والا بھی قریب عرش والا بھی قریب، **بیت المعمور** والا بھی قریب یہ نہ سمجھ لینا کہ وہاں چھوڑ کے قریب ایسا نہیں وہاں بھی ہیں یہاں بھی ہیں سب تمہارے قریب۔ معلوم ہوا کہ جو نورانی مخلوق ہوتی ہے وہاں قرب و بعید سب برابر وہاں نہ قریب نہ بعید سب ہی قریب نور کے لئے قرب و بعد کی تخصیص نہیں جہاں بھی ہیں وہاں قریب جہاں سے ہیں قریب تو نوری کے مخلوق کہیں بھی رہیں قریب تو وہ فرشتے جو نور ہیں وہ قریب اور جس کے نور سے یہ نور پیدا ہوئے۔ تو آپ سوچتے چلیں نوریوں کے لئے آنا جانا بہت آسان۔

جبرئیل علیہ السلام کی تیز رفتاری:

ایک واقعہ بتاؤں صرف حضرت جبرئیل کی رفتار کی تعلق سے، حضرت جبرئیل رفتار کی تیزی سرکار نے اس کو ظاہر فرمانا چاہا انہیں کی زبان سے کہلوا کے انہوں نے کہا کہ بس سرکار اندازہ یہ لگا لیجئے کہ جب برادران سیدنا یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا اور آدھے کنویں تک پہنچایا اور وہاں پہنچا کے رسّی کاٹی یا رسّی چھوڑ دی اور آدھے کنویں میں تھے میں سدرہ میں تھا اور آدھے کنویں سے جب اندر جاتے ہیں تو میں پہلے ہوں وہ بعد میں، انہیں چوٹ ہی نہیں لگی۔ دیکھا آپ نے نبی کا احترام کیا اتنی تیزی کے ساتھ آئے

دوسری تیزی انہوں نے یہ دکھائی کہ سرکار توجہ فرمائیں ادھر کے حضرت ابراھیم نے حضرت اسمائیل کے گلے پر چھری رکھی تھی تو میں سدرہ میں تھا اور تیزی تو دیکھئے چھری چلی نہیں میں جنت گیا مینڈھا لے کر آیا نیچے لِٹا دیا چھری چلی ہی نہیں۔ کیا تیزی! کیا رفتار کی تیزی اس کے بعد تیسری بات کیا تو حضور وہ بھی تو بات یاد کیجئے غزوۂ احد میں جب دندان مبارک کو شہید کیا تو آپ کے خون کا قطرہ چلا تو جب چلا میں سدرہ پہ تھا لیا مگر آپ کے قطرۂ خوب کی بے حرمتی ہو یہ نہیں منظور ہوا خدا کو۔ میں تیزی سے آیا زمین پہ گرنے سے پہلے اٹھا لیا۔ کیا تیزی تھی۔ یہ تو نور کی تیزی یہ کس نور کی تیزی جو رسول کا خادم ہے خادم کی یہ تیزی تو نورِ مخدوم کی تیز رفتار کا کیا عالم ہوگا۔ درود شریف ۔۔۔۔۔۔

اللہ والے کی تیز رفتاری:

اس کو میں دوسرے انداز سے سمجھاؤں کہ بھئی بڑے خادم کی بھی بڑی شان ہوتی ہے حضرت سلیمان کو یاد کیجئے اور انہیں کے خادم ان کے صحابی ان کے وزیر اعظم حضرت آصف، آپ خیال فرمائیں مسئلہ صرف اتنا تھا کہ تختِ بلقیس کو کون لا سکتا ہے تو جو جن کی قوم سے فریق تھا اس نے کہا میں لا سکتا ہوں آپ کی مجلس ختم بھی نہیں ہوگی برخاست بھی نہیں ہوگی میں حاضر کر دوں گا مگر حضرت آصف کہتے ہیں، میں پلک جھپکتے لا سکتا ہوں، وہ تخت جانتے ہو کہاں تھا یمن کے شہر صبا یہ کہاں فلسطین وہ کہاں یمن شہر صبا حضرت آصف نے حضرت سلیمان سے دنیا کا نقشہ نہیں پوچھا وہ تخت ہے کدھر، وہ کونسی سواری سے ہم لائیں گے کچھ نہیں نور کی شان ایسی ہوتی ہے دنیا خود ان کے ہاتھ میں نظر آتی ہے۔ ان کو کچھ نہیں پوچھنا اور پلک جھپکتے ہی لے آئیں پلک جھپکتے ہی حاضر کر دیا تخت کو نہ چابی تلاش کی نہ راستے پوچھا نہ کوئی سواری پلک جھپکتے ہی آپ کہیں گے یہ طاقت ان میں کہاں سے آئی! بھئی قرآن کریم نے اشارہ تو کیا ہے یہ نہیں کہا قَالَ آصِف، آصف نے یہ کہا نام نہ لیا، کہا **قال من کان عندہ علم من الکتاب**، اس نے کہا جس کے پاس کتاب کے کچھ حصے کا علم تھا ۔ اس نے یہ کہا یہ کیوں نہیں کہا کہ آصف نے کہا۔ قرآن یہ بتانا چاہتا ہے کہ آصف نام تو معلوم ہی

ہوجائے گا یہ بھی پتہ چلے کہ یہ طاقت آئی کہاں سے حضرت آصف کو یہ طاقت کتاب کے کچھ علم نے دیا تو کتاب کے بعض حصّے کا جو عالم ہو اور وہ حضرت سلیمان سے جس نے سیکھا ہو اس کی طاقت کا یہ عالم ہے جہاں کی چیز جہاں کردے تو جو پوری کتاب کا عالم ہو اور جس کو خدا سکھائے اب اس کی طاقت کا کیا عالم ہے۔ وہ اشارہ کرے تو چاند کو دو ٹکڑے ہونا پڑے گا، وہ اشارہ کرے تو سورج کو پلٹنا پڑے گا۔ وہ اشارہ کرے تو درختوں کو اطاعت کرنی ہوگی تھوڑے علم والے کا یہ حال تو پورے علم والے کا کیا عالم۔

درود شریف۔۔۔۔۔

قرآن کلام بھی خدا کا، زبان بھی خدا کی:

ایک بات اور بتادوں خدا کی کتابیں سب پر نازل ہوئی سارے انبیاء پر مگر مکمل کتاب جس کے بعد پھر کسی کتاب کی ضرورت نہ ہو وہ تو آخری نبی پر، یہ وہ کتاب جس کے بعد کتابیں پہلی کتابیں ایسی تھی ان کو منسوخ کیا جائے ایک کتاب ایسی ہے جو سب کی ناسخ سب کو منسوخ کردیا تو یہ اس کا کمال ہے ایک فرق تو یہ ہے وہ کتابیں جو منسوخ کردینے کے لئے آئی تھی اس کا بھی تھوڑا علم کتنی توانائی کتنا اختیار دے تو وہ کتاب جس کو کوئی منسوخ نہ کرسکے وہ کامل کتاب جس کو کوئی منسوخ نہ کرسکے اس کا تھوڑا علم کتنی طاقت دیگا اور دوسری بات اور بتائیں اس کتاب میں اس کتاب میں فرق بھی ہے جو انبیاء پر کتاب آئی وہ اور جو میرے رسول پر کتاب آئی وہ اللہ کا کلام تو دونوں اور اللہ کی کتاب بھی دونوں مگر فرق کیا ہے فرق یہ ہے کہ امام جلال الدین سیوطی نے اس روایت کو لکھا ہے اور بات بہت سمجھ میں آتی ہے کہ پہلے انبیاء کرام پر جو خدا کا کلام نازل ہوتا تھا عربی زبان میں اور انبیاء اس کو اپنی قوم کی زبان میں پیش کرتے تھے تو انبیاء پر نازل ہوتا تھا وہ عربی زبان میں انبیاء نے عربی زبان میں پیش نہیں کیا اس لئے کہ کوئی عربی سمجھنے والا نہیں تھا تو انہوں نے اپنی زبان میں پیش کیا یعنی کلام الٰہی کا ترجمہ کیا وہ بھی کلام الٰہی ہی ہے ترجمہ ہونے سے کچھ نہیں ہوتا مگر وہ ترجمہ

ہے اصل تو نہیں جس زبان میں نازل ہوا وہ زبان تو نہیں یہ بھی انبیاء کا اعجاز تھا کہ عربی کسی سے نہیں سیکھتے تھے سمجھتے تھے اور عربی میں سمجھا رہے ہیں ایسا سمجھ رہے ہیں کہ اس میں اپنی قوم کو سمجھا بھی رہے ہیں تو دیکھو وہ کتاب جو ترجمے کی شکل میں آئی اس میں اتنی طاقت کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر اعظم یہ کہیں کہ میں پلک جھپکتے لاسکتا ہوں مگر یہ کتاب الٰہی جس کو آپ قرآن کہتے ہیں اس کی خصوصیت یہ ہے جس زبان میں نازل ہوئی اس زبان میں پیش کیا عربی زبان میں رسول پر نازل کیا گیا اور رسول نے اسی زبان میں پیش کیا تو کلام بھی خدا کا، زبان بھی خدا کی۔

درود شریف۔۔۔۔۔

تو اب سوچو اس کے اندر کیا طاقت ہے اور کیا قوت اور اس کے بعد جب کہ رحمن پڑھانے والا رحمن سکھانے والا ہو تو آپ سمجھ لیں تو نورانیوں کا دور رہنا کوئی خاص بات نہیں رکھتا نور والے قریب ہیں ہر وقت تمہارے قریب ہیں حضرت جبرئیل سدرہ میں ہیں مگر قریب ہیں عرش کے اٹھانے والے فرشتے عرش پر ہیں مگر قریب ہیں بیت المعمور والے بیت المعمور میں ہے مگر قریب ہیں، گنبدِ خضریٰ والا مدینے میں ہے مگر قریب ہے۔

درود شریف۔۔۔۔۔

هم سب بارگاہِ رسول ﷺ میں حاضر هیں:

یہی لوگ سمجھ لیں مسئلہ ہی ختم ہو جائے گا یہ حاضر و ناظر والا مسئلہ عجیب لوگ ہیں فرشتے کو حاضر ناظر مانتے ہیں، سدرہ والے کو حاضر ناظر مانتے ہیں، نوریوں کو حاضر و ناظر مانتے ہیں اور جو سدرہ سے اوپر گیا، جو عرش کے اوپر نظر آیا اسی کے حاضر ناظر ہونے میں ویسے میں بھی مقام ادب میں یہ بات کہتا ہوں میں بھی سرکار کو حاضر و ناظر نہیں کہتا، تھوڑی سی تبدیلی چاہتا ہوں اگر علمائے کرام اس کو پسند کریں رسول کو حاضر میں کہوں میری ہمت نہیں، عرف کے لحاظ سے میں یہ چاہتا ہوں اور میں یہی کہتا ہوں کہ ہم سب لوگ رسول کی بارگاہ میں حاضر ہیں رسول ہمارے ناظر ہیں۔

درود شریف۔۔۔۔۔

نورانی مخلوق قریب ھے:

نحن اولیاء کم، ہم تمہارے قریب ہیں تمہیں کس بات کا خوف فرشتے قریب ہیں نورانی مخلوق تمہارے قریب ہے اور دوسرا مفہوم کہ ہم تمہارے مددگار ہیں پہلے قربت کا مفہوم وہ بھی آپ کے ذہن میں اتاردوں جو لوگ مانتے ہیں حضرت ملک الموت ان کا حال کیا ہے کہ پوری دنیا وہ دوبار چکر لگاتے ہیں۔ ما من اھلبیت شھرٍ و لا مدرٍ الا ملک الموت (ا) علی کل یوم مَرّ تین۔ حضرت ملک الموت روزانہ ہر سانس لینے والے کے پاس دوبار آتے ہیں، تو کونسی سواری سے آتے ہوں گے اور ہر ایک کے پاس دوبار جاتے ہوں۔ انما جعلت الارض لملک الموت مثل طشت نھض من حیث شاء۔ یہ پوری زمین حضرت ملک الموت کے لئے طشت کی طرح بنادی گئی ہے جہاں سے چاہتے ہیں اٹھا لیتے ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ جس کے سامنے ہوتے ہیں وہ سمجھتا ہے میرے ہی سامنے ہیں ایک ہی وقت میں وہ امریکہ والے کی بھی روح نکال رہے ہیں روس والے کی بھی، جاپان جرمن ہر جگہ ہندوستان پاکستان افغانستان اور ہر شخص یہ سمجھتا ہے میرے ہی سامنے ہیں جس جس کی روح نکل رہی ہے ذرا سا دیکھئے کیا تیز رفتاری ہے ان کی اس سے کسی کو اعتراض نہیں۔

سوالاتِ قبر:

پھر حضرت نکیرین قبر میں آپہنچے یہ دو ہی تو ہیں نا؟ مگر ہر قبر میں اگر لاکھوں قبریں ہوں ہر جگہ وہی دو، اور سوال وہی، سوال بھی ہزار نہیں تین ہی سوال، من ربک، تمہارا رب کون ،؟ ما دینک تمہارا دین کیا؟ ما کنت تقول فی ھذا الرجل، اس مرد کو کیا کہتے تھے؟ یہ تین سوال اور سب یہی کہہ رہے ہیں ایک بات میں بتادوں اور اس میں آپ حیران بھی نہیں ہونگے جتنے جھوٹے لوگ ہیں دنیا میں جتنا چاہیں جھوٹ بولیں قبر میں نہیں بولیں گے سب کے سب وہاں سچے ہونگے ایک بھی جھوٹا نہیں ہوگا دنیا میں جتنا چاہیں کفر کرلیں قبر میں کفر نہیں کریں گے ورنہ

آپ سوچیں گے کہ وہاں بھی ہم جھوٹ سے کام چلائیں گے وہاں تو آپ کو سچ ہی بولنا، اچھا لطف کی بات دیکھو کہ ہر شخص اپنا کوئی دین رکھتا ہے کہ نہیں سہی دین ہو یا غلط دین ہو کچھ بھی ہو یا کسی نہ کسی کو رب تو سبھی کہتے ہیں تو جب یہ سوال کیا من ربک تو جو جس کو رب کہتا تھا بولے اور ما دینک تمہارا دین کیا ہے؟ تو جو دین تم مانتے تھے بولے کوئی کہہ دے میں یہودی ہوں کوئی کہے میں عیسائی ہوں کوئی کہہ دے میں آریہ ہوں، کوئی کہہ دے میں سناتن دھرمی ہوں، ارے کچھ نا کچھ ہے نا، تو بولو پتہ یہ چلا وہ ایسا مقام ہے جو باطل ہے زبان پہ نہیں آئے گا اور حق سے تو نے رشتہ نہیں قائم کیا اور وہاں، ھیھات لا ادری، میں نہیں جانتا میں نہیں جانتا ارے بھئی کچھ باطل مانتے تو اسی کو بول دیتے نہیں بولے جو باطل عقیدے باطل نظریات تھے سب ختم ہو گئے سب کو پتہ نہیں تھا اسی لئے لاعلمی ہی کا میں نہیں جانتا میں نہیں جانتا معلوم یہ ہوا کہ باطل نظریات یہیں تک کے لئے ہیں چاہے کسی نظریہ کے خلاف تم کتنا بولتے رہو پرچار کرتے رہو، تبلیغ کرتے رہو، کتابیں لکھتے رہو اگر وہ باطل ہیں قیامت میں تم اسے بھلا دو گے اور جو صحیح نظریہ ہوگا اس پر تم بھی چلنے پر مجبور ہو گے۔ آپ کہیں گے وہ کیا معاملہ ارے معاملہ سیدھا سا ہے یہاں زندگی بھر یہ پیغام دیا جا رہا ہے نبیوں کو وسیلہ نہ بناؤ کسی کو وسیلہ نہ پکڑو کسی کی مدد نہ کرو غیر خدا کی مدد شرک ہے، غیر خدا کا وسیلہ شرک ہے، یہاں بول رہے ہونا مگر قیامت میں یہ فلسفہ بھلا کر کے وسیلے کی تلاش شروع ہوگی وسیلے کے لئے کبھی حضرت آدم کے پاس، کبھی حضرت ابراھیم کے پاس، کبھی حضرت مسیح کے پاس، کبھی حضرت کلیم کے پاس ارے تُو تو دنیا میں کہتا تھا کہ وسیلہ کوئی چیز نہیں ہے یہاں کیوں بول رہا ہے پتہ چلا وہ باطل تھا حق یہی ہے۔ درود شریف ۔۔ دنیا دار العمل ہے:

یہ دار العمل ہے باطل یہی رہے گا وہاں باطل کی زبان سے بھی حق نکل رہا ہے یعنی ہر کافر بھی مرتے ہی مومن ہوگا جب مرا نہیں مومن نہیں کافر رہا مرتے ہی مومن ہو گیا مگر فرق یہ ہے وہاں کا ایمان یہاں کا ایمان چاہئے تھا مومن بن کے جاتا اب مر کے مومن بنا دارِ جزا کا عمل قبول نہیں کیا جاتا دار العمل، یؤمنون بالغیب، بے دیکھے ماننا دیکھ کے ماننا دیکھ کے سمجھنا اس کی کوئی حقیقت نہیں ایک بات بتاؤ یہ امتحان کی جگہ ہے امتحان کے روم میں آپ بیٹھے ہیں

امتحان دینگے، تنہا آپ کو دینا اور فرض کیجئے جو لکھ کے آپ آئے نتیجہ وہی نکلے گا اب امتحان کے کمرے سے نکلنے کے بعد کچھ یاد آجائے اس کا جواب تو یہ تھا، اس کا جواب تو یہ تھا، چلّا یا کرو نمبر اسی پہ ملے گا جو کر کے آئے اگر وہاں کا فیل ہے تو بعد کی یاد کام نہیں کرے گی اگر یہاں فیل ہے عالم برزخ عالم آخرت یاد کام نہیں کرے گی اور دیکھو یہ فیلیر بچے بھی خوب جانتے ہیں کہ میں کیا کر کے آیا ہوں ماں باپ سے کچھ بھی کہا کریں مگر یہ خوب جانتے ہیں اس لئے کہ باہر آنے کے بعد کتاب بتاتی ہے کہ غلط کر کے آیا ساتھی بتاتے ہیں بعد والے تو بہت ہیں بتانے والے مگر اب اس سے کوئی فائدہ نہیں فائدہ تو یہ تھا جب تو اس کمرے میں تھا تو بعد کا جاننا مفید نہیں ہے فائدہ تو یہ تھا مرنے سے پہلے کا جواب صحیح ہوتا مرنے کے پہلے کا اگر ایمان صحیح ہوتا مرنے کے بعد والے ایمان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

قبر میں نبی کو اهل ایمان پهچانتے هیں:

ارے ماننا ہے تو یہیں مان اچھا ایک بات اور بھی ہے کوئی جھوٹ نہیں بولے گا یہ میں نے کہا تھا نا اب سوالات جو ہیں ایسے ہیں کوئی کہے تین سوالات میں سے کوئی دو کا جواب آسکتا ہے تیسرے نہیں آتے ۔نہیں جس کو ایک سوال کا جواب معلوم ہوگا سب سوال کا جواب معلوم ہوگا اور اگر ایک جواب نہیں معلوم تو ختم تو اگر تم کو وہ آخری سوال ما کنت تقول فی هذاالرجل اس مرد کے بارے میں کیا کہتے تھے نہیں بول پاؤ گے نا نہیں پہچانو گے پتہ یہ چلا دوستو وہاں کی معرفت وہاں کی پہچان اس کا تعلق ایمان سے ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ واللہ وسلم کو جنہوں نے دیکھا اگر وہ ایمان والے نہیں ،نہیں پہچانیں گے اور جنہوں نے نہیں دیکھا ایمان والے ہیں پہچان لیں گے یہاں پر وہاں کی معرفت الگ ہے وہاں کا معاملہ الگ ہے تو نہیں پہچانیں گے یہاں پر بتاؤں کیا کہا اس مرد اس میں بھی لوگ نکتہ نکالتے ہیں اس لئے کہ حضرت نکیریں ساری قبروں میں اور ساری قبروں میں یہ سوال ہو رہا ہے ہزار دو ہزار قبروں میں ہیں لاکھ دو لاکھ قبروں میں ہے وہی دو ہے نا اور سوال کرتے ہیں کیا کہتے تھے اس مرد کے بارے میں اور جس مرد کی بات ہو رہی ہے وہ بھی ہر جگہ

موجود یہ بڑا مشکل ہو گیا نکیرین کی موجودگی تو تسلیم ہی ہے کہ وہ کیسے موجود یہ مرد کی بات جو ہے مرد کو موجود کیسے تسلیم مان لیں اچھا پھر اس کے بعد ایک فلسفہ نکالا نہیں اس میں مرد کی کوئی بھی نہیں تھا وہ حضور کی تصویر تھی اور فرشتے تصویر دکھا رہے ہیں ذرا دیکھئے خدا جب دین لیتا ہے عقلیں چھین لیتا ہے۔ ان سے یہ پوچھو فرشتے کون یہ دو ہی ہے نا اور سب کے ہاتھ میں وہی تصویر تو تعجب کی بات ہے کہ رسول کی تصویر ہزاروں جگہ پہنچ جائے اور خود سرکار نہ پہنچ جائے تصویر کو آپ پہنچا رہے ہیں۔ نکیرین کے ہاتھ سے تصویر کو پہنچا رہے کوئی قباحت نظر نہیں آ رہی اور رسول پہنچے تو قباحت مجھے ایک بات اور بتایئے تو یہ جو فلسفہ تصویر والا آپ نے نکالا اس میں تصویر کا لفظ ہے کہ رجل کا لفظ رجل کے معنی مرد اور یاد رکھو مرد کی تصویر مرد نہیں کہا جاتا ورنہ مشکل میں پھنس جاؤ گے کہو گے مجھے پانی لاؤ میں پانی تصویر پیش کر دو گے پانی کی تصویر پانی نہیں، شیر کی تصویر شیر نہیں ہے، آگ کی تصویر آگ نہیں، آگ کا کام کچھ اور ہے تصویر نہیں جلاتی تو مرد کی تصویر مرد نہیں اگر یہ کہا جاتا ما کنت تقول فی ھذا الشبیة، اس شبیہ کے بارے میں کیا کہتے ہو تو بات اور ہوتی کہا گیا فی ھٰذا الرجل اس مرد کے بارے میں کیا کہتے ہو مرد کی تصویر مرد کہنا جھوٹ پانی کی تصویر کو پانی کہنا جھوٹ، آگ کی تصویر کو آگ کہنا جھوٹ، اور پھر اس کے بعد میت جواب کیا دیتا ہے ھذا نبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہمارے نبی ہے۔ تو سنو تصویر کو نبی کہنا کفر، میں کہتا ہوں اگر بالفرض نبی ہی کی تصویر ہوتی تو بھی اس کو نبی کہنا کفر کیا سمجھے آپ تو مرد کی تصویر کو مرد کہنا جھوٹ اور مرد کی تصویر کو نبی کہا کفر تو حدیث کی ایسی توضیح مت کرو کہ فرشتہ جھوٹا ہو جائے اور مردہ کافر ہو جائے ذرا سا آپ دیکھو وہاں تو ایمان کا امتحان ہو رہا ہے تم کافر بنانے کے پیچھے پڑے ہو۔ درود شریف۔۔۔۔۔

فرشتے مددگار ہیں:

سوچنے کی بات ہے ہم تمہارے قریب ہیں فرشتے کہہ رہے ہیں ہم تمہارے مددگار ہیں واقعی جب فرشتے مددگار ہیں تو کیا شان اور مدد کرنے کی ان کی کئی شکلیں ہیں کبھی کبھی آپ کے دل میں بے چینی اضطراب پیدا ہوتا ہے تو مومنوں کے دل میں بے چینی اضطراب پیدا ہوتا ہے تو فرشتے

مومنوں کے دلوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اور پھر ان کو سکون پیدا ہوتا ہے یہ سکون دلیل ہے کہ فرشتوں نے ہاتھوں میں لے لیا ہے۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کہیں مدد کے لئے آئے جیسے قرآن کریم کے اندر ہے پانچ ہزار فرشتوں نے آکر کے مدد کی، **یمدد کم ربکم بخمسة الٰفٍ من الملئکة مسومین** ۔ تو اس طرح سے بھی وہ آکر مدد فرماتے ہیں تو ان کے مدد کے طریقے ہیں کہ ہم تمہاری مدد کے لئے آتے ہیں تمہیں سکون دیتے ہیں تمہارے دلوں میں سکینہ ڈالتے ہیں تمہاری مدد کرتے ہیں یہ فرشتوں کی شان ہے اب ایک بات بتائیے یہ فرشتے خدا ہیں کہ غیر خدا ہیں اور غیر خدا کی مدد ہورہی ہے کہ نہیں اور یادرکھو کہ فرشتے خدا کے حکم کے سوا ایک پتہ بھی نہیں ہلاتے تو وہ مدد کرنے کے لئے آتے ہیں تو خدا گویا ان کو مدد کرنے کے لئے بھیجتا ہے خدا ہی نے ان کو مددگار بنایا اور وہ مدد کرتے ہیں یہاں سے وہ بھی مسئلہ حل ہوگیا کہ غیر خدا سے مدد مانگنا یہ، **ایاک نستعین**، کے خلاف نہیں ہے، **ایاک نستعین** کو پڑھتے ہیں نا مگر یہ **ایاک نستعین** کے خلاف غیر خدا سے مدد لینا یا غیر خدا کا مدد کرنا اس لئے کہ خدا کا ایک قانون اور خدا کی قدرت دونوں کو سامنے رکھو اس لئے لوگ خلط ملط کردینے معاملہ ادھر کا اُدھر کا ہوجاتا ہے۔

قانونِ خدا اور قدرتِ خدا:

دیکھو ایک ہے خدا کی قدرت اور ایک ہے خدا کا قانون تو مومن وہ ہے جو قدرت کو بھی مانے قانون کو بھی مانے کچھ لوگ قدرت دیکھتے ہیں قانون نہیں دیکھتے۔ مثال کے طور پر خدا کو اس بات پر قدرت ہے کہ بغیر ماں باپ کے پیدا کردے قدرت ہے کہ نہیں جیسے حضرت آدم کو پیدا کیا اس بات کی قدرت ہے کہ بغیر ماں باپ کے پیدا کردے جیسے حضرت حوّا کو پیدا کیا اس بات کی بھی قدرت ہے کہ بغیر باپ کے پیدا کردے جیسے حضرت عیسیٰ کو پیدا کیا مگر قانون کیا ہے کہ بغیر ماں باپ کے نہیں پیدا کیا کرونگا اس کو سنت کہتے ہیں سنت جاریہ تو خدا کا قانون کیا ہے کہ بغیر ماں باپ کے پیدا نہیں کروں گا تو قدرت دیکھ کر کوئی دور کٹا کٹا رہے اور اولاد کی خواہش کرے تو ایسی خواہش میں سے مرنا ہے۔

خدا قادر ہے:

کیا سمجھے! خدا اس بات پر قادر ہے کہ بغیر پانی پلائے پیاس بجھا دے، مگر قانون یہ ہے جب تک پیو گے نہیں بجھاؤں گا نہیں، خدا اس بات پر قادر ہے کہ زہر کھلا دکے زندگی دیدے مگر قانون یہ ہے کہ کھاؤ گے مار دونگا، خدا اس بات پر قادر ہے کہ بغیر کھلائے بھوک مٹا دوں قانون یہ ہے کھاؤ گے تب مٹا دوں گا، خدا اس بات پر قادر ہے کہ بغیر علاج کے اچھا کر دے مگر قانون یہ ہے کہ جب دوا استعمال کرو گے تبھی اچھا کر دونگا، خدا اس بات پر قادر ہے کہ آگ کو گلزار بنا دے مگر قانون یہ ہے جاؤ گے تو جلا دوں گا، خدا اس بات پر قادر کہ دریا میں راستہ دیدے مگر قانون یہ ہے جاؤ گے ڈوب جاؤ گے، قدرت کا امتحان لینے جاؤ گے ڈوب جاؤ گے۔ کیا سمجھے! قدرت کو بھی مانو قانون کو بھی مانو۔ خدا اس بات پر قادر جس کو چاہے ہدایت دیدے جس کو چاہے مغفرت دیدے مگر قانون یہ ہے کہ جب تک محبوب کے در پہ نہیں جاؤ گے نہیں معاف کروں گا، نہیں بخشش کروں گا، نہیں نجات دونگا۔ خدا قادر ہے اس بات پر کا مطلب یہ ہے کہ ہم بزرگوں کے آستانے پر آتے ہیں یہ خدا کا قانون لاتا ہے دونگا میں مگر وہاں جاؤ گے نہیں تو دونگا بھی نہیں تو خدا کا قانون کو بھی مانو خدا کی قدرت کو بھی مانو ورنہ بتاؤ کیا پانی میں یہ دم ہے کہ پیاس بجھا دے خدا نہ چاہے پورا دریا پی جاؤ پیاس نہیں بجھے گی پورا پہاڑ کھا جاؤ بھوک نہیں مٹے گی وہ نہ کرنا چاہئے کہ کچھ بھی نہیں ہوتا اچھا وہی کرتا ہے پیاس وہی بجھاتا ہے،

خدا جس سے چاہے اس سے دلا دے:

مگر ایک بات میں بتا دوں بجھاتا تو وہی ہے مگر ہمارے یہاں ایک بولی ہے کیا بولی ہے پانی نے پیاس بجھا دیا، کھانے نے بھوک مٹا دیا، دوا نے اچھا کر دیا، ڈاکٹر صاحب نے صحت دیدی، وکیل صاحب نے جتا دیا، سب نسبت کر رہے ہیں نا۔ انہوں نے کہا نا فلاں یہ دیا فلاں نے وہ دیا خدا نہ چاہتا دیتے! ارے یہ خدا کا گھر ہے رسول کا قلعہ ہے خدا جس سے چاہے گا اسی سے دلائے گا۔ درود شریف ـ ـ ـ ـ

معلوم یہ ہوا کہنے کو ہم بولتے ہیں فلاں دیدیا فلاں کر دیا نہیں بولو اگر آگ کا کام

جلانا ہے تو اس نے حضرت ابراھیم کو کیوں نہیں جلایا؟ بولو اگر چھری کا کام کاٹنا ہے تو اس نے حضرت اسماعیل کا گلا کیوں نہیں کاٹا؟ اگر پانی کا کام بہالیجانا ہے تو حضرت کلیم کو کیوں نہیں بہا سکی؟ مانو کسی کا کچھ کام نہیں جو حکم الٰہی مگر ہم یہ کہتے ہیں آگ نے جلا دیا چھری نے کاٹ دیا اس بولی پر تم فتویٰ مت لگاؤ بولی کہ سمجھنے کی کوشش کرو کون بولتا ہے مومن بولتا ہے مومن کی بولی کا ترجمہ اس کی عقیدے کی روشنی میں کرو جب مومن یہ بولتا ہے کہ پانی نے پیاس بجھا دیا تو اس کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا نے بجھایا پانی کے ذریعہ جب مومن یہ کہتا ہے کہ دوا نے اچھا کر دیا تو اس کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا نے اچھا کر دیا دوا کے ذریعہ جب مومن یہ کہتا ہے کہ آگ نے جلا دیا مطلب یہ ہے کہ خدا نے جلا دیا آگ کے ذریعہ جب مومن یہ کہتا ہے کہ زہر نے مار دیا تو اس کا عقیدہ ہوتا ہے کہ خدا نے مارا زہر کے ذریعہ۔ ہم خدا کو موثر حقیقی کہتے ہیں فاعل حقیقی مانتے ہیں ہر فعل کا فاعل وہی ہے تو شرک نہیں بنتا جب ہم تم کو ذریعہ مانتے ہیں اور ہم یہ جو منہ کہتے ہیں فلاں نے اچھا کر دیا تو یہ مجاز ہے پانی نے پیاس بجھایا یہ مجاز ہے خدا نے پیاس بجھایا یہ حقیقت ہے آگ نے جلایا یہ مجاز ہے خدا نے جلایا یہ حقیقت ہے تو ہماری بولی کا ترجمہ ہمارے عقیدے کی روشنی میں کرو علم معانی و بیان کا ایک اصول بتاؤ اگر کوئی دہریہ یعنی جو خدا کو نہیں مانتا، موسم بہار نے سبزیاں اگائی تو علماء کہتے ہیں یہ کلمہ کفر ہے۔ تو کافر کیوں وہ دہریہ خدا کو نہیں مانتا موسم بہار ہی کو خالق سمجھ کے بولتا ہے اور یہی بولی مومن بولے کچھ بھی نہیں ہوا کیوں کہ مومن جو بولتا ہے اس کو اسباب سمجھ کے کہ موسم بہار کے ذریعے خدا نے اگایا بات سمجھ میں آگئ تو اب ہماری ہر بولی کا ترجمہ ایسے ہی کرلو اگر ہم یہ کہیں شیخ احمد گنج بخش نے ہمیں دیدیا، شیخ احمد گنج بخش نے ہماری مدد کر دی اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے مدد کی ان کے ذریعہ حسین نے اسلام بچالیا مطلب یہ کہ خدا نے بچالیا حسین کے ذریعہ، غوث نے دیدیا مطلب یہ کہ خدا نے دیا غوث کے ذریعہ، خواجہ نے مدد کر دی مطلب یہ کہ خدا نے کیا خواجہ کے ذریعہ ہماری بولی کا ترجمہ ہمارے عقیدے کی روشنی میں کرو حقیقت تو تم بھی بولتے رہتے ہونا ابھی پوچھا جائے کہ اے صاحب اِدھر کہاں جاتا ہے کہتے ہیں کچھواڑ جاتا ہے تاج کوٹ جاتا ہے، ادھر کہاں جاتا ہے کہا احمد آباد جاتا ہے اور سچی بات یہ ہے نہ ادھر جانا ہے اور نہ اُدھر

جانا ہے وہیں رہنا ہے راستہ کدھر جاتا راستہ ہی چلا جائے کیا مصیبت ہوگئی چاہے ادھر جائے، چاہے اُدھر جائے راستہ کہیں نہیں جاتا راستہ وہیں رہتا ہے جو چلتا ہے وہ جاتا ہے تو راستے کا جانا مجاز چلنے والے کا جانا حقیقت اتنی بات جس کو بات کرنے کا سلیقہ نہ آتا ہو وہ فتویٰ دینے کا مجاز کہاں سے ہوگیا۔

درود شریف۔۔۔۔۔

دوستی فنا نہیں ہوتی:

ہاں تو بات یہ ہے ہم تمہارے مددگار فرشتے مددگار اور دوسری بات ہم تمہارے دوست فرشتے ایمان والوں سے کہتے ہیں اے ایمان والو اور دین پر استقامت اختیار کرنے والو مت گھبراؤ دنیا تمہاری دشمن ہے ہونے دو سب تمہارے مخالف ہونے دو ہم تمہارے دوست ارے دنیا والے دوست بن کے کیا کریں گے ان کی دوستی بھی جھوٹی اور فنا ہونے والی کام نہ آنے والی ایسے کی دوستی سے ہٹ کے اگر تم ہماری دوستی میں آجاؤ پھر وہ تو دوستی فنا ہونے والی نہیں۔

قدرتِ خدا سب کچھ بن جاتی ہے:

اتنے اچھے دوست کہاں کسی کو ملتے ہیں ہماری دوستی سے تمہیں فائدہ اور دوستو وہ حدیث شریف دیکھو میں تو سمجھتا ہوں کہ اسی کی تفسیر ہوجاتی ہے تو رب تبارک وتعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا فرائض کی ادائیگی کے بعد بندہ جب نوافل کی کثرت کرتا ہے تو ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں، دیکھئے دوستی جس کو خدا محبوب بنالیتا ہے اس کے کان ہوجاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ ہوجاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اس کی زبان جس سے وہ بولتا ہے اس کا ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اس کا پیر جس سے وہ چلتا ہے یہ کیا مطلب تفسیر کبیر وضاحت کیا کی جب خدا کی جب قدرت اس کے جسم کے ہر حصے میں پہنچتی ہے وہ اپنی آنکھ سے نہیں خدا کی قدرت سے دیکھتا ہے خدا کی قدرت سے سنتا ہے خدا کی قدرت سے چلتا ہے خدا کی قدرت سے پکڑتا ہے اب آپ بتاؤ کہ خدا کی قدرت کہاں تک دیکھے گی اور خدا کی قدرت کہاں تک کی سنے گی تو جب یہ اولیا کرام خدا کی قدرت سے دیکھتے

ہیں تو قریب بھی دیکھتے ہیں دور بھی دیکھتے ہیں جب خدا کی قدرت سے سنتے ہیں تو قریب بھی سنتے ہیں دور بھی سنتے ہیں اس لیے کہ معاملہ قدرت کا ہے۔

اعلانِ جبرئیلی:

اور پھر دوسرا سبب کیا تو خدا حضرت جبرئیل سے ارشاد فرماتا ہے اے جبرئیل فلاں بندہ ہے اس سے میں محبت کرتا ہوں تم بھی کرو یعنی حکم ملتا ہے جبرئیل کو کہ تم بھی محبت کرو حضرت جبرئیل اعلان کر دیتے ہیں کہ اے فرشتو فلاں بندے سے خدا محبت کرتا ہے تم بھی محبت کرو سارے فرشتے محبت کرتے ہیں اور سارے عالم میں یہ شور ڈنکا بج جاتا ہے فلاں بندے سے خدا محبت کرتا ہے تم بھی کرو اعلانِ جبرئیلی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ساری دنیا نہیں چاہنے لگتی ہے ایسا چاہتی ہے چاہئے کبھی دیکھا نہ ہو نہ صورت دیکھی نہ کردار دیکھا نہ اٹھنا بیٹھنا دیکھا مگر دنیا ہے کہ ڈورتی چلی جارہی ہے۔ مجھے بتاؤ اس دوڑ میں کون ہے جس نے خواجہ اجمیری کو دیکھا، کون ہے جس نے غوثِ جیلانی کو دیکھا ہے کون ہے جس نے آقائے نقشبند کو دیکھا ہو کون ہے جس نے مولیٰ سہرورد کو دیکھا ہو کون ہے جس نے شیخ گنج بخش کو دیکھا ہو کون ہے جس نے شاہِ عالم، قطبِ عالم کو دیکھا ہو کسی نے نہیں دیکھا تو دوڑ کیوں ہے یہ ان آستانے کی دوڑ کیوں ہے کیا یہ اجمیر کی دوڑ کیوں ہے یہ بغداد کی دوڑ کیوں ہے یہ ان آستانے کی دوڑ کیوں ہے کیا یہ کوئی پمفلٹ نکالتے ہیں کیا کوئی اشتہار نکالتے ہیں کیا یہ کوئی پروپیگنڈہ کرتے ہیں کیا تمھیں کوئی کوئی لالچ دیتے ہیں آرہے ہیں بھوکے آرہے ہیں پیاسے آرہے ہیں ریزرویشن نہیں ہوا ہے چھپ کے آرہے ہیں برسات ہے آرہے ہیں جاڑا ہے آرہے ہیں گرمی ہے آرہے ہیں کون طاقت لے آرہی ہے یہاں کیوں لا رہے ہیں یہ اعلانِ جبرئیلی ہے آرہے ہیں خدا انہیں چاہتا ہے تم بھی چاہو۔ درود شریف۔۔۔

اچھا ایک بات بتاؤ حضرت جبرئیل سارے فرشتے کو بلا رہے ہیں اب آج کی جماعت کہے نہ جاؤ نہ جاؤ تو ہم نوریوں کی سنی یا ان ناریوں کی سنیں!۔۔ درود شریف۔۔۔

حکمِ اولیا جانور بھی جانتے ہیں:

اور دوستو صرف انسان ہی نہیں آرہے ہیں جانور بھی ان کی اطاعت کرتا ہے پتھر

بھی ان کی بات سنتا ہے دریا بھی ان کا حکم مانتا ہے جدھر بھی اشارہ کردیتے ہیں جانتے نہیں ہیں رسول کے غلاموں کا مقام کیا ہے وہ وقعہ تو بار بار سنتے ہو۔ نا، شیر جس کو جس کو جنگل کا راجا کہا جاتا ہے لشکر سے حضرت سفینہ بچھڑ گئے جنگل میں پہنچے شیر کی ہیبت تو آپ کے دل میں بھی ہے نا اگر یہاں ایک شیر آجائے تو واعظ سنو گے؟ کیا عالم ہوگا نا!؟ مگر دیکھو ان کو کوئی ہیبت نہیں طاری ہوئی بلکہ بہت ہی شان سے کہتے ہیں یا ابا الحارث انا سفینة مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی شان یہ ہے اے شیر میں سفینہ ہوں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ اتنا کہنا تھا شیر دم ہلانے لگا پتہ نہیں کس ارادے سے آیا تھا مگر اب تو ارادہ بدلا ہوا نظر آرہا ہے اپنے عمل سے ظاہر کر رہا ہے کہ جب تو رسول کا غلام تو میں تیرا غلام اور کارِ غلامی بھی انجام دے رہا ہے آگے آگے جا رہا ہے آگے آگے جا رہا ہے وہ پیچھے پیچھے جا رہے ہیں جب لشکرِ اسلام کے قریب آیا وہاں تک پہنچایا اس نے ایک وداعی آواز لگائی اس نے واپس ہوگیا دیکھا آپ نے شیر کو لوگ جنگل کا راجا کہتے ہیں سوچو ایمان والوں کے سامنے جب راجا دم ہلا رہا ہے تو پرجا کا کیا حال ہوگا! یہ تو آپ سمجھ سکتے ہیں یہ سب محبت کرتے ہیں جو بھی اشارہ ہوا سنتے ہیں مانتے ہیں اس کی مثالیں واقعات کی روشنی میں بہت ہیں۔ سب محبت کرتے ہیں اور سنو جب سارے مومنین کسی کو اللہ کا ولی کہنے لگیں تو سمجھو بھی وہی اعلانِ جبریلی کا اثر ہے۔

تم اللہ کے گواہ ہو اس دھرتی پر تو آپ سمجھیں تو فرشتے کہتے ہیں تمہیں گھبرانے کی بات کیا ہے ان کی دوستی اور تم فخر کرتے ہو یہ کب تک رہیں گے ارے زیادہ سے زیادہ جھوٹی دوستی بھی یہیں تک نا مگر ہماری دوستی دنیا میں آخرت میں بھی جنت میں بھی ہر جگہ ان کی دوستی تو ہم تمہارے دوست اس ارشادِ مقدس کا جو دوسرا گوشہ ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وہ بات بہت طویل ہوجائے گی پھر انشاء اللہ کسی موقع پر اس کے تعلق سے اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔